الجامعۃ الاشرفیہ کا دینی و علمی ترجمان

ماہ نامہ اشرفیہ

مبارک پور

جنوری 2023

معراج النبی ﷺ

تیری معراج محمد تو ہے قرب معبود
میری معراج کہ میں تیرے قدم تک پہنچا

محبوب کبریا سردار انبیا جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو معراج ہوئی بار بار معراج ہوئی، روحانی معراج ہوئی، منامی معراج ہوئی، متعدد بار معراج ہوئی، امام محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کو چونتیس بار معراج ہوئی، احادیث کریمہ میں مختلف عنوان سے بیان فرمائے ہیں۔ ایک بار حضور ﷺ کو جسمانی معراج ہوئی یعنی حضور ﷺ کو بیداری میں روح اور جسم کے ساتھ معراج ہوئی، یہی حضور ﷺ کا خصوصی معجزہ ہے۔ نبوت کے بارہویں سال ماہ رجب کی ستائیسویں شب مکہ معظمہ میں آپ کو جسمانی معراج ہوئی، حضرت جبریل علیہ السلام مع ستر ہزار فرشتوں کے براق لے کر در دولت پر حاضر ہوئے، آپ کو دولھا بنا کر براق پر سوار کر کے بیت المقدس لے گئے فرشتگان ملاء الاعلیٰ جلو میں ہیں، حضرت جبریل باگ پکڑے ہوئے ہیں، حضرت اسرافیل و میکائیل رکاب تھامے ہیں اس شان و شوکت سے بہ ہزار جاہ و جلال بیت المقدس تشریف لے گئے، وہاں سے آسمانوں کی سیر کرتے ہوئے سدرۃ المنتہیٰ اور فوق العرش مقام دنیٰ فتدلیٰ اور منزل قاب قوسین او ادنیٰ پر فائز ہوئے، قرب خاص سے نوازے گئے۔

(از: حضور حافظ ملت قدس سرہ)

مبارک حسین مصباحی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بیادگار: حضور حافظِ ملت علامہ شاہ الحاج عبدالعزیز قدس سرہٗ بانی الجامعۃ الاشرفیہ

الجامعۃ الاشرفیہ کا دینی و علمی ترجمان

ماہ نامہ اشرفیہ مبارک پور

زیر سرپرستی

عزیز ملت حضرت علامہ شاہ

عبدالحفیظ عزیزی

سربراہِ اعلیٰ

الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور

THE ASHRAFIA MONTHLY Mubarakpur. Azamgarh (U.P.) India. 276404

جلد نمبر 47 شمارہ 1 | جنوری 2023ء | جمادی الآخرہ 1444ھ

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ : مبارک حسین مصباحی

منیجر : محمد محبوب عزیزی

تزئین کار : مہتاب پیامی

مجلس مشاورت

مولانا محمد احمد مصباحی

مفتی محمد نظام الدین رضوی

مولانا محمد ادریس بستوی

مولانا محمد عبد المبین نعمانی

ترسیل زر و مراسلت کا پتہ

دفتر ماہنامہ اشرفیہ، مبارک پور اعظم گڑھ یو۔پی۔ ۲۷۶۴۰۴

+91 9935162520 (Manager)

زرِ تعاون

قیمت عام شمارہ: 30 روپے

سالانہ (بذریعہ سادہ ڈاک) 300 روپے

سالانہ (بذریعہ رجسٹری) 600 روپے

سری لنکا، بنگلادیش، پاکستان، سالانہ

750 روپے

دیگر بیرونی ممالک

$25 امریکی ڈالر £20 پونڈ

BHIM

BHIM UPI Payments Accepted at

ASHRAFIA MONTHLY

ASHRAFIA MONTHLY
A/c No. 3672174629
Central Bank Of India
Branch : Mubarakpur IFSC : CBIN0284532

اکاؤنٹ میں رقم جمع کرنے کے بعد آفس کے نمبر پر فون کریں یا بذریعہ ڈاک مطلع کریں۔ (منیجر)

نوٹ: آپ ماہنامہ اشرفیہ ہر ماہ انٹرنیٹ پر بھی پڑھ سکتے ہیں۔

http://www.aljamiatulashrafia.org

Email : ashrafiamonthly@gmail.com
mubarakmisbahi@gmail.com
info@aljamiatulashrafia.org

مولانا محمد ادریس بستوی نے فیضی کمپیوٹر گرافکس، گورکھ پور سے چھپوا کر دفتر ماہ نامہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ سے شائع کیا۔

نگارشـــــــــــات

اداریــــــــه	48/ویں عرس حافظ ملت کی مختصر روداد	مبارک حسین مصباحی	5
سپاس نامــــه	سپاس نامہ حافظ ملت ایوارڈ		8

مطالعۂ قرآن

تفہیم قــــرآن	ایک آیت کے کئی معنی	مولانا حبیب اللہ بیگ ازہری	9

مطالعۂ حدیث

تفہیم حدیث	فضائل یوم جمعہ	محمد فداء المصطفیٰ	11

فقہیات

آپ کے مسائل	کیا فرماتے ہیں علماے دین؟	مفتی محمد نظام الدین رضوی	13

نظریات

فکر امــــروز	آزمائش کی گھڑی میں مسلمان ثابت قدم رہیں	بلال احمد نظامی مندسوری	15

اسلامیات

شعاعیــــــں	بخل کی مذمت	کامران عطاری	17

شخصیات

انوار حــیات	خواجۂ ہندو دربار ہے اعلیٰ تیرا	حافظ افتخار احمد قادری	18

اساطین تصوف

ذکــــر جمیل	ام المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ	مفتی محمد اعظم مصباحی مبارک پوری	20

ماہ نامہ اشرفیہ

ربــــطِ باہم	پیر سید صابر حسین شاہ بخاری قادری اور ماہ نامہ اشرفیہ (آخری قسط)	مبارک حسین مصباحی	23

بزمِ دانش

فکــــرونظر	جسمانی معراج مصطفیٰ ﷺ	ریاض فردوسی/مولانا محمد عابد چشتی	27

ادبیات

گوشـــۂ ادب	تاریخ ہند کے گم شدہ اوراق	مبارک حسین مصباحی	36
تجــزیــــه	عقیدت مندیاں	مبارک حسین مصباحی	43
نقدونــظر	انوار حقہ پبلی کیشنز کی دو عظیم کتابوں کی اشاعت	تبصرہ نگار: سید صابر حسین شاہ قادری بخاری	45
خیابان حرم	نعتیں	وصی واجدی مکرانی/مہتاب پیامی/سلمان رضا فریدی صدیقی مصباحی	46

وفیات

سفــر آخرت	زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے/ایک روشن چراغ تھا نہ رہا	محمد ممتاز عالم مصباحی/رئیس احمد عزیزی	47

مکتوبات

صداے بازگشت	سید صابر حسین شاہ بخاری قادری/مبارک حسین مصباحی		49

سرگرمیاں

روداد چــمن	جامعہ اشرفیہ مبارک پور کی اعزازی ممبر سازی	مولانا محمد محبوب عزیزی	53
خــیر و خــبر	عرس قادری میں پابندیِ شریعت اور کیف طریقت کا حسین امتزاج	محمد تنویر قادری	55
	تعلیم اسلام کانفرنس/فکر رضا کانفرنس و سیمینار/مدنی میاں عربک کالج میں عرس حافظ ملت و شیخ انوار اللہ فاروقی		57

48/ویں عرسِ حافظِ ملت کی مختصر روداد

امسال جامعہ اشرفیہ سے 445 طلبہ فارغ ہوئے

مبارک حسین مصباحی

وہ ایک خوشگوار اور روحانی صبح تھی، مبارک پور میں نمازی فجر سے فراغت کے بعد عزیزی خانقاہ کی جانب بڑھ رہے تھے، دیگر حضرات بھی کشاں کشاں چلے آرہے تھے، ہلکی ہلکی پرکیف ہوائیں چل رہی تھیں، خانقاہ کے دونوں بیرونی کمرے کھول دیے گئے تھے، باہر چبوترے پر چاندنیاں بچھادی گئی تھیں، اندر باہر قرآن خوانی کا نورانی سلسلہ شروع ہو چکا تھا، انجمن غوثیہ کے ذمہ داران فاتحہ کے لیے رات ہی میں حلوہ تیار کر لیتے ہیں، دو تین برس سے یہ سلسلہ شروع کر دیا گیا ہے کہ پڑھنے والے اگر جانا چاہیں تو وہ اپنا تبرک لے کر جاسکتے ہیں، 29 جمادی الاولیٰ 1444ھ/24/دسمبر 2022ء، 9/بجے صبح کے قریب مجلسِ ایصالِ ثواب شروع ہوئی۔ قراءت، نعت، منقبت اور مختصر خطاب کے بعد ایصالِ ثواب کیا گیا۔ صاحبِ سجادہ عزیزِ ملت حضرت علامہ شاہ عبد الحفیظ عزیزی شجرہ خوانی فرماتے ہیں۔ آپ جب حسب ذیل اشعار کو دُہراتے ہیں تو مجمع کی کیفیت بدل جاتی ہے۔

قادری کر قادری رکھ قادریوں میں اٹھا — قدرِ عبد القادرِ قدرت نما کے واسطے

بخش دے جرم و خطا اور فضل فرما دائما — حافظِ ملت عزیز الاولیا کے واسطے

آپ نے رقت بھرے انداز میں، پوری دنیا اور خاص طور پر جہانِ اہلِ سنت کے لیے امن و امان اور دین وسنیت کے تحفظ و بقا کے لیے دعا فرمائی، نظم و نسق پر نبیرۂ حافظِ ملت نعیم ملت حضرت مولانا محمد نعیم الدین عزیزی نظر رکھے ہوئے تھے، فاتحہ کے بعد تبرک تقسیم کیا گیا۔

بفضلہٖ تعالیٰ دونوں دن ظہر کے بعد خانقاہ عزیزیہ سے درگاہ عزیزیہ تک چادروں کا جلوس نکلتا ہے، قیادت حضور صاحبِ سجادہ فرماتے ہیں۔

یہ ایک سچائی ہے کہ جلالۃ العلم استاذ العلما حضور حافظِ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مراد آبادی قدس سرہ ایک عظیم علمی اور روحانی شخصیت ہیں۔ آپ نے علمی اور روحانی علوم و معارف خواجۂ خواجگاں سلطان الہند خواجہ غریب نواز اجمیری کی خانقاہ میں حاصل کیے۔ آپ عہدِ طالب علمی سے ہی نیک اور پاک طینت تھے۔ آپ نے اپنے اساتذہ سے علوم بھی پڑھے اور اعمال کا بھی درس لیا۔ آپ کی زندگی اور بندگی سنن مصطفیٰ ﷺ کے سانچے میں ڈھلی ہوئی تھی۔ آپ کے ہزاروں مریدین اور تلامذہ ملک اور بیرون ملک حق و صداقت کا پرچم بلند کیے ہوئے ہیں۔ آپ شریعت کے سخت پابند تھے، آپ نے حرمین طیبین کا مقدس سفر بلا فوٹو کے خصوصی ویزے سے کیا۔

قناعت جس پہ کرتی ناز، تقویٰ جس کا شیدائی — ہزاروں محفلوں پر بھاری جس کی ایک تنہائی

دونوں دن عشا کے بعد عزیز المساجد کے وسیع صحن میں اجلاس ہوئے اس میں قراءت کے بعد نعوت و مناقب اور وقیع خطابات بھی ہوئے۔ انگلینڈ سے تشریف لائے حضرت مولانا یونس مصباحی نے فرمایا:

ہم نے اپنے اساتذہ سے سنا ہے کہ ہمارے مدرسے کا کوئی طالب علم ہو یا مطبخ کا کوئی کام کرنے والا ہو، وہ جہاں جائے گا وہ ان شاء اللہ کامیاب اور غالب رہے گا۔ حدیث قدسی ہے کہ اگر وہ مجھ سے کچھ مانگے گا تو میں ضرور ضرور اسے دوں گا۔ آپ نے فرمایا:

ہم ایک مرتبہ جامعہ اشرفیہ مبارک پور سے اپنے گھر گجرات جارہے تھے، اتفاق کہ اسی بوگی میں ہمارے سامنے والی سیٹ پر تین طالب علم اور نظر آئے، ہم بھی تین ساتھی تھے، تھوڑی دیر میں سامنے والے ایک طالب علم نے ہم سے پوچھا آپ کہاں سے آرہے ہیں، ہم نے جواب دیا جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں زیر تعلیم ہیں، وہیں سے ہم اپنے گھر جارہے ہیں۔ کچھ ہی دیر کے بعد ان میں سے ایک طالب علم نے کہا کہ بھائی آپ ہم لوگوں سے کوئی سوال نہ کریں آپ منطق و فلسفہ پڑھتے ہیں، آپ کے سوالات کا جواب ہمارے بس کی بات نہیں، ہم دار العلوم دیوبند میں پڑھتے ہیں۔ اس واقعہ سے اندازہ لگائیں کہ غیروں کے دلوں پر بھی جامعہ اشرفیہ کی دھاک بیٹھی ہوئی ہے، حضور حافظِ ملت نے اپنی درس گاہ میں صرف پڑھایا نہیں بلکہ اپنے طلبہ کی حوصلہ افزائی کے ساتھ ان کی ذہن سازی بھی کی ہے۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جس وقت میں یہاں تعلیم حاصل کر رہا تھا حضور تاج الشریعہ تشریف لائے تھے، مجھے یہ کہتے ہوئے خوشی ہوتی ہے کہ میں ان ہی سے مرید ہوں۔

قادری سلسلہ ہے مقدر مرا — روشنی مجھ کو احمد رضا سے ملی

مجھے تاج الشریعہ کے یہ الفاظ آج بھی یاد ہیں، آپ نے اپنے خطاب میں فرمایا: "اہلِ سنت کی عقیدت کا مرکز بریلی شریف ہے مگر علمی مرکز الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور ہے۔"

آپ نے سامعین سے ہاتھ اٹھواکر وعدہ لیا کہ ہم میں سے ہر فرد رمضان المبارک میں اپنے پاس سے یا اپنے احباب سے دس ہزار روپیہ جامعہ اشرفیہ کے لیے روانہ کرے گا، انھوں نے فرمایا کہ ہم نے حضور عزیز ملت کو عہدِ طالب علمی سے آج تک ہنستے ہوئے نہیں دیکھا، جب آپ لوگ جامعہ کے لیے عطیات بھجوائیں گے تو ان شاءاللہ تعالیٰ حضور عزیز ملت کی فکر کم ہوگی اور ان کے لبوں پر مسرت واطمینان کی مسکراہٹ آئے۔

حضرت مولانا منظور احمد عزیزی استاذ مدرسہ عربیہ سلطان پور نے اپنے خطاب میں فرمایا: اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عبادت بھی مخلصین کی قبول ہوتی ہے، بالکل اسی طرح جیسے وہ گوبر اور خون کے درمیان سے خالص دودھ عطا فرماتا ہے، جلالۃ العلم حضور حافظِ ملت نے عبادت اور فروغِ علم کا عمل اخلاص سے کیا ہے۔ اسی لیے دنیا آج ان کی تربت انور پر فاتحہ پڑھنے کے لیے چلی آرہی ہے۔ آپ نے مزید فرمایا کہ آپ کے مزار اقدس پر مجاوری بھی طلبہ کررہے ہیں، آپ نے فرمایا کہ ہمیں حد درجہ مسرت ہے کہ نمازوں کے اوقات میں مزارات پر چادروں کی نذر پیش کرنے کا سلسلہ موقوف ہوجاتا ہے اور باجماعت نمازوں کے یہ روحانی مناظر اعراس میں کم نظر آتے ہیں۔ حضور حافظِ ملت نے معمولی آبادیوں اور کھیت کھلیانوں میں کھیلتے ہوئے بچوں کو پڑھایا اور آج یورپ اور امریکہ وغیرہ میں دعوتی اور دینی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

حضرت مولانا مفتی منظر حسن اشرفی مصباحی نے انقلاب آفریں خطاب میں فرمایا: جامعہ اشرفیہ مبارک پور ایک ادارہ نہیں بلکہ ایک عظیم تحریک ہے، حضور حافظِ ملت نے اس چمن کی آبیاری کے لیے پسینہ نہیں بلکہ خون جگر پلایا ہے۔ حضور حافظ ملت کے مرشد گرامی شیخ المشائخ اعلیٰ حضرت حضور اشرفی میاں کا فیض آج بھی جامعہ اشرفیہ پر برس رہا ہے۔ آپ کے خطاب کا موضوع شرعی نکاح تھا، آپ نے فرمایا کہ آٹھ لاکھ مسلم بچیاں غیر مسلموں سے منسلک ہوگئیں، اس کی بنیادی وجہ نکاح کا مشکل ہونا ہے۔ شادیوں میں پندرہ بیس لاکھ روپے خرچ ہونا ایک عام سی معمولی بات ہے، بعض علاقوں میں ہونے والے شوہروں کو لاکھوں پیشگی چاہیے۔ بارات کے طعام میں اسٹار، مختلف کھانوں اور ڈیکوریشن کے لیے لاکھوں درکار ہوتے ہیں اور جہیز کے نام پر لاکھوں کا سامان چاہیے، آپ نے مجمع سے ہاتھ اٹھواکر وعدہ لیا کہ ہم شادیوں کے نام پر کم خرچ کریں گے جب نکاح آسان ہوں گے تو غیر مسلموں کے یہاں لڑکیوں کا جانا موقوف ہوگا ان شاءاللہ تعالیٰ۔

قصبہ باسنی ناگور سے تشریف لانے والے حضرت مولانا حافظ اللہ بخش نے جامعہ اشرفیہ مبارک پور کا تعارف کراتے ہوئے فرمایا، برصغیر میں جامعہ اشرفیہ کی طرح کوئی دوسرا ادارہ نہیں، آپ نے جامعہ کے تعاون کے لیے مخلصانہ مشورہ دیا۔ آپ نے فرمایا: ماشاءاللہ تعالیٰ عزیز المساجد بہت بڑی مسجد ہے اس کا تعمیری کام مسلسل جاری ہے، ہم بھی تعاون کرتے کراتے ہیں، آپ حضرات بھی تعاون کریے اور کرائیے۔

دار العلوم غریب نواز الہ آباد کے استاذ و مفتی حضرت مولانا مجاہد حسین رضوی مصباحی نے عقیدت مندانہ خراجِ عقیدت پیش کیا، آپ نے فرمایا: عرس حافظِ ملت کا پیغام نماز باجماعت کا اہتمام بلاشبہہ اس اعتبار سے حضور حافظِ ملت کا عرس انفرادی مقام رکھتا ہے۔ ہم نے چار برس تک حضور حافظِ ملت کی خدمت کی ہے، آپ دور دراز کا سفر طے کرکے آتے، اگر اذان ہوگئی ہوتی تو اسی وقت نماز باجماعت میں شرکت کے لیے کھجوا والی مسجد میں تشریف لے جاتے، اس لیے آپ لوگ فیضانِ حافظِ ملت نماز باجماعت کا اہتمام ساتھ لے کر جائیں۔

خلیفۂ عزیز ملت استاذ القرا حضرت قاری اسلام اللہ عزیزی اپنے مریدین اور معتقدین کے ساتھ ممبئی سے تشریف لاتے ہیں، ہر برس عرس عزیزی کے موقع پر اعزازی ممبران بناکر لاتے ہیں، ایک ممبر کی رقم گیارہ ہزار ایک سو گیارہ روپے ہوتے ہیں، امسال عرس کے زریں موقع پر 66 ممبران لے کر آئے، ہر ممبر کو سند بھی پیش کی جاتی ہے۔ 9 ممبران الحاج اسرار الحسن رکن مجلس انتظامیہ نے بنواکر پیش کیے، مزید دس ہزار ایک مردِ صلح نے آپ کے توسط سے پیش کیے، آپ نے 5500 روپے مجلسِ خیر خواہ کو بطور انعام پیش کیے، حضرت مولانا عرفان عالم مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور نے اپنے حلقۂ احباب سے دو ممبر پیش کیے۔ حضرت عزیز ملت کے توسط سے بھی بہت سے حاصل ہوئے، حضرت صاحبِ سجادہ نے سب کا شکریہ پیش کیا۔

اس بار فخرِ گجرات گرامی وقار حضرت مولانا یونس مصباحی کو ان کی علمی اور دینی خدمات کے اعتراف میں حافظِ ملت ایوارڈ پیش کیا گیا۔ حضرت عزیز ملت دامت برکاتہم العالیہ کے ہاتھوں انھیں ایک شیلڈ اور سپاس نامہ سے سرفراز کیا گیا۔

قل شریف کی عرفانی مجلس 11 بج کر 55 منٹ پر شروع ہوئی، قرائے کرام نے تلاوتیں فرمائیں، آخر میں صاحبِ سجادہ نے شجرہ قادریہ عزیزیہ پڑھا اور حاضرین اور عالمِ اسلام کے لیے پر خلوص دعا کی گئی۔ حضور ﷺ، تمام انبیا اور اولیا اور خاص طور پر صاحبِ عرس حضور حافظِ ملت علیہ الرحمہ کی بارگاہوں میں ایصالِ ثواب کیا گیا۔

قائدِ ملت حضرت مفتی عبد المنان کلیمی نگر مفتی مراد آباد نے فرمایا: اب خطاب کا وقت ختم ہوگیا، ایک برس تک جامعہ اشرفیہ نے کیا خدمت انجام دی، شہزادۂ حضور حافظِ ملت سربراہِ اعلیٰ نے کیا کارنامہ انجام دیا، اب قوم کے سامنے یہ خدمت پیش کرنے کا وقت آگیا۔ بفضلہ تعالیٰ 445 طلبہ فارغ ہو رہے ہیں۔

آپ نے فرمایا: مسلکِ اعلیٰ حضرت نہ کسی خاندان کا نام ہے، نہ کسی جماعت کا نام ہے، اور نہ کسی شہر کا نام ہے، مسلکِ اعلیٰ حضرت فتاویٰ رضویہ میں سیدنا اعلیٰ حضرت نے جو فکر اور آئین پیش کیا ہے اس کا نام ہے۔ اگر کسی کی ماں نے دودھ پلایا ہے تو میری بات کارد کردے، مسلکِ اعلیٰ حضرت کے فروغ کے لیے فتاویٰ رضویہ کو مرتب کیا اور عملی طور پر اس کی نشر واشاعت میں کلیدی کردار جامعہ اشرفیہ نے ادا کیا ہے۔ اعلیٰ حضرت نے بریلی کی سرزمین سے قانون پیش کیا ہے، اور حافظِ ملت اور جامعہ اشرفیہ مبارک پور نے اس کی ترجمانی کی۔ اب نہ مسلکِ اعلیٰ حضرت کو الجامعۃ الاشرفیہ سے الگ کیا جاسکتا ہے، اور نہ الجامعۃ الاشرفیہ کو مسلکِ اعلیٰ حضرت سے الگ کیا جاسکتا ہے۔

آپ نے فرمایا حضور حافظِ ملت جب اس دنیا سے تشریف لے گئے تو لوگ سمجھ رہے تھے کہ اب الجامعۃ الاشرفیہ کا کیا ہوگا۔ حضور حافظِ ملت نے اپنے لختِ جگر کو سربراہِ اعلیٰ نہیں بنایا اور نہ نامزد کیا۔ انھوں نے سارے اختیارات انتظامیہ کمیٹی کو دے دیے، اس وقت کی مجلسِ شوریٰ کے علما اور مشائخ اور اہلِ مبارک پور قابلِ مبارک باد ہیں، انھوں نے سمجھا کہ جامعہ اشرفیہ کی کشتی کو پار لگانے کے لیے کوئی اور نہیں بلکہ ان کے شہزادے اور نورِ نظر پار لگائیں گے، جنھیں حضور حافظِ ملت کے فرزند ہونے کا حق حاصل ہے۔ ماشاءاللہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ پدر نہ کند پسر تمام کند۔ حضور حافظِ ملت اپنے خطاب میں بارہا ارشاد فرماتے تھے کہ میں ایک ایسا ادارہ بنانا چاہتا ہوں جس میں کم از کم دو ہزار طلبہ ہوں، مخدوم گرامی حضور عزیز ملت نے اپنے والد گرامی کا خواب شرمندۂ تعبیر کر کے دکھادیا کہ جامعہ اشرفیہ میں دو ہزار سے زیادہ طلبہ اس گلشنِ علم سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔

اڑتالیسویں عرسِ حافظِ ملت کا انعقاد 29/ جمادی الاخری 1444ھ 24/ 25 دسمبر 2022ء میں انتہائی کامیاب ہوا۔ علما اور مشائخ ملک اور بیرون ملک سے تشریف لائے، دیگر مشاہیر خطبا میں حضرت مولانا قاری صغیر احمد جوکھن پوری، حضرت علامہ فروغ القادری ورلڈ اسلامک مشن، لندن، حضرت الحاج وقار احمد عزیزی بھیونڈی اور مبلغ اہل سنت مولانا زبیر احمد عطاری مبلغ مدینہ منورہ قابلِ ذکر ہیں۔

نعوت و مناقب کے ہدیے پیش کرنے والوں میں چند نام یہ ہیں، رکن مجلسِ شوریٰ جامعہ اشرفیہ محترم قاری نور الہدیٰ مصباحی، مولانا قسمت سکندر پوری، قاری اشہر عزیزی مبارک پوری، مولانا عبدالوکیل مصباحی چھپراوی، قاسم ندیمی بھدوہی، محبوب ظفر دہلوی وغیرہ۔

عزیزی کتاب میلہ بھی منفرد ہوتا ہے، امسال پچاس کے قریب بک اسٹال لگائے گئے، ماشاءاللہ تعالیٰ جامعہ اشرفیہ اور قرب وجوار میں زمینیں وسیع ہیں، اس لیے اس عرس میں ملک کے دیگر اعراس کے مقابل دو کانیں زیادہ لگتی ہیں، تقاریب میں میڈیا کے اندازے عام طور پر کئی گنا ہوتے ہیں، اس لیے ہم صرف اسی پر اکتفا کرتے ہیں کہ اتنا بڑا مجمع عرسِ عزیزی میں اب تک نہیں دیکھا گیا۔

دونوں دن نظامت کے فرائض حضرت مولانا مفتی زاہد علی سلامی استاذ و مفتی جامعہ اشرفیہ اور مولانا محمد قیصر اعظمی نے ادا فرمائے۔ جامعہ کے صدر المدرسین حضرت مفتی بدرِ عالم مصباحی اور نبیرۂ حافظِ ملت حضرت نعیم ملت مولانا محمد نعیم الدین عزیزی نے تمام ذمہ داریوں کو بحسن و خوبی نبھایا۔

فہرست فارغین الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور 1444ھ/2022ء

تحقیق فی الفقہ	5	
فضیلت	168	
فضیلت خصوصی	21	
حفظ	17	
میزان	211	ان کو دستار دی گئی
مولوی و قاری (روایت حفص)	94	
عالم	140	
میزان	235	انھیں صرف سند دی گئی
کل فارغین	445	

دونوں دن مہمانوں کے قیام وطعام کا اہتمام عرس کمیٹی کی جانب سے ہوتا ہے، نگر پالیکا مبارک پور اور پولیس وغیرہ نے اپنا حسنِ انتظام پیش کیا۔

آخر میں شہزادۂ حافظِ ملت حضرت عزیز ملت علامہ شاہ عبدالحفیظ عزیزی دامت برکاتہم العالیہ نے سارے منتظمین اور زائرین کا شکریہ ادا فرمایا اور عرس کے اختتام کا اعلان فرمایا۔

*****

سپاس نامہ حافظ ملت ایوارڈ

بخدمت گرامی فخر گجرات حضرت مولانا **محمد یونس مصباحی** زید فضلہ
بانی مصباحی مشن و جامعہ معینیہ ازہر العلوم (یوکے)

بسم اللہ الرحمن الرحیم*نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

محترم حضرات اس وقت ہم لوگ جلالۃ العلم ابوالفیض حضور حافظ ملت علامہ شاہ عبدالعزیز محدث مرادآبادی قدس سرہ کے اڑتالیسویں عرس میں موجود ہیں۔ بفضلہ تعالیٰ اس میں ملک اور بیرون ملک کے علما و مشائخ اور حد نظر شیدائی جلوہ ریز ہیں۔ تنظیم ابنائے اشرفیہ جامعہ اشرفیہ مبارک پور اپنی روایت کے مطابق عام طور پر کسی منتخب شخص کو حافظ ملت ایوارڈ تفویض کرتی ہے، امسال جامعہ اشرفیہ کے نام ور فاضل حضرت مولانا محمد یونس مصباحی زید اقبالہ کو منتخب کیا گیا ہے۔ آپ نے جامعہ اشرفیہ مبارک پور سے فراغت کے بعد دین و سنیت اور تدریس و تصنیف کے میدانوں میں یادگار خدمات انجام دی ہیں۔ ہم ان زریں کارناموں کے اعتراف میں تنظیم ابنائے اشرفیہ مبارک پور کی جانب سے انھیں حافظ ملت ایوارڈ نذر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی خدمات کو قبول و مقبول فرمائے۔ آمین۔

موصوف کی ولادت 30 جون 1966ء میں ضلع بھڑوچ، گجرات کے موضع "وہراسمتی" میں ہوئی۔ آپ نے دار العلوم شاہ عالم احمد آباد اور دار العلوم مصطفائیہ ہلدروا میں حفظ اور درجہ عالمیت کی تعلیم حاصل کی۔ خاک ہند کی مرکزی درس گاہ جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں 1982ء میں داخل ہوئے، باصلاحیت اساتذہ کی درس گاہوں میں محنت اور لگن سے تعلیم مکمل فرمائی اور 1989ء میں فراغت حاصل کی، ماشاء اللہ تعالیٰ آپ محنتی، سنجیدہ مزاج اور خاموش طبع ہیں، آپ کی نظر ہمیشہ مقاصد پر رہتی ہے، اسی لیے آپ مسلسل یادگار کارنامے انجام دیتے رہتے ہیں۔

فراغت کے بعد آپ دیادرہ ضلع بھڑوچ، سوراشٹر دھرل بعد میں موضع تھام میں درس نظامی پڑھاتے رہے۔ 11 مئی 1994ء میں آپ برطانیہ تشریف لے گئے، وہاں اسلام اور سنیت کی مختلف جہات سے خدمات انجام دے رہے ہیں۔ 1995ء میں یوکے کی سرزمین پر "اسلامک ویلفیئر مشن" کی بناڈالی۔ جو بعد میں "مصباحی مشن" ہو گیا، اسی تحریک کے زیر اہتمام ہند اور بیرون ہند اہم کارنامے انجام پا رہے ہیں۔ آپ نے 2003ء میں یوکے میں بچوں اور بچیوں کی دینی تعلیم کا سلسلہ شروع کیا، اسی مشن کے تحت بیس مکاتب بچوں کی ابتدائی تعلیم کا کام کر رہے ہیں۔ آپ نے بھروچ میں بچیوں کی تعلیم و تربیت کے لیے ایک اہم ادارہ قائم کیا جس میں 150 طالبات بغیر کسی معاوضے کے علم دین سے آراستہ ہو رہی ہیں۔ آپ نے مختلف دیہاتوں میں مساجد کی تعمیر، یتیم خانے کا قیام، مختلف ضرورت مندوں کی مدد اور جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں زیر تعلیم گجراتی طلبہ کا وظیفہ وغیرہ مقرر کیا۔ آپ نے درس نظامی سے منسلک کتابوں کی تدوین و تصنیف اور حالات کے پیش نظر گجراتی زبان میں تحریری خدمات انجام دیں۔ آپ نے "امہ چینل" یوکے سے سات برسوں تک مسلسل شرعی مسائل جاری کیے۔ آپ 70 سے زیادہ مقامات پر معلمات کو بھیجتے ہیں۔

ہم ان تمام خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے آپ کو حافظ ملت ایوارڈ پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے طفیل ہم سب پر کرم فرمائے، آمین، بجاہ حبیبہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم.

بموقع عرس عزیزی	از: عبدالحفیظ عفی عنہ
یکم جمادی الآخرہ 1444ھ	سرپرست تنظیم ابنائے اشرفیہ
25/ دسمبر 2022، بروز اتوار	و سربراہ اعلیٰ الجامعۃ الاشرفیہ

من جانب: تنظیم ابناء اشرفیہ، الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور ضلع اعظم گڑھ (یوپی)

ایک آیت کے کئی معانی

مولانا محمد حبیب اللہ بیگ ازہری

لفظ اگر مشترک ہو، یا مجاز کا احتمال رکھتا ہو تو کئی ایک معانی کی گنجائش نکل سکتی ہے، لیکن قرآن کریم کا حیرت انگیز اعجاز دیکھیے کہ محض سیاق وسباق سے مخصوص ربط، اور جداگانہ وقف کی بنیاد پر ایک آیت کے کئی ایک معانی سامنے آتے ہیں، اور سب صحیح بھی ہوتے ہیں، ذیل میں اس کے کچھ نظائر ملاحظہ فرمائیں:

1 – ارشاد باری ہے: الٓمّٓ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ ۚۖۛ فِیْهِ ۚۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ. [سورۂ بقرہ:2] یعنی اس کتاب میں شک کی کوئی گنجائش نہیں، یہ کتاب تقوی شعار بندوں کے لیے سراپا ہدایت ہے۔

اس آیت مبارکہ میں اگر لَا رَیْبَ ۚۖۛ فِیْهِ ۚۛ پر وقف کیا جائے اور هُدًى سے آغاز کیا جائے تو وہی معنی ہوگا جسے ابھی ہم نے اوپر بیان کیا، اور اگر لَا رَیْبَ ۚۖۛ پر وقف کر دیا جائے، اور فِیْهِ ۚۛ هُدًى سے آغاز کیا جائے تو معنی ہوگا: یہ کتاب لاریب ہے، اسی کتاب میں متقیوں کے لیے ہدایت ہے۔ سبحان اللہ! آیت ایک ہی ہے، لیکن ماسبق سے ملائیں تو الگ معنی، اور مابعد سے ملائیں تو الگ، اور دونوں ہی صحیح ومعروف۔ امام رازی فرماتے ہیں:

الوقف على فِيْهِ هو المشهور، وعن نافع وعاصم أنهما وقفا على لَا رَيْبَ، ولا بدّ للواقف من أن ينوي خبراً، ونظيره قوله: قَالُوا لا ضَيْرَ، وقول العرب: لا بأس، وهي كثيرة في لسان أهل الحجاز، والتقدير: لَا رَيْبَ فِيْهِ، فِيْهِ هُدًى. واعلم أن القراءة الأولى أولى؛ لأنه على القراءة الأولى يكون الكتاب نفسه هدى، وفي الثانية لا يكون الكتاب نفسه هدى، بل يكون فيه هدى، والأول أولى لما تكرر في القرآن من أن القرآن نور وهدى والله أعلم.

مذکورہ آیت میں فِیْهِ پر وقف کیا جائے، یہی مشہور ہے، حضرت امام نافع اور امام عاصم سے منقول ہے کہ انھوں نے لَا رَیْبَ پر وقف کیا، اس صورت میں وقف کرنے والے پر لازم ہوگا کہ وہ خبر کو محذوف منوی مانے، کلام الٰہی میں اس کی نظیر لَا ضَیْرَ اور کلام عرب میں لا بأس ہے، اور اہل حجاز کی زبان میں اس کی بہت سی نظیریں ہیں، اس صورت میں تقدیری عبارت اس طرح ہوگی، اس کتاب میں کوئی شک نہیں، اسی میں متقی بندوں کے لیے ہدایت ہے۔

واضح رہے کہ پہلی قراءت زیادہ بہتر ہے، کیوں کہ پہلی قراءت میں معنی ہوگا کہ قرآن ہی ہدایت ہے، جب کہ دوسری قراءت میں معنی ہوگا کہ قرآن ہدایت نہیں، بلکہ قرآن میں ہدایت ہے، پہلا معنی زیادہ مناسب ہے، کیوں کہ قرآن کریم میں متعدّد مقامات پر وارد ہوا کہ قرآن نور اور ہدایت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اس عبارت کا ماحصل یہ ہے کہ دونوں جگہ وقف درست، اور دونوں معانی صحیح ہیں، لیکن فِیْهِ پر وقف زیادہ بہتر ہے، کیوں کہ یہی مشہور ہے، اور قرآن کریم کی بہت سی آیتیں اسی معنی کی تائید کرتی ہیں جو معنی فِیْهِ پر وقف کی صورت میں سامنے آتا ہے۔

2- اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: هُوَ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَ اُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَ ابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِهٖ ۚ وَ مَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَ الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَ مَا یَذَّكَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ [سورۂ آل عمران:7]

یعنی اللہ نے آپ پر قرآن نازل فرمایا، جس کی بعض آیتیں محکم ہیں، اور بعض متشابہ، جن کے دلوں میں کجی ہوتی ہے وہ فتنہ پردازی کے لیے متشابہات کی تاویل میں پڑے رہتے ہیں، حالاں کہ ان آیات متشابہات کی تاویل اللہ کے سوا کسی کو نہیں معلوم، جو علم میں رسوخ رکھتے ہیں وہ تو یہی کہتے ہیں کہ ہم سب پر ایمان رکھتے ہیں، سب کو من جانب اللہ مانتے ہیں، اور نصیحت تو عقل مند ہی حاصل کرتے ہیں۔

اس آیت مبارکہ میں وَ مَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ پر وقف کر دیا جائے، اور وَ الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ سے آغاز کیا جائے تو وہی معنی ہوگا جو ابھی ہم نے بیان کیا کہ آیات متشابہات کی تاویل صرف اللہ جانتا ہے، اور راسخ فی العلم سب پر ایمان رکھتے ہیں، اور سب کو من جانب اللہ مانتے ہیں۔ اور اگر وَ مَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ پر وقف نہ کیا جائے اور سب کو ملا کر پڑھا جائے تو معنی ہوگا کہ ان آیات کی تاویل اللہ جانتا ہے، اور راسخ فی العلم جانتے ہیں، جو سب پر ایمان رکھتے ہیں اور سب کو من جانب اللہ مانتے ہیں۔

غور فرمائیں آیت ایک ہی ہے، لیکن ماسبق سے جوڑیں تو الگ معنی ہے، اور مابعد سے جوڑیں تو الگ، اور دونوں ہی معانی صحیح ومتداول ہیں، کتب تفاسیر میں اس آیت کے محل وقف کے سلسلے میں دونوں طرح کے اقوال ملتے ہیں، اور ہر قول کے تائید میں دلائل اور جوابات بھی ملتے ہیں، چوں کہ آیات متشابہات کی تقسیم اور ان کے معنیٰ مراد کی تفویض وتاویل کے بارے میں شروع سے متقدمین اور متاخرین کے مسالک اور مواقف مختلف رہے ہیں، اسی لیے اس معاملے میں ایک قول کو دوسرے پر ترجیح نہیں دی جا سکتی۔

3 – اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: فَكَیْفَ اِذَاۤ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْهِمْ ثُمَّ جَآءُوْكَ یَحْلِفُوْنَ ۖۗ بِاللّٰهِ اِنْ اَرَدْنَاۤ اِلَّاۤ اِحْسَانًا وَّ تَوْفِیْقًا ۝ [سورۂ نساء:62] یعنی کیا حال ہوگا جب ان

استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور

کے کرتوتوں کے بسبب ان پر مصیبت آپڑے گی، پھر وہ آپ کے پاس اللہ کی قسم کھاتے ہوئے آئیں گے کہ ہم نے تو بہتری اور اتحاد کا قصد کیا تھا۔

اس آیت کو ملا کر پڑھا جائے تو وہی معنی ہوگا جو ابھی ہم نے اوپر بیان کیا، اور اگر یَحۡلِفُوۡنَ پر وقف کر دیا جائے، اور بِاللّٰهِ سے شروعات کی جائے تو معنی ہوگا کہ وہ لوگ حلف اٹھاتے ہوئے آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بخدا ہم نے خیر اور صلح کا قصد کیا تھا۔

یعنی وصل کی صورت میں قسم کا افادہ ہو رہا ہے اور وقف کی صورت میں قسم کے ساتھ ساتھ الفاظ قسم کی بھی تعیین ہو رہی ہے، یہاں پر بھی بات وہی ہے کہ آیت تو ایک ہی ہے، لیکن وصل کی صورت میں الگ معنی ہے، اور وقف کی صورت میں الگ۔

4- قرآن کریم میں حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹی کے آنے اور اپنے والدِ گرامی کا پیغام پہنچانے کا ذکر کچھ اس انداز سے ہے:

فَجَآءَتۡهُ اِحۡدٰىهُمَا تَمۡشِىۡ عَلَى اسۡتِحۡيَآءٍ قَالَتۡ اِنَّ اَبِىۡ يَدۡعُوۡكَ لِيَجۡزِيَكَ اَجۡرَ مَا سَقَيۡتَ لَنَا ؕ فَلَمَّا جَآءَهٗ وَقَصَّ عَلَيۡهِ الۡقَصَصَ ۙ قَالَ لَا تَخَفۡ ۚ نَجَوۡتَ مِنَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَ ۝ [سورۂ قصص: 25] یعنی شعیب کی دو بیٹیوں میں سے ایک بیٹی شرم و حیا کے ساتھ چلتی ہوئی آئی، اور کہا کہ میرے والد ہمیں پانی پلانے کا صلہ دینے کے لیے آپ کو بلا رہے ہیں۔

اگر اس آیت میں تَمۡشِىۡ عَلَى اسۡتِحۡيَآءٍ پر وقف کیا جائے، اور قَالَتۡ سے شروع کیا جائے تو وہی معنی ہوگا جو اوپر بیان ہوا، اور اگر سب کو ملا دیا جائے، یا عَلَى اسۡتِحۡيَآءٍ قَالَتۡ پڑھا جائے تو معنی ہوگا کہ شرماتے ہوئے کہا۔ یعنی پہلی صورت میں معنی ہوگا کہ شرماتے ہوئے آئی، اور دوسری صورت میں معنی ہوگا کہ شرماتے ہوئے کہا، اور ایسی عفت مآب خاتون سے یہی توقع کی جائے گی کہ شرماتے ہوئے آئی، اور شرماتے ہوئے کہا۔ بہر صورت آیت ایک ہی ہے، لیکن ماسبق اور مابعد سے مخصوص ربط کی بنیاد پر معنی میں تنوع پیدا ہو جاتا ہے، اور دونوں معانی واقع کے عین مطابق ہیں۔ مزید تفصیل کے لیے تفسیر رازی کی طرف رجوع کیا جائے

5- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَاِذۡ قَالَ لُقۡمٰنُ لِابۡنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَىَّ لَا تُشۡرِكۡ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّ الشِّرۡكَ لَظُلۡمٌ عَظِيۡمٌ ۝ [سورۂ لقمان: 13] یعنی اس وقت کو یاد کرو جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ اے میرے بیٹے! اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

اس آیت کریمہ میں اگر لَا تُشۡرِكۡ بِاللّٰهِ پر وقف کیا جائے تو معنی وہی ہوگا جو ماسبق میں بیان ہوا، اور اگر لَا تُشۡرِكۡ پر وقف کر دیا جائے، اور بِاللّٰهِ سے آغاز کیا جائے تو اب معنی ہوگا: اللہ کی قسم شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

اس آیت کے تحت تفسیر بیضاوی میں ہے:

ومن وقف علی لَا تُشۡرِكۡ جعل بِاللّٰهِ قسما. یعنی لَا تُشۡرِكۡ پر وقف کر دیا جائے تو بِاللّٰهِ قسم کے لیے ہو جائے گا۔

یعنی پہلی صورت میں باللہ شرک کا متعلق ہوگا، جب کہ دوسری صورت میں بِاللّٰهِ قسم کے لیے ہوگا، بہر دو صورت آیت ایک ہی ہے، لیکن معانی مختلف اور جداگانہ۔

6- اللہ تعالیٰ قیامت کے بارے میں فرماتا ہے: اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخۡفِيۡهَا لِتُجۡزٰى كُلُّ نَفۡسٍ ۢ بِمَا تَسۡعٰى ۝ [سورۂ طٰہٰ: 15] بے شک قیامت آنے والی ہے، میں اسے مخفی رکھوں گا تاکہ ہر انسان کو اس کے عمل کا بدلہ دیا جائے۔

اُخۡفِيۡهَا، خفا بمعنی پوشیدگی سے بنا ہے، لہٰذا اخفاء کا معنی ہوگا: پوشیدہ رکھنا، اور یہ بھی یاد رہے کہ کلمہ اخفا اضداد کی قبیل سے ہے، کیوں کہ اس کا معنی جہاں پوشیدہ رکھنا ہے وہیں ظاہر کرنا بھی ہے، اس کی حقیقت یہ ہے کہ بسا اوقات باب افعال کا ہمزہ سلب ماخذ کے لیے بھی آتا ہے، اور یہاں پر افعال کا ہمزہ تعدیہ کے لیے بھی ہو سکتا ہے اور سلب کے لیے بھی لہٰذا جب تعدیہ کے لیے ہو تو معنی ہوگا: پوشیدہ رکھوں گا، اور جب سلب کے لیے ہو تو معنی ہوگا: پوشیدگی دور کروں گا، یعنی ظاہر کر دوں گا۔

پیش نظر میں آیت میں اُخۡفِيۡهَا کے دونوں معانی درست ہو سکتے ہیں، ایک معنی ماسبق کے اعتبار سے اور ایک مابعد کے اعتبار سے، اس کی تفصیل یہ ہے کہ اس آیت مبارکہ میں تین باتیں بیان کی گئی ہیں:

(1)- قیامت آئے گی۔ (2)- اللہ قیامت کے وقت کو پوشیدہ رکھے گا۔ (3)- ہر ایک کو اس کے عمل کا بدلہ دیا جائے گا۔

آیت میں سب سے پہلے قیامت کے آنے کا ذکر ہے، اور سب سے اخیر میں بدلے کا ذکر ہے، درمیان میں اخفا یعنی پوشیدہ رکھنے کا ذکر ہے۔ اگر اخفا سے مراد پوشیدگی ہو تو ماسبق سے مربوط ہو جائے گا، اس صورت میں معنی ہوگا کہ قیامت آئے گی لیکن میں اس کا وقت اپنے بندوں سے پوشیدہ رکھوں گا، اور اگر اخفا سے مراد ظاہر کرنا ہو تو یہ مابعد سے مربوط ہو جائے گا، اور معنی ہوگا کہ قیامت آئے گی، اور میں اسے اپنے بندوں پر ظاہر کروں گا، تاکہ ہر ایک کو اس کے عمل کا بدلہ دوں۔

یعنی قیامت آئے گی، لیکن اس کا وقت پوشیدہ رکھوں گا، جب اس کا وقت آجائے تو اسے ظاہر کروں گا، اور ہر ایک کو اس کے عمل کا بدلہ دوں گا۔ یہاں پر بھی دیکھیں کہ آیت ایک ہی ہے، لیکن درمیانی جز کو ماسبق سے مربوط کر کے دیکھیں تو الگ معنی سامنے آرہا ہے، اور مابعد سے مربوط کر کے دیکھیں تو الگ معنی واضح ہو رہا ہے، اور دونوں ہی معانی صحیح ہیں، بلکہ ان دونوں معانی سے حقیقت نہایت واضح اور منقح ہو کر سامنے آجاتی ہے، اور اس بات کی شہادت دیتی ہے کہ یہ کلام الٰہی کا اعجاز ہے، جس کی نظیر قرآن کریم کے علاوہ کہیں اور نہیں مل سکتی۔

قرآن پاک میں ایسی آیات کو پڑھنے کے بعد دل کے ہر ہر گوشے سے یہی آواز آتی ہے کہ: وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيۡزٌ ۝ لَّا يَاۡتِيۡهِ الۡبَاطِلُ مِنۡۢ بَيۡنِ يَدَيۡهِ وَلَا مِنۡ خَلۡفِهٖ ؕ تَنۡزِيۡلٌ مِّنۡ حَكِيۡمٍ حَمِيۡدٍ ۝

بے شک یہ معزز کتاب ہے، اس میں باطل نہ آگے سے آسکتا ہے نہ پیچھے سے، یہ اس رب کا نازل کردہ کلام ہے جس کے لیے حکمت، اور حمد و ثنا ہے۔ ❋

تفہیمِ حدیث

فضائلِ یومِ جمعہ

محمد فداء المصطفیٰ

اللہ رب العزت نے اسلامی مہینوں میں جس طرح رمضان المبارک کو عظمت وبرکت والا بنایا ہے بالکل اسی طریقے سے ہفتے کی ایام میں سے جمعہ کے دن کو سب سے الگ ہی بنایا ہے اور اسے سید الایام کے نام سے منسوب کیا ہے یعنی جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے، افضل دنوں میں افضل جمعہ کا دن ہے، اللہ تعالی کی نزدیک سب سے بڑا ہے، اس کی عظمت عیدین سے بھی بڑی ہے، جمعہ کی رات روشن رات ہے اور جمعہ کا دن چمکدار دن ہے، اور جمعہ تمام تر مسلمانوں کے لیے ایک عید کی طرح ہے کیوں کہ یہ دارین کی ساری نیکیاں سمیٹے ہوئے تشریف لاتا ہے جس سے ہر مسلمان لطف اندوز ہوتا ہے۔

ایک روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ جمعہ کے دن اور رات میں جو چوبیس گھنٹے ہیں اس میں ایک ساعت ایسی بھی ہے کہ اگر کوئی بندۂ مؤمن اللہ رب العزس سے سوال کرتا ہے تو اللہ اسے عطا کرتا ہے جب تک کہ وہ حرام چیز کا سوال نہ کرے۔ اور جس نے اچھی طرح وضو کیا پھر جمعہ کی نماز کو آیا اور خطبہ سنا اور چپ رہا اس کے لے مغفرت ہوجائے گی ان گناہوں کی جو اس نے جمعہ اور دوسرے جمعہ کے درمیان کیے ہیں۔ اس طرح جمعہ کی بہت ساری فضیلتیں بیان کی جاتی ہے تاکہ اہلِ ایمان کے دلوں میں رقت طاری ہو اور نمازِ جمعہ کی اہمیت کو سمجھنے کی لائق ہو۔

احادیثِ نبوی ﷺ کی روشنی میں فضائلِ یومِ جمعہ سمجھتے ہیں:
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: ”بہترین دن کہ آفتاب نے اس پر طلوع کیا، جمعہ کا دن ہے، اسی دن میں آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے اور اسی میں جنت میں داخل کیے گئے اور اسی میں جنت سے اترنے کا انہیں حکم ہوا۔ اور یومِ قیامت جمعہ ہی کے دن قائم ہوگی“۔ (صحیح المسلم، ص: 524)

اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: ”تمھارے افضل دنوں میں افضل جمعہ کا دن ہے، اسی میں آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے اور اسی میں انتقال کیے اور اس میں نفخہ ہے (دوسری بار صور پھونکا جانا) اور اسی میں صعقہ ہے (پہلی بار صور پھونکا جانا)، اسی میں مجھ پر درود کی کثرت کیا کرو کیوں کہ تمھارے درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے“۔ لوگوں نے عرض کی کہ اس وقت حضور ﷺ پر ہمارا درود کیوں کہ پیش کیا جائے گا جب کہ رسول ﷺ انتقال فرما چکے ہوں گے؟ تو فرمایا: ”کہ اللہ رب العزت نے زمین پر انبیاء کرام علیہم السلام کے جسم کو کھانا حرام کر دیا ہے“۔ (سنن النسائی، ص: 732)

ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ”جمعہ کے دن مجھ پر درود کی کثرت کرو کہ یہ دن بہت مشہور ہے، اسی میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور جو مجھ پر درود پڑھے گا پیش کیا جائے گا“۔ اور ابو درداء سے روایت ہے کہ کہتے ہیں: میں نے عرض کی اور موت کے بعد؟ تو فرمایا: ”بے شک اللہ عزوجل نے زمین پر انبیا علیہم السلام کے جسم کو کھانا حرام کر دیا ہے، اللہ کا نبی زندہ ہے اور روزی دیا جاتا ہے“۔ (سنن ابن ماجہ، ج2، ص:192)

ترمذی میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں: ”جمعہ کے دن جس ساعت کی خواہش کی جاتی ہے، اسے عصر کے بعد غروب آفتاب تک تلاش کرو“۔ (جامع الترمذی، ج2، ص:03)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ”اللہ رب العزت کسی بھی مسلمان کو جمعہ کے دن بے مغفرت کیے نہ چھوڑے گا“۔ (المعجم الاوسط، ج3، ص:153)

ابو یعلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں: ”جمعہ کے دن اور رات میں جو بیس گھنٹے ہیں، کوئی گھنٹا ایسا نہیں ہے جس میں اللہ عزوجل جہنم سے چھ لاکھ آزاد نہ کرتا ہو جن پر جہنم واجب ہو گیا تھا“۔ (مسند ابی یعلی، ج3، ص:532، 912)

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کائنات محمد ﷺ فرماتے ہیں: ”جو مسلمان جمعہ کے دن یا رات میں مرے گا (انتقال فرمائے گا)، اللہ تعالی اسے فتنۂ قبر سے بچا لے گا“۔
(جامع الترمذی، ج 2، ص:933)

ابو نعیم نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں: ”جو جمعہ کے دن یا رات میں مرے گا، عذابِ قبر سے بچا لیا جائے گا اور قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس پر شہیدوں کی مہر ہوگی“۔ (حلیۃ الاولیاء، ج2، ص:181)

حمید نے ترغیب میں ایاس بن بکیر سے روایت کی ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ”جو جمعہ کے دن مرے گا، اس کے لیے شہید

mohammedfidaulmustafa938@gamil.com

کا اجر ملے گا اور فتنۂ قبر سے بچالیا جائے گا"۔(شرح الصدور، ص:151)

عطا سے روایت ہے کہ فخر کائنات محمد ﷺ فرماتے ہیں: "جو مسلمان مرد یا مسلمان عورت جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات میں مرے، عذاب قبر اور فتنۂ قبر سے بچالیا جائے گا اور خدا سے اس حال میں ملے گا کہ اس پر کچھ حساب نہ ہوگا اور اس کے ساتھ گواہ ہوں گے اور اس کے لیے گواہی دیں گے یا تو مہر ہوگی"۔(شرح الصدور، ص:151)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:"جمعہ کی رات روشن رات ہے اور جمعہ کا دن چمکدار دن ہے"۔(مشکاۃ المصابیح، ج1، ص:393)

احمد سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وروایت ہے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں:"جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے اور اللہ کے نزدیک سب سے بڑا دن ہے اور وہ اللہ رب العزت کے نزدیک عید الاضحیٰ و عید الفطر سے بڑا ہے اور اس میں پانچ خصلتیں ہیں: (1) اللہ عزوجل نے اسی میں آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔(2) اور اسی میں انہیں وفات دی۔(3) اور اس میں ہی انہیں زمین پر اتارا۔(4) اور اس میں ایک ساعت ایسی ہے کہ بندہ اس وقت جس چیز کا سوال کرے وہ اسے عطا کرے گا، جب تک کہ کو کہ حرام کا سوال نہ کرے۔(5) اور اسی دن میں قیامت قائم ہوگی، کوئی فرشتہ مقرب آسمان و زمین اور ہوا اور پہاڑ اور دریا ایسا نہیں کہ جمعہ کے دن سے ڈرتا نہ ہو"۔(سنن ابن ماجہ، ج2، ص:08)

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی:"الیوم أكملت لكم دينكم ، اتممت عليكم نعمتي و رضيت لكم الاسلام دينا"۔ ترجمہ: کہ آج میں نے تمھارا دن کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور تمھارے اسلام کو دین پسند فرمایا۔ جب یہ آیت آپ ﷺ نے سنائی تو ایک یہودی جو وہیں مجلس میں حاضر تھا اور غور سے رسول اللہ ﷺ کی باتیں سن رہا تھا۔ اس نے کہا آیت ہم پر نازل ہوئی تو ہم اس دن کو عید بناتے، ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: یہ آیت دو عیدوں کے دن اتری جمعہ اور عرفہ کے دن یعنی ہمیں اس دن کو عید بنانے کی ضرورت نہیں کہ اللہ رب العزت نے جس دن یہ آیت اتاری اس دن دوہری عید تھی کہ جمعہ اور عرفہ یہ دونوں ان مسلمانوں کے عید کے ہیں اور اس دن یہ دونوں جمع تھے کہ جمعہ کا دن تھا اور نویں ذی الحجۃ۔(جامع الترمذی، ج5، ص:33)

احادیث نبوی ﷺ کی روشنی میں فضائل نماز جمعہ بھی سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں:"جس نے اچھی طرح وضو کیا پھر جمعہ کی نماز کو آیا اور خطبہ سنا اور چپ رہا اس کے لے مغفرت ہو جائے گی ان گناہوں کی جو اس نے جمعہ اور دوسرے جمعہ کے درمیان ہیں اور تین دن اور۔ اور جس نے کنکری چھوئی اس نے لغو کیا یعنی خطبہ سننے کے حالت میں اتنا کام بھی لغو میں داخل ہے کہ کنکری پڑی ہوئی ہے تو اسے ہٹادے"۔(صحیح المسلم، ص:724)

طبرانی کی روایت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں:"جمعہ کفارہ ہے ان گناہوں کے لیے جو اس جمعہ اور اس کے بعد والے جمعہ کے درمیان ہیں اور تین دن زیادہ اور یہ اس وجہ سے کہ اللہ رب العزت فرماتا ہے:" جو ایک نیکی کرے اس کے لیے دس مثل ہے"۔(المعجم الکبیر، ج3، ص892)

ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:"پانچ چیزیں جو ایک دن میں کرے گا اللہ عزوجل اس کو جنتی لکھ دے گا۔(1) جو مریض کو پوچھنے کے لیے جائے۔(2) جنازے میں حاضر ہو۔(3) روزہ رکھے۔(4) جمعہ کی نماز کے لیے جائے اور (5) غلام آزاد کرے"۔(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، ج4، ص:191)

یزید بن ابی مریم کہتے ہیں کہ: میں جمعہ نماز کے لیے جاتا تھا، عبایہ بن رفاعہ بن رافع ملے، انہوں نے کہا: تمہیں بشارت ہو کہ تمھارے یہ قدم اللہ کے راہ میں ہیں، میں نے ابن عبس کو کہتے سنا ہے کہ حضور ﷺ فرمایا:"جس کے قدم اللہ رب العزت ک راہ میں اگر گرد آلود ہوں تو وہ آگ پر حرام ہیں"۔ اور ساتھ ہی بخاری شریف کی روایت میں یوں ذکر ہے کہ عبایہ کہتے ہیں: جمعہ کو جارہا تھا، ابو عبس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملے اور حضور ﷺ کا ارشاد سنایا۔(صحیح البخاری، ج1، ص:313)

میں نے یہاں جتنی بھی احادیث پیش کی ہے یقینا اگر کوئی شخص اس دن کو اخلاص اور عقیدت مندی کے ساتھ گزارے گا اور احادیث نبوی ﷺ پر عمل پیرا ہوگا تو اس کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ جمعہ کا دن امتِ محمدیہ کے لیے اعجاز کم نہیں کیوں کہ اس سے پہلے والے امتیوں کو ایسا دن میسر ہی نہیں ہوا تھا بلکہ یہ صرف امتِ محمدیہ کی خصوصیت ہے۔ مگر پھر بھی ہم مسلمان نماز سے کوسوں دور ہیں اور خواب غفلت کے نیند میں سوئے ہوے ہیں اور آخرت کے انجام سے غافل ہیں۔

اللہ تبارک و تعالی سے دعا ہے کہ ہمیں احادیثِ نبوی ﷺ کی روشنی میں جمعہ کی فضیلت سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے، ہمیں جمعہ کی نماز پابندی کے ساتھ باجماعت ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے، ہمیں جمعہ کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں احادیث رسول ﷺ کی روشنی میں زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے اور دارین کی سعادتوں سے ہمیں مالا مال کرے آمین بجاہِ سید المرسلین۔ ✿✿✿✿✿

کیا فرماتے ہیں مفتیانِ دین/سوال آپ بھی کر سکتے ہیں

آپ کے مسائل

مفتی اشرفیہ
محمد نظام الدین رضوی
کے قلم سے

مندر کے لیے چھوڑی گئی زمین پر مدرسہ بنانا کیسا ہے؟

جموں کے علاقہ راجوری میں گورنمنٹ نے ایک بہت بڑی جگہ مندر کے لیے چھوڑی تھی کچھ عرصہ بعد مندر والوں نے اُس جگہ کو لیز پر ایک جاوید شاہ نامی شخص کے حوالے کر دیا اور اس کو پورے اختیارات کے ساتھ قبضہ بھی دے دیا، اس کے بعد جاوید شاہ نامی شخص نے اس مندر کی جگہ میں پلاٹنگ کرنا شروع کر دی، اور ایک مفتی صاحب کی ترغیب پر اس جگہ میں سے ایک پلاٹ مدرسہ کے لیے بھی وقف کر دیا پھر مدرسہ کے نام کا چندہ کر کے اس جگہ میں ایک فلور کی تعمیرات کروائی گئی اور مدرسہ شروع کیا گیا اس میں ابھی تعلیم کا سلسلہ جاری ہے اور کچھ ماہ قبل جاوید شاہ صاحب نے اس مدرسہ کی جگہ کو پاور آف اٹارنی کے ذریعے ایک ٹرسٹ کے نام ٹرانسفر کر دیا اب موجودہ ٹرسٹ اس مدرسہ کی جگہ پر مزید تعمیرات کرنا چاہتا ہے اس جگہ کے حوالے سے قانونی طور پر جب یہاں کے لوکل وکیل سے بات ہوئی تو ان کا کہنا تھا کہ ابھی آپ کے لیے موجودہ کاغذات ہی ویلڈ ہیں اگر کبھی گورنمنٹ کی طرف سے اس جگہ کو خالی کرنے کا حکم آیا تو صرف مدرسہ کی جگہ زد میں نہیں آئے گی بلکہ پورا علاقہ ہی زد میں آئے گا۔

مذکورہ معلومات کی روشنی میں دریافت طلب امور یہ ہیں کہ:

(1) کیا مذکورہ جگہ مدرسہ کے مد میں وقف ہو چکی ہے؟

(2) کیا اس جگہ پر چندہ کی رقم سے مزید تعمیرات کرنا درست ہوگا؟

(3) کیا اس جگہ پر شرعی اعتبار سے تعمیرات کی اجازت کی کوئی صورت بنتی ہے؟ بینوا توجروا

الجواب: حکومت کے اوقاف وعطایا و مفادات کا دستور کے مطابق تحفظ لازمی ہے، یہاں کے تمام باشندے بشمول مسلمان اس کے پابند عہد ہیں اس لیے مندر کے نام حکومت کے اوقاف یا مخصوص عطایا کا بیچنا، خریدنا اپنے عہد کی خلاف ورزی اور حرام و گناہ ہے۔ فوراً اس سے باز آ کر دست بردار ہوں اور وہاں سے اپنی عمارتیں ہٹائی جائیں۔ قانوناً زمین کو لیز پر لینے کی اجازت ہو تو لیز پر لے سکتے ہیں۔ غیر قانونی قبضہ و تصرف کا شرعی جواز نہیں۔

اوقاف میں لیز اور اجارے کی گنجائش ہوتی ہے، خرید و فروخت کی نہیں۔ جو جائدادیں کسی وقف پر آمدنی کے لیے مختص ہوں انھیں لیز یا اجارہ پر دینے لینے کی اجازت ہوتی ہے مگر عام حالات میں کسی بھی وقف کو بیچنے خریدنے کی اجازت نہیں ہوتی۔

مندر والوں نے وہ جگہ لیز پر دے دی۔

اگر گورنمنٹ کی طرف سے قانوناً انہیں اس کی اجازت ہو تو وہ زمین لیز پر دینا، لینا درست ہے اور ظاہر یہ ہے کہ جب مندر والوں نے لیز پر دیا ہے تو قانونا اس کی اجازت ہوگی تاہم اس کی تفتیش ہونی چاہیے۔ اوقاف مثلِ مال یتیم ہوتے ہیں اس لیے شریعت نے اس کی حفاظت کے لیے خاص اہتمام کیا ہے۔ اگر حکومت کے اوقاف وعطایا ہی محفوظ نہ رہیں گے تو عام رعایا کے اوقاف وعطایا کا کیا حال ہوگا۔ اس لیے تفتیش کی جائے کہ قانونا اس مندر کے اوقاف کو لیز پر دینے کی اجازت ہے، یا نہیں۔ اجازت ہے تو ٹھیک ہے ورنہ زمین میں بیجا تصرف کی وجہ سے اس سے جڑے سب لوگ ماخوذ ہوں گے۔

حکومت اس طرح کی جو زمینیں دیتی ہے ان کو اسی غرض میں صرف کرنا لازم ہوتا ہے جس غرض کے لیے حکومت نے دی ہے اور یہ یقینی ہے کہ وہ زمین بیچنے، خریدنے کے لیے نہیں ہوتی اس لیے مندر کی زمین کو لیز پر لے کر بیچنا اور کسی خریدار کا قبضے کے بعد اسے مدرسہ کے لیے وقف کر دینا ناجائز ہے مسجد یا مدرسہ کے لیے اپنی مملوکہ زمین کا وقف درست ہوتا ہے اور مندر کی وہ زمین ہرگز اپنی مملوکہ نہیں۔ اس لیے وہ زمین مدرسہ کے لیے وقف نہ ہوئی، فوراً وہاں سے مدرسہ کے نام موسوم عمارت ہٹائی جائے اور مسلمان ایسے غیر قانونی کام یا نام کے مدرسہ کے لیے ہرگز چندہ نہ دیں کہ یہ اپنا مال ضائع کرنا ہے۔

اب ترتیب وار ہر سوال کے جواب ملاحظہ کریں۔

(1) ہرگز وہ زمین مدرسہ کے لیے وقف نہیں ہوئی، نہ وہ زمین کسی مسلم کی ہے، اور نہ ہی مدرسے پر وقف کے لیے ہے اور نہ ہی اس کا وقف جائز و درست ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(2) اس جگہ پر خلاف قانون مدرسہ کی تعمیرات کے لیے چندہ کرنا اور تعمیرات بنانا، بلکہ اس جگہ پر اپنا قبضہ مالکانہ برقرار رکھنا سب ناجائز و گناہ ہے۔ زمین مندر کو واپس کی جائے یا لیز پر قانونا لینے کی اجازت ہو تو اپنے نام لیز پر لی جائے، ورنہ اس سے جلد از جلد دست کش ہو جائیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

(3) گورنمنٹ نے جس کام کے لیے زمین دی ہے اس کے سوا دوسرے کام کے لیے تعمیرات کی اجازت نہیں، وہاں سے الگ ہو کر صاف زمین حاصل کر کے اپنا کام کریں۔

ہندوستان ایک جمہوری ملک ہے، جس کا ایک مرتب دستور بھی ہے اور یہاں کے تمام باشندے اس کے پابند عہد ہیں اس لحاظ سے کسی بھی مذہب کے اموال، اوقاف، اور اس کے لیے حکومت کے عطایا اور ان کے اغراض و مقاصد کا تحفظ یہاں کے ہر باشندے بالخصوص ہم قوم مسلم پر لازم ہے اور فریب و بد عہدی حرام و گناہ ہے اس لیے مندر کے نام گورنمنٹ کے عطایا و اوقاف کا تحفظ ہماری بھی ذمہ داری ہے تو اسے خریدنا، بیچنا یا وہاں عمارتیں تعمیر کرنا اس تحفظ اور عہد و میثاق کی خلاف ورزی ہے، جو حرام و گناہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ۔

(القرآن الحکیم، سورۃ المائدۃ: 5، الآیۃ: 1)

ترجمہ: اے ایمان والو اپنے قول پورے کرو۔ (کنز الایمان)

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ لَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْیَتِیْمِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ حَتّٰى یَبْلُغَ اَشُدَّه۪ٗ وَ اَوْفُوْا بِالْعَهْدِۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا۔

(القرآن الحکیم، سورۃ بنی اسرائیل: 17، آیت: 34)

ترجمہ: اور یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر اس راہ سے جو سب سے بھلی ہے یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچے اور عہد پورا کرو بیشک عہد سے سوال ہونا ہے۔ (کنز الایمان)

حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا منافق کی تین علامتیں ہیں_ انھیں میں سے ایک یہ بیان کیا_ "إذا عَاهَدَ غَدر."

ترجمہ: معاہدہ کر کے خلاف ورزی کرے۔

(صحیح بخاری شریف و صحیح مسلم شریف)

مختصر یہ کہ مسلمان یہ بات یاد رکھیں کہ ہماری سماجی زندگی دستور ہند کی آئینہ دار رہے۔ ہم سب اور یہاں کے تمام باشندے باہم دستوری معاہدہ کی وجہ سے مُعاہد ہیں اس لیے حکم اسی کے مطابق جاری ہوگا۔ معاہدے کی پابندی کو اسلام نے بہت اہمیت دی ہے وہ ہمارے قول و فعل سے محسوس ہونا چاہیے اور ہرگز ایسا کوئی کام نہیں کرنا چاہیے جس سے اپنے عہد یا مذہب پر کوئی شک کی گنجائش ہو واللہ تعالیٰ اعلم۔

کفر فقہی کے مرتکب کو کافر یا مرتد کہنا کیسا ہے؟

حضرت! کوئی شخص جو کفر فقہی کا مرتکب ہو ایسے شخص کو فقہا کے طریقے کے مطابق "کافر ہے، مرتد ہے یا دائرۂ اسلام سے خارج ہے" کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟ اور اگر کوئی فقہا کے طریقہ کے مطابق "کافر یا اسلام سے خارج ہے" کہہ دے تو اس پر کیا حکم شرعی عائد ہوتا ہے؟

الجواب: کفر فقہی کے مرتکب کو فقہا اور ان کے متبعین کافر کہتے ہیں فتاوی ہندیہ اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رسالہ الکوکبۃ الشہابیہ وغیرہ میں اس کے کثیر شواہد موجود ہیں، کفر فقہی اجماعی کے مرتکب کو کافر کہنے میں کوئی کلام نہیں کہ تمام فقہا اسے کافر کہتے ہیں تو ان کے متبعین بھی وہی حکم جاری کریں گے۔ متکلّمین کی بات الگ ہے کہ گفتگو کفر کلامی میں نہیں، کفر فقہی اجماعی میں ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ متکلّمین سے ہیں تاہم لکھتے ہیں:

بالجملہ ماہِ نیم ماہ و مہرِ نیمروز کی طرح ظاہر و زاہر کی اس فرقۂ متفرقہ یعنی وہابیہ اسماعیلیہ اور اس کے امامِ نافرجام پر جزماً قطعاً یقینا اجماعا بہ وجوہ کثیرہ کفر لازم، اور بلا شبہہ جماہیر فقہائے کرام واصحاب فتوی اکابر واعلام کی تصریحات واضحہ پر یہ سب کے سب مرتد، کافر۔ بہ اجتماع ائمہ ان سب پر اپنے تمام کفریات ملعونہ سے بالتصریح توبہ و رجوع اور از سر نو کلمۂ اسلام پڑھنا فرض و واجب، اگرچہ ہمارے نزدیک مقام احتیاط میں اکفار سے کف لسان ماخوذ و مختار و مرضی و مناسب واللہ سبحنہ وتعالی أعلم وعلمه جل مجده أتم وأحكم۔

*****

فکر امروز

آزمائش کی گھڑی میں مسلمان ثابت قدم رہیں

بلال احمد نظامی مندسوری

یہ شہادت گہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

اس وقت امت مسلمہ ہر چہار جانب سے ابتلاء و آزمائش میں گھری ہے۔ نظریاتی اور فکری طور پر امت کو حد سے زیادہ ہراساں کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ آزادیِ اظہار رائے اور حقوق انسانیت کے علم بردار ی کے دعوے دار امت کی ہر قسم کی آزادی کو سلب کرلینا چاہتے ہیں۔ بھارت جیسے جمہوری ملک میں اپنے آئینی حقوق کی بازیافت اور مظلوموں کی دادرسی کے لیے اٹھنے والی آوازوں کو قیدو بند اور ضبطیِ مال و جائداد کے جبر واستبداد کے ذریعے کچل دیا جاتا ہے۔ جبر واکراہ کے ذریعے تبدیلی مذہب اور غیر مذہبی نعرے لگانے پر مجبور کیا جاتا ہے، مسلمانوں کے مقامات مقدسہ کا انہدام، دنگا و فساد کے ذریعے جانی و مالی نقصان اور ہجومی دہشت گردی کے ذریعے سفر کو خوف کی علامت بنادینا، سادہ لوح مسلم بچیوں کو عشق و محبت کے پرفریب وعدوں کے ذریعے مرتد بنانا۔ یہ ایسے عوامل ہیں جن کے ذریعے ایک کمزور دل اور ناقص ایمان والا انسان ہمت ہار بیٹھتا ہے، اپنے قیمتی ورثہ، قیمتی شناخت اور مذہب و ملت سے کنارہ کش ہونے کے بارے میں سوچنے لگتا ہے؛ بلکہ بعض تو ایسے بھی ہوتے ہیں جو سیکولریت کا بھرم رکھنے کے لیے نیز اکثریتی طبقے کو خوش کرنے کے لیے شرکیہ راہ و رسم کی ادائیگی میں ذرہ برابر بھی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے ہیں۔ حالاں کہ ایک بندہ مومن اور مسلمان کا سب سے قیمتی ورثہ اور متاع عزیز اس کا ایمان اور دین ہے۔

ایسے دل خراش، دردناک، آلام و مصائب اور ظلم وستم کے اس ماحول میں مسلمانوں کو ثابت قدم رہتے ہوئے اللہ کی نصرت و مدد پر بھروسا کرنا چاہیے اور اسی کی جانب رجوع کرنا چاہیے۔

ایسا بھی نہیں ہے کہ ایسے حالات سے امت پہلی بار دوچار ہوئی ہے بلکہ ہمیشہ سے امت نے طوفانوں کا سینہ چیر کر، موجوں کی طغیانی سے نکل کر اپنے لیے حالات کو سازگار بنایا ہے۔

رسول اعظم ﷺ کی مکی زندگی کس قدر آزمائشوں، درد بھری اور صبر آزما تھی پھر بھی آپ ﷺ نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو گذشتہ امتوں پر آنے والی ابتلاء و مصائب کا ذکر فرما کر انھیں صبر و رضا کی تلقین فرمائی۔

بخاری شریف میں ہے: حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: "رسول اللہ ﷺ کعبہ کے سائے میں اپنی چادر پر ٹیک لگائے ہوئے تھے ہم نے آپ سے عرض کیا: آپ ہمارے لئے مدد طلب کیوں نہیں فرماتے؟ آپ ہمارے لیے دعا کیوں نہیں کرتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم سے پہلی امتوں میں سے ایک شخص کو زمین میں دبا دیا جاتا پھر اس کے جسم پر آری رکھ کر اس کے جسم کو دو حصوں میں کاٹ دیا جاتا اور یہ ظلم اسے اس کے دین سے منحرف نہیں کرتا تھا، اور اس کے جسم میں لوہے کی کنگھی چلا کر اس کے گوشت، اس کی رگوں اور اس کے پٹھوں کو چھیل دیا جاتا اور یہ ظلم بھی اسے اس کے دین سے منحرف نہیں کرتا تھا۔ اللہ اپنے اس دین کو مکمل فرمائے گا حتیٰ کہ ایک سوار صنعا سے حضر موت تک کا سفر کرے گا اور اسے اللہ کے سوا اور کسی کا خوف نہیں ہوگا البتہ اس کو اپنی بکریوں کے متعلق بھیڑیے کا ڈر ہوگا لیکن تم لوگ جلدی کرتے ہو۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: 3612، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: 2649، سنن النسائی رقم الحدیث: 204، مسند احمد الحدیث: 21371)

موجودہ حالات میں مسلمان ذرا ذرا سی تکلیف، مصیبت اور غیروں کی جانب سے پائے جانے والے خدشات کے سبب حواس باختہ ہو کر غیروں کو خوش کرنے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے لگتے ہیں، حالانکہ انھیں معلوم ہے کہ کفار و مشرکین ان سے اس وقت تک راضی نہیں ہوں گے جب تک وہ اپنے دین و مذہب کو ترک نہ کردیں۔ جیسا کہ قرآن نے کہا ہے:

وَلَنۡ تَرۡضٰی عَنۡكَ الۡيَهُوۡدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمۡ ؕ

ترجمہ: "اور یہود و نصاری آپ سے ہر گز راضی نہیں ہوں گے حتی کہ آپ ان کی ملت کی پیروی کریں۔" (البقرہ۔ آیت: 120)

یہ بات بھی ذہن نشیں رہے کہ جہاں حق ہوتا ہے وہاں آزمائشیں مقدر ہوتی ہیں۔ اسلام ایک سچا اور آفاقی مذہب ہے، لازما ادیان باطل کے پرستاروں کو اسلام کے ماننے والوں سے دشمنی بھی ہوتی ہے اور اسے مٹانے کی ہر ممکن کوشش بھی کرتے ہیں لیکن یہ مسلمان ہی ہیں جو آزمائشوں اور مصیبتوں میں ثابت قدم رہ کر رب کی نصرت و مدد پاتے ہیں اور پھر کامیاب و کامراں ہوتے ہیں۔

آزمائش کے تعلق سے اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا ہے:

اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَكُوْۤا اَنْ یَّقُوْلُوْۤا اٰمَنَّا وَ هُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ ۞

ترجمہ: ”کیا لوگوں نے یہ گمان کرلیا ہے کہ ان کو یہ کہنے پر چھوڑ دیا جائے گا کہ ہم ایمان لے آئے ہیں اور ان کو آزمایا نہیں جائے گا۔“ (العنکبوت۔آیت:2)

دیکھیے! مذکورہ آیت پاک میں محض قول ایمان ہی کو کافی نہیں کہا گیا بلکہ انھیں آزمانے کی بات بھی ارشاد فرمائی۔ اس سے اگلی آیت میں امم سابقہ کو آزمائے جانے اور سچے و جھوٹے کو ظاہر کرنے کی بات ارشاد فرمائی ہے۔

سورہ بقرہ کی آیت 214 میں آزمائش اور نصرت الٰہی کا ذکر کرتے ہوئے رب تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے:

کیا تم نے یہ گمان کرلیا ہے کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے؟ حالانکہ ابھی تم پر ایسی آزمائشیں نہیں آئیں جو تم سے پہلے لوگوں پر آئی تھیں، ان پر آفتیں اور مصیبتیں پہنچیں اور وہ (اس قدر) جھنجھوڑ دیے گئے کہ (اس وقت کے) رسول اور اس کے ساتھ ایمان والے پکار اٹھے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی؟ سنو! بیشک اللہ کی مدد عنقریب آئے گی۔ (البقرہ۔آیت:214)

آزمائش کے تعلق سے رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے پوچھا: یا رسول اللہ! لوگوں میں سب سے زیادہ سخت مصیبت کس پر آتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: انبیا پر، پھر جو ان کے قریب ہوں، پھر جو ان کے قریب ہوں، سو ہر شخص اپنے دین کے اعتبار سے مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے، جو شخص اپنے دین میں سخت ہوتا ہے اس پر سخت مصیبت آتی ہے اور جو شخص اپنے دین میں نرم ہوتا ہے اس پر اپنے دین کے اعتبار سے مصیبت آتی ہے۔ بندہ مسلسل مصائب میں مبتلا ہوتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ زمین پر اس حال میں چلتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا۔ (سنن الترمذی رقم الحدیث: 2398)

مذکورہ آیات و احادیث میں بندہ مومن کے لیے آزمائش و مصیبت کا ذکر ہے کہ حسب حال بندے کو آزمائشوں سے گزرنا پڑتا ہے، ان آزمائشوں اور مصیبتوں پر صبر کرنے اور ان کے ازالے کی تدابیر کرنے کے بعد بارگاہ رب سے ان کے اجر عظیم ہوتا ہے۔ کبھی فرد آزمائش میں مبتلا ہوتا ہے تو کبھی جماعت کی جماعت آزمائش میں گھر جاتی ہے، اگر اس کے اسباب و علل پر غور و فکر کریں تو بہت ساری وجوہات نکل کر آئے گی لیکن اس سے قطع نظر۔ اگر جماعت آزمائش کی اس گھڑی میں ثابت قدم رہتے ہوئے اپنے وجود کی بقا اور قیام کے لیے جدوجہد نہ کرے تو یہ آندھیاں اور طوفان اسے خس و خاشاک کی طرح بہا لے جائے گی۔

امت پر جب جب ایسی آزمائش کی گھڑیاں آئی ہیں امت نے ڈٹ کر ان کا مقابلہ کیا اور بزور بازو و عقل و فہم اور شعور و تدبیر سے ان کا ازالہ کیا۔ کبھی تاتاری، قرامطی، صلیبی جیسے طوفان مسلمانوں کی ہوا اکھاڑنے کے لیے کمربستہ ہوئے لیکن مسلمانوں کی ثابت قدمی نے انھیں ہر موڑ پر پسپا و شکستہ خوردہ کر دیا۔

آج بھی یہود و نصاریٰ اور ہنود مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لیے جی جان توڑ کوشش کر رہے ہیں، ان کی ہر صبح کسی نئے منصوبے کے ساتھ بیدار ہوتی ہے اور کوئی نئی مصیبت لے کر آتے ہیں ایسے میں اگر امت خوف و ہراس میں مبتلا ہوئی تو یقین جانیے اس کے قدم ڈگمگا جائیں گے اور اس کے سبب ارتداد کا فتنہ اپنا دائرہ وسیع کرلے گا۔ اس لیے ایسے مواقع پر خوف و ہراس کی بجائے ثابت قدم رہ کر دشمنوں کے منصوبے کو سمجھ کر اس کے ازالے کی تدبیر و تفکیر کی جائے۔ ہاتھ پر ہاتھ دھرے منتظر فردا رہنا بھی دانش مندی نہیں ہے۔

باشعور قومیں وقت رہتے ثابت قدمی کے ساتھ عملی جدوجہد کر کے فلاح و نجات کی راہیں ہموار کرتی ہیں اور اپنے ہدف کو حاصل کر کے کامیاب و کامراں ہوتی ہیں۔ جب امریکہ نے جاپان میں بم گرا کر اسے تہس نہس کیا تھا اور اس کی عسکری قوت کو تباہ کر دیا تھا، تب جاپان نے غور و فکر کر کے دانش مندانہ اقدام کرتے ہوئے تعلیمی پالیسی کو اختیار کیا اور مختصر وقت میں اس قدر کامیابی حاصل کی کہ جاپان کی مصنوعات کو امریکہ جیسے ملک میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جانے لگا۔ آج بھی اگر امت مسلمہ بیجا رسم و رواج، آپسی اختلافات اور نت نئی بدعات سے اوپر اٹھ کر محض مفاد امت کے لیے جدوجہد کرے تو جلد ہی روشن صبح کی امید کر سکتے ہیں۔ ❊❊❊

شعاعیں

بخل کی مذمت احادیث کی روشنی میں

کامران عطاری

پیارے پیارے بھائیو! ہمیں ظاہری و باطنی ہر طرح کے گناہوں سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

اعلی حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتاوی رضویہ جلد 23، ص 624 پر ارشاد فرماتے ہیں یعنی باطنی ممنوعات مثلا تکبر وریا و عجب (یعنی غرور) وحسد وغیرہا اور ان کے معالجات (یعنی علاج) کہ ان کا علم بھی ہر مسلمان پر اہم فرائض سے ہے۔ انہیں گناہوں میں سے ایک گناہ بخل ہے قرآن وحدیث میں کئی مقامات پر بخیل شخص کی مزمت کی گئی ہے

بخل کی تعریف: بخل کے لغوی معنی کنجوس کے ہیں اور جہاں خرچ کرنا شرعاً عادتاً یا مروتاً لازم ہو وہاں خرچ نہ کرنا بخل کہلاتا ہے یا جس جگہ مال و اسباب خرچ کرنا ضروری ہو وہاں خرچ نہ کرنا، یہ بھی بخل ہے۔(الحدیقہ الندیہ ج2، ص154)

صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: بخل یہ ہے کہ خود کھائے دوسرے کو نہ دے ۔(خزائن العرفان، النساء، تحت الآیۃ:37، ص126، مدارک، النساء، تحت الآیۃ:37، ص227)

آئیے بخل کی مذمت پر پانچ حدیث مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سماعت کرتے ہیں:

(1): حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے- رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مال دار بخل کرنے کی وجہ سے بلا حساب جہنم میں داخل ہوں گے۔(فردوس الاخبار، باب السین، 1/444، الحدیث:3309)

بخل ایک نہایت ہی برا اور مذموم فعل ہے نیز بخیل شخص بسا اوقات اس کی وجہ سے دیگر کئی گناہوں میں پڑ جاتا ہے اس لیے ہر مسلمان کو اس سے بچنا لازم ہے

(2): حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں دھوکا دینے والا شخص جائے، نہ کنجوس اور نہ احسان جتانے والا۔(مشکاۃ المصابیح، باب الانفاق وکراہیۃ الامساک ص165)

اس حدیث پاک کی شرح بیان کرتے ہوئے مفتی احمد یار خان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ یعنی جو ان عیبوں پر مرجائے وہ جنتی نہیں کیوں کہ وہ منافق ہے۔مومن میں اولاً تو یہ عیب ہوتے نہیں اور اگر ہوں تو رب تعالی اسے مرنے سے پہلے توبہ نصیب کر دیتا ہے۔ یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ ایسا آدمی جنت میں پہلے نہ جائے گا۔ احسان جتانے سے طعنہ دینا مراد ہے۔(مرآۃ المناجیح جلد سوم، ص:89)

(3): حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”روزانہ جب بندے صبح کے وقت اٹھتے ہیں تو دو فرشتے نازل ہوتے ہیں ان میں سے ایک یوں دعا کرتا ہے: اے اللہ عزوجل، خرچ کرنے والے کو (اس کی خرچ کی ہوئی چیز کا) بدل عطا فرما دوسرا فرشتہ یوں دعا کرتا ہے: اے اللہ! عزوجل، بخل کرنے والے نے جو مال بچا کر رکھا ہے اسے ضائع کر دے۔(بخاری، کتاب الزکاۃ، باب قول اللہ تعالی: فانا من اعطی وا تقی---الخ، 1/485، الحدیث:1442)

مفتی احمد یار خان علیہ الرحمۃ اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں کہ یعنی سخی کے لیے دعا اور کنجوس کے لیے بد دعا روزانہ فرشتوں کے منہ سے نکلتی ہے جو یقینا قبول ہے، تجربہ دن رات ہو رہا ہے کہ کنجوس کا مال حکیم ڈاکٹر، وکیل یا نالائق اولاد برباد کرتی ہے ۔

(مرآۃ المناجیح، جلد سوم، ص:82)

(4): حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”بخل جہنم میں ایک درخت ہے، جو بخیل ہے اُس نے اس کی ٹہنی پکڑ لی ہے، وہ ٹہنی اُسے جہنم میں داخل کیے بغیر نہ چھوڑے گی۔(شعب الایمان، الرابع و السبعون من شعب الایمان، 7/435، الحدیث:10877)

(5): حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ، راحت قلب و سینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”لالچ سے بچتے رہو کیوں کہ تم سے پہلی قومیں لالچ کی وجہ سے ہلاک ہوئیں، لالچ نے انھیں بخل پر آمادہ کیا تو وہ بخل کرنے لگے اور جب قطع رحمی کا خیال دلایا تو انہوں نے قطع رحمی کی اور جب گناہ کا حکم دیا تو وہ گناہ میں پڑ گئے۔

(ابوداود، کتاب الزکاۃ، باب فی الشح، ج2، ص185، حدیث:1698)

پیارے پیارے بھائیو! ان احادیث سے معلوم ہوا کہ ہمیں بخل نہیں کرنا چاہیے اور زیادہ سے زیادہ مال راہ خدا میں اور فیملی و خاندان و دوست واحباب پر خرچ کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بخل سے اور تمام گناہوں سے بچائے آمین۔***

خواجۂ ہند وہ دربار ہے اعلیٰ تیرا

حافظ افتخار احمد قادری

ہندوستان کی مایہ ناز شخصیت جسے دنیائے سنیت سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے جانتی پہچانتی اور مانتی ہے- سرکار خواجہ غریب نواز کی ذات ایسی ذات ہے کہ جس کے عرفان و آگہی کی داستانیں چمن چمن میں پہنچ گئی ہیں- موج قرطاس سے گزر کر ان کے فیوض و برکات کا چراغ کشور دل کے شبستانوں میں جل رہا ہے- یہی وہ عظیم الشان شخصیت ہے جس کے شام و سحر اور شب و روز کا ایک ایک لمحہ دینی و مذہبی مہمات میں اس درجہ مصروف تھا کہ خیال غیر کی کوئی باریابی نہیں ہوتی- سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خون جگر کی سرخی سے ویرانوں میں دین کے گلشن لہلہا اٹھے، عشق و ایمان کی روح ان کے وجود کے رگ رگ میں اس طرح رچ بس گئی تھی کہ اپنے محبوب پاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے جمال کے لیے ہر وقت بے چین و بیقرار رہتے اور جب دیدارِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے آنکھیں سیراب ہوئیں تو چہرے سے تابانی چھلکتی تھی- ایسا کیوں نہ ہوتا آخر وہ خاندان رسول ہی کے تو ایک فرد تھے -

تاریخ ہند کا مطالعہ کرنے سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ جب ہندوستان کفرستان بنا ہوا تھا معبود بر حق کی عبادت و بندگی کرنے کے بجائے خود تراشیدہ پتھروں، بے جان مورتیوں کو اپنا پالنہار و خالق مان کر اس کی پرستش کر رہے تھے، ہندوستان کے اخلاق و اطوار بگڑ چکے تھے، ظلم و ستم کا بازار گرم ہو چکا تھا، وحشت و بربریت پھیلتی جا رہی تھی، لوٹ گھسوٹ، چوری، عیاشی اور شراب نوشی میں لوگ منہمک تھے، حقوق العباد، غصب کرنا عام طور پر ضروری بن چکا تھا جگہ جگہ انتشار تھا جگہ جگہ بے چینی و بے قراری تھی گویا ہندوستان کی تہذیب اپنی شمع گل کر چکی تھی- ایسے وقت میں آپ کے قدوم میمنت لزوم کی برکت سے یہ ہندوستان جو کفرستان بنا ہوا تھا تکبیر و رسالت کی دلنواز صداؤں اور ملکوتی ترانوں سے گونج اٹھا- اس قدسی صفت بزرگ کی چھوٹی سی مجلس رشد و ہدایت اور نور ایمان بن گئی- کفر و شرک کے دلدل میں پھنسے ہوئے لاکھوں باشندگان ہند اسلام کے اس چشمہ شیریں کی جانب دوڑنے لگے اور کفر کے مجسمے جام ہدایت پی پی کر اسلام میں سرشار ہونے لگے-

سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پورے عالم اسلام کے مسلمان انتہائی عقیدت و احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں- ہندوستان میں سلسلہ چشتیہ اور اسلام کے آفاقی پیغام کی ترویج و اشاعت کے تعلق سے آپ کو تقدیم و اولیت حاصل ہے اس کفرستان ہند میں اسلام کا چراغ اگرچہ آپ سے جل چکا تھا اور اسلامی مبلغین و مصلحین آ چکے تھے لیکن اسلام کو قبولیت عام نہ مل سکی تھی، آپ کی تبلیغ نے ایک عظیم انقلاب برپا کر دیا اور لوگ بہت تیزی کے ساتھ اسلام کے دامن میں پناہ لینے لگے، اسلام کی دلکش بہاریں آپ کی دعوت و تبلیغ اور رشد و ہدایت کا نتیجہ ہیں کیونکہ آپ کے گلشنِ ہدایت کی جو ہوا چلی تو بساطِ ہند میں نور اسلام سے چراغاں ہی چراغاں ہو گیا- یہی وجہ ہے کہ ہر شخص آپ کا قدردان ہے- بد عقیدگی کا سیلاب بھی آپ کی عظمت و رفعت کو متاثر نہ کر سکا اور انشاء اللہ صبحِ قیامت تک متاثر نہ کر سکے گا- آپ کے عقیدت مند آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے رہیں گے اور بد عقیدگی کے چہرے پر لعنت و ملامت کے تیر برساتے رہیں گے- سرکارِ خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگاہ ولایت سے دل بھی بدلے آپ کے خلفاء و متوسلین خاک ہند کے جس خطے پر پہنچے تو اسلام کا بول بالا ہوتا اور نور ہدایت پھیلتا اور کفر کا اندھیرا چھنٹتا چلا گیا-

تاریخ دانوں نے لکھا ہے کہ آپ نے اجمیر شریف میں گوشہ نشینی اختیار کی اسلام کا چراغ جلایا ہندوستان کے ہر دور کے خوش عقیدہ مسلمان اس مقدس دربار گہربار میں حاضر ہوتے رہے ہیں- اور ان کے وسیلے سے دل کی مرادیں پاتے رہے- اس بارگاہِ اقدس میں سلاطین ہند بھی پاپیادہ حاضر ہوتے رہے ہیں اور مشائخ طریقت بھی گردنیں خم کر رہے ہیں اساطین علم و دانش بھی با ادب آتے رہے ہیں اور کج کلاہان زمانہ بھی خمیدہ نظر آتے رہے ہیں کیوں کہ آپ کی نگاہ جس پر پڑھتی دل کی دنیا بدل جاتی، آپ کی بارگاہ میں جو بھی آتا فیضیاب ہو جاتا، رہزن آتا رہبر بن جاتا، قاتل آتا محافظ بن جاتا، شقی آتا سعید بن جاتا، نااہل آتا اہل بن جاتا، سرکش آتا غلام بن جاتا کافر آتا مسلمان ہو جاتا فاسق آتا متقی بن جاتا، دشمن آتا حاشیہ بردار بن جاتا، جادوگر آتا تائب ہو کر عامل قرآن بن جاتا -

حضرت شاہ ولی اللہ محدثِ دہلوی سے کسی نے سوال کیا کہ جو مقبولیت سلطان الہند کو حاصل ہے وہ کسی اور کو حاصل نہیں جو ان کے مزار پر انوار پر جاتا ہے ان پر فریفتہ اور دیوانہ ہو جاتا ہے- اس کی وجہ کیا ہے؟ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے قدرے توقف کے بعد فرمایا:

iftikharahmadquadri@gmail.co

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کی عظمت کا اندازہ اس واقعہ سے بھی ہوتا ہے کہ آپ کے عرس کے مبارک موقع پہ لاکھوں عقید تمند دور دراز سے سفر طے کرکے آتے ہیں آنے والوں کا جم غفیر ہے ہما ہمی کا عالم ہے اجمیر کی مقدس گلیوں کوچوں میں دھوم دھام ہے سب کے چہروں پر مسرت و شادمانی کے آثار نمایاں ہیں آخر یہ سب کیوں ہے؟ صرف اس لیے کہ خدا کے برگزیدہ بندے اور مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کے مقدس شاہزادے کا عرس ہے اللہ رب العزت سے دعا ہے ہم تمام مسلمانوں پر سرکارِ خواجہ غریب نواز کے فیضان کی موسلا دھار بارش نازل فرمائے۔

خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ کے مختصر حالات:

سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کی ذاتِ والا صفات کسی تعارف کی محتاج نہیں-آپ ظاہری و باطنی فضائل و کمالات کی جامع اور شریعت و طریقت، معرفت و حقیقت اور رشد و ہدایت کے بحر بیکراں تھے-آپ روحانی کمالات و تصرفات فیوض و برکات کے سبب اولیاے ہند کے پیشوا اور مقتدائے اعظم ہیں-آپ کے قدوم میمنت لزوم کی نسبت و برکت سے ہندوستان کی تاریک فضا اسلام و ایمان کے نور سے منور ہوگئی اس ہندوستان میں اجمیر ہی وہ مقدس شہر ہے جس کو خواجہ خواجگان سرکارِ خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ نے اسلام و ایمان کی تبلیغ و اشاعت کے لیے مرکز رشد و ہدایت اور روحانی راجدھانی قرار دیا اور اسی مبارک شہر سے بغیر کسی مادی دباؤ یا مالی ترغیب و تحریص کے اسلام کی حقانیت و صداقت ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں اشاعت پذیر ہوئی نیز یہی وہ محبوب شہر ہے جہاں روحانیت و عرفانیت کا وہ ابدی چشمہ پھوٹا جس نے ہندوستان کی سرزمین کو حقیقت و طریقت کے گلہائے رنگا رنگ سے رشکِ چمن بنادیا-آپ کا اسم گرامی،، معین الدین حسن،، اور والد ماجد کا نام حضرت خواجہ غیاث الدین محمد ہے-آپ نجیب الطرفین سید ہیں-آپ کے جدِ اعلیٰ بنی عباس کے مظالم سے تنگ آکر اپنے وطن اصفہان سے ہجرت فرماکر سنجر نامی قصبہ میں اقامت پذیر ہوگئے-سنجر ایک مردم خیز قصبہ ہے جو ایران و خراسان کے کنارے تہران سے ڈیڑھ سو میل دوری پر واقع ہے اسی مبارک قصبہ میں بتاریخ 14 رجب المرجب 535 ہجری بروز دوشنبہ حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت ہوئی-ابھی آپ سات برس کے تھے کہ تاتاریوں نے آپ کے وطن پر حملہ کردیا آپ کے والد بزرگوار مع اہل و عیال عراق منتقل ہوگئے اور وہیں بغداد شریف میں آپ کا وصال ہوگیا-اس کے بعد دیگر اہلِ خانہ کے ساتھ آپ خراسان جاکر اقامت گزیں ہوگئے، سرکارِ خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کا بچپن اور زیادہ وقت خراسان میں گزرا ابھی چودہ سال ہی کے تھے کہ والد ماجد کا سایہ سر سے اٹھ گیا کچھ عرصہ کے بعد والدہ ماجدہ بھی وصال کرگئیں-ترکہ پدری میں ایک باغ اور پن چکی ملی قصبہ سنجر کی طرح تاتاریوں کے ہاتھ قتل و غارت گری ظلم و بربریت خراسان میں بھی نازل ہوگئی-حضرتِ خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کے حساس قلب و ضمیر نے بہت زیادہ رنج و ملال محسوس کیا دنیا سے دل اُچاٹ کھا گیا، آپ کے مبارک قلب میں عرفان و روحانیت کا احساس پیدا ہوا ہی تھا کہ بحکم رب ایک مجذوب صادق حضرتِ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ آپ کے باغ میں آگئے آپ نے تازہ انگور کے خوشوں سے تواضع کی فقیر نے عادتاً کچھ کھالیا-آپ کی تواضع سے خوش ہوکر اپنی جھولی سے روٹی یا کھل کے سوکھے ٹکڑے نکال کر چبائے اور لقمہ بناکر فرمایا کہ کھالو آپ نے بلا تامل کھالیا جس سے آپ پر غیر معمولی تجلیات و کیفیات کا ظہور ہوا آپ کے روحانی قویٰ ایک دم شگفتہ ہوگئے اور غلبہ عشق الٰہی سے متاثر ہوکر تلاش حق میں نکل پڑے، سب سے پہلے سن شعور کو پہونچ کر باقاعدہ علوم اسلامیہ دینیہ کی تحصیل و تکمیل کے لیے آپ بلخ سمرقند تشریف لے گئے مختلف علما و محدثین کے زیر درس رہ کر دو سال کی مدت میں قرآن مجید، تفسیر، حدیث، فقہ، معارف اسرار وغیرہم علومِ حقیقیہ و فنون حکمیہ میں آپ نے پوری مہارت و سبقت حاصل کرلی اور اپنے معاصر علما و فضلا سے ممتاز ہوگئے علوم متداولہ سے فارغ ہوکر بہت سے اولیاء اللہ سے افاضہ و استفادہ کرتے رہے مکمل روحانی تعلیم و تربیت کے لیے آپ سیدنا خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ اقدس میں بغداد شریف حاضر ہوکر مرید ہوئے اور اپنے شیخ کی مراد ہوگئے-20 سال تک اپنے شیخ کی خدمت میں رہ کر علوم روحانی و فیوض باطنی میں درجہ کمال حاصل کیا-حضرتِ خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو 562ء میں شرفِ خلافت و اجازت سے سرفراز فرماکر اپنے تبرکات عصا، خرقہ، تسبیح مصلی، نعلین عطا فرمائے اور اسم اعظم کی خصوصی تعلیم دے کر رخصت کیا-بخارہ سے سیر و سیاحت و سفر حج کے بعد 588ء میں آپ نے سرزمین ہندوستان کو قدم بوسی کا شرف عطا فرمایا-بروایت مختلف 589 عیسوی میں دارالخیرات اجمیر شریف تشریف لائے اور تقریباً 45 سال تک قیام فرمایا-کثیر غیر مسلم آپ کے دت مبارک پر داخل اسلام ہوئے-(ہند الولی غریب نواز صفحہ،14/13)

وصال خواجہ غریب نواز:

633 ہجری شروع ہوتے ہی حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کو علم ہوگیا کہ یہ آخری سال ہے-آپ نے اپنے مریدوں کو ضروری ہدایتیں اور وصیتیں فرمائیں جن لوگوں کو خلافت دینی تھی.. (باقی ص:48 پر)

ذکرِ جمیل

ام المومنین
سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

محمد اعظم مصباحی مبارک پوری

نام و نسب: نام حضرت خدیجہ، کنیت ام ہند، لقب طاہرہ ہے، آپ کے والد گرامی خویلد ہیں والدہ محترمہ فاطمہ بنت زائدہ ہیں سلسلۂ نسب کچھ اس طرح ہے:

والد کی طرف سے سلسلہ نسب: خدیجہ بنت خُویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی بن کلاب بن برہ بن کعب بن لُوی بن غالب بن فہر۔

آپ کا نسب مبارک قصی پر رسول گرامی ﷺ کے نسب شریف سے مل جاتا ہے۔

ماں کی طرف سے سلسلۂ نسب: فاطمہ بنت زائدہ بنت الاصم بن رواحہ بن حجر بن عبد معیض بن عامر بن غالب بن فہر۔

سن ولادت مبارک: حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا سن ولادت 15/ قبل نبوی 556ء ہے۔

خاندان: حضرت خدیجہ کا خاندان مکہ شریف میں بہت معزز خاندان تھا آپ کے والد خویلد مکہ کے رئیسوں میں تھے، آپ ایک کامیاب تاجر ہونے کے ساتھ ساتھ جود و سخاوت میں بھی بے مثال تھے سخاوت کی وجہ سے پورے مکہ معظمہ میں عزت و وقار کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے ملک یمن اور شام میں بھی کافی اثر و رسوخ تھا۔

بچپن: حضرت خدیجہ اپنے بچپن سے ہی نہایت حلیم و بردبار اور باوقار تھیں متانت و سنجیدگی اور ذہانت و فطانت کے ساتھ معاملہ فہمی اور غم خواری و غم گساری کی دولت سے بھی مالا مال تھیں۔

نکاح: نبی کریم ﷺ کی زوجیت میں آنے سے پہلے آپ نے دو شادیاں کیں اور دونوں شوہروں کے انتقال کے بعد آپ کا تیسری بار نکاح سید عالم جناب محمد رسول اللہ ﷺ سے ہوا۔

پہلا نکاح: حضرت خدیجہ جب سن بلوغ کو پہنچی تو آپ کے والد خویلد نے آپ کی شادی کے لیے اپنے بھتیجے ورقہ بن نوفل کو منتخب کیا جو تورات و انجیل کے زبردست عالم تھے جنھوں نے پوری زندگی راہ حق کی تلاش و جستجو میں گزار دی حضور انور کی بعثت تک زندہ رہے اور آپ کو پیغام نبوت کے بارے میں پیش آنے والی بہت سی دشواریوں سے آگاہ کیا اور بھرپور امداد و اعانت کا وعدہ بھی کیا مگر تبلیغ احکام کا حکم ملنے سے پہلے ہی انتقال کر گئے۔

کسی وجہ سے آپ کا نکاح حضرت خدیجہ سے نہ ہو سکا تو حضرت خدیجہ کے والد خویلد نے آپ کا نکاح ابوہالہ ہند بن نباش بن زرارہ تمیمی سے کر دیا۔

ابوہالہ اور ہند نامی دو بیٹے پیدا ہوئے ان دونوں بیٹوں نے اسلام کا زمانہ پایا اور حضور انور ﷺ کے دست حق پرست پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔

دوسرا نکاح: حضرت خدیجہ نے پہلے شوہر کے انتقال کے بعد قبیلہ بنو مخزوم کے ایک معزز شخص عتیق بن عائذ یا عابد بن عبد اللہ سے نکاح کر لیا۔ عتیق کے یہاں حضرت خدیجہ کے بطن سے ایک بچی پیدا ہوئی اس کا نام بھی ہند رکھا گیا۔ یہ بھی مشرف بہ اسلام ہوئیں۔

حضرت خدیجہ کے دوسرے شوہر عتیق بھی زیادہ دنوں تک زندہ نہ رہے ان کا بھی جلد ہی انتقال ہو گیا۔

تیسرا نکاح: ابوہالہ اور عتیق کے بعد ام المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضور سید عالم ﷺ سے ہوا۔ اس کی کچھ تفصیل یوں ہے:

حضرت خدیجہ جو قریش کی ایک مال دار اور نیک سیرت خاتون تھیں ہمارے آقا نے ان سے مال تجارت لیا اور سفر میں تشریف لے گئے۔ اس وقت آپ کی عمر پچیس سال کی تھی۔ اس سفر میں نسطورا راہب کے پاس سے آپ کا گزر ہوا۔ اس نے آپ کو پہچان لیا کہ یہ نبی آخر الزماں ہیں، جن کا ذکر انبیائے سابقین کی کتابوں میں ملتا ہے۔ حضرت خدیجہ کا غلام میسرہ بھی شریک سفر تھا، اس نے اس سفر میں آپ کو بہت سی خرق عادت والی باتیں دیکھیں، جب آپ سفر سے واپس آ رہے تھے تو

استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور

حضرت خدیجہ بالاخانے پر بیٹھی ہوئی آمد کا پر کیف منظر دیکھ رہی تھیں، آپ نے دیکھا کہ سرکار چلے آرہے ہیں اور دو فرشتے ان پر سایہ کیے ہوئے ہیں۔ میسرہ نے بیان کیا کہ میں نے پورے سفر میں ایسا ہی دیکھا ہے اور سفر کی دوسری خرق عادت والی باتیں بھی بیان کیں۔ یہ سن کر حضرت خدیجہ کا دل ان کی طرف مائل ہونے لگا اور سرکار دو جہاں سے نکاح کی درخواست کی، جب ابو طالب کو اطلاع ہوئی تو معاملات طے ہونے کے بعد چند اشراف قریش کو لے کر حضرت خدیجہ کے گھر پہنچے، خدیجہ کی طرف سے ان کے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل ذمہ دار تھے، ابو طالب نے خطبہ پڑھا دوران خطبہ آپ نے رسول کریم ﷺ کے بہت سے فضائل و مناقب بیان کیے اور نکاح منعقد ہو گیا۔

قبولیت اسلام: ام المومنین سیدہ خدیجہ ابتدائے اسلام میں کلمہ پڑھ کر حلقہ بگوش اسلام ہوئیں۔ ابن سعد نے طبقات میں ایک روایت یحییٰ بن فرات کے حوالے سے نقل کرتے ہوئے اس وقت کے اسلام کی منظر کشی کی ہے۔

عفیف کندی سامان خریدنے کے لیے مکہ آئے اور عباس بن عبد المطلب کے گھر مہمان ہوئے صبح کے وقت ایک دن کعبہ کی طرف نظر اٹھی تو دیکھا کہ ایک نوجوان آیا اور آسمان کی طرف رخ کر کے کھڑا ہو گیا پھر ایک لڑکا اس کے داہنی طرف کھڑا ہوا پھر ایک عورت دونوں کے پیچھے کھڑی ہو گئی نماز پڑھ کر یہ لوگ چلے گئے تو عفیف نے عباس سے کہا کہ کوئی عظیم واقعہ پیش آیا؟ عباس نے کہا ہاں پھر کہا جانتے ہو یہ نوجوان کون ہے یہ میرا بھتیجا محمد ہے دوسرا میرا بھتیجا علی ہے اور یہ محمد کی بیوی خدیجہ ہے میرے بھتیجے کا خیال ہے کہ اس کا مذہب رب کا مذہب ہے اور وہ جو کچھ کرتا ہے رب کے حکم سے کرتا ہے جہاں تک مجھے معلوم ہے تمام روئے زمین پر ان تینوں کے سوا کوئی اور اس دین کا پابند نہیں، یہ سن کر مجھے تمنا ہوئی کہ کاش میں چوتھا ہوتا۔

پہلی وحی اور حضرت خدیجہ: جوں جوں بعثت کا زمانہ قریب آتا جارہا تھا تو حضور کا یہ معمول ہو گیا تھا کہ آپ آبادیوں سے نکل کر زیادہ وقت خلوت نشینی میں بسر کرتے کئی کئی روز کا توشہ لے کر غار حرا میں چلے جاتے اور عبادت میں مشغول رہتے۔ آٹھویں ربیع الاول دوشنبہ کے دن حضرت جبریل غارِ حرا میں آپ کے پاس آئے اور وحی سنا کر کہا پڑھیے، آپ نے فرمایا میں نہیں پڑھوں گا پھر حضرت جبریل نے آپ سے معانقہ کیا اور طاقت بھر دبوچا اور کہا پڑھیے آپ نے کہا میں نہیں پڑھوں گا اس کے بعد حضرت جبریل نے دبوچ کر کہا پڑھیے آپ نے کہا میں نہیں پڑھوں گا جب حضرت جبریل نے کہا اقرا باسم ربک الذی خلق۔ تو سرکار ﷺ نے پڑھنا شروع کیا۔

یہ سب سے پہلی وحی تھی جس کی وجہ سے آپ کے بدن کو بڑی تکلیف ہوئی آپ اپنے دولت خانے تشریف لائے اور کہا کہ مجھے چادر اڑھاؤ حضرت خدیجہ نے آپ کو چادر اڑھائی آپ نے حضرت خدیجہ سے غار کے حالات بیان کر کے کہا کہ مجھے اپنی جان کا خوف ہے حضرت خدیجہ نے کہا کہ اللہ آپ کو رسوا نہیں کرے گا آپ غریبوں کی مدد، مفلسوں کی خیر خواہی اور راہ حق میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں اس کے بعد حضرت خدیجہ آپ کو اپنے چچا زاد بھائی، ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں ورقہ بن نوفل کتب سابقہ کے عالم تھے انھوں نے پورا واقعہ سننے کے بعد کہا کہ یہ وہی فرشتہ ہے جو حضرت موسی کے پاس آتا تھا تم اس امت کے پیغمبر ہو۔

شعب بنی ہاشم اور حضرت خدیجہ: حضور ﷺ کو تبلیغ اسلام سے باز رکھنے کے لیے مشرکین مکہ طرح طرح کی لالچ دیں لیکن سرکار نے ان کی طرف کوئی توجہ نہیں فرمائی جب مشرکین مکہ اپنی تمام تر امکانی تدابیر اختیار کر کے تھک گئے تو انھوں نے آپ کے قتل کا ارادہ بنا لیا جب آپ کے چچا جناب ابو طالب نے یہ دیکھا کہ قریش محمد عربی کو تکلیف پہنچا سکتے ہیں تو آپ سرکار کو لے کر شعب بنی ہاشم میں چلے گئے کفار نے آپ سے برادرانہ تعلق توڑ دیا اور طرح طرح کی سختیاں کیں ان سختیوں میں حضرت خدیجہ بھی آپ کے ساتھ رہیں۔ اور ہر طرح سے سرکار علیہ السلام کا ساتھ دیا۔

اسلام کی نشر و اشاعت کے لیے مالی قربانی: حضور انور ﷺ کی زوجیت میں داخل ہونے کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنا سب کچھ آپ ﷺ کے قدموں پر نثار کر دیا تھا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ ﷺ کی مونس و غم خوار ابتدا ہی سے تھیں، آپ ﷺ کی بعثت رسالت و نبوت کے بعد تو دل وہی اور دل داری، اور ایثار و قربانی کا وہ باب وا کیا کہ پورے عالم کی تاریخ میں اس کی کوئی مثال نہ پہلے موجود تھی نہ ان کے زمانے میں دیکھی اور سنی گئی، اور نہ ان شاء اللہ قیامت تک پائی جا سکتی ہے۔

نبوت کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مال تقریباً ان کی وفات تک آپ ﷺ اور آپ ﷺ کی اولاد امجاد کے لیے معاش کا

ذریعہ بنا رہا، اور آپ ﷺ اہل و عیال کی ضروریات کو مہیا کرنے سے بے فکر ہو کر گم گشتۂ راہ انسانوں کو خداوند قدوس کی وحدانیت کا سبق پڑھاتے رہے، اور ان کو راہ راست پر لا کر دین و دنیا دونوں کی کامیابیاں ان کے قدموں میں ڈالتے رہے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مال نے آپ ﷺ کو صرف فکر معاش سے ہی سبک دوش نہیں کیا بلکہ وہ اسلام کی تبلیغ و ترویج اور نشر و اشاعت میں بھی خوب کام آتا رہا، چنانچہ ان کے احسان کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں، انھوں نے مالکانہ طور پر اپنا مال میرے حوالے کر دیا تو میں نے راہ خداوندی میں اسے دین کی نشر و اشاعت کے لیے خرچ کیا۔

امتیازات و خصوصیات: حضور انور ﷺ کی تمام ازواج مطہرات میں ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو چند ایسی خصوصیات حاصل ہیں کہ جن میں آپ ﷺ کی کوئی اور بیوی ان کی شریک و سہیم نہیں ہے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خصوصی امتیازات یہ ہیں:

(1) وہ حضور ﷺ کی سب سے پہلے زوجۂ مطہرہ ہیں۔

(2) آپ ﷺ کی زوجیت میں داخل ہونے کے وقت ان کی عمر چالیس برس اور آپ ﷺ کی پچیس برس تھی، بقیہ تمام ازواج مطہرات باعتبار عمر آپ ﷺ سے چھوٹی تھیں۔

(3) عمر کا فی تفاوت کے باوجود ان کی حیات میں آپ ﷺ نے کوئی دوسرا نکاح نہیں کیا۔

(4) حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ آپ ﷺ کی تمام اولادیں انھیں کے بطن سے پیدا ہوئیں۔

(5) حضرت خدیجہ سب سے پہلی خاتون ہیں جو مشرف بہ اسلام ہوئیں۔

(6) اپنا پورا سرمایہ وقف کر کے آپ ﷺ کو معاش کی فکر سے آزاد کر دیا۔

(7) منصب نبوت و رسالت پر فائز ہونے کے بعد سب سے پہلے آپ ﷺ کے چہرۂ انور کو انھوں نے ہی دیکھا اور نظر نبوت سب سے پہلے انھیں کے روئے زیبا پر پڑی۔

(8) خداوند قدوس نے انھیں اپنے ہدیہ سلام سے اعزاز بخشا، اور جنت میں موتی کے ایک محل کی خوش خبری سے نوازا۔

یہ وہ اوصاف ہیں کہ ان میں ازواج مطہرات میں سے کوئی زوجہ بھی ان کی شریک و سہیم نہیں ہے۔

حضور ﷺ کی حضرت خدیجہ سے محبت: حضور علیہ السلام حضرت خدیجہ سے بے پناہ محبت کرتے اور ان کا تذکرہ جمیل کیا کرتے حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضور سب سے زیادہ حضرت خدیجہ کا ذکر کرتے اور اکثر ایسا ہوتا کہ جب آپ کوئی بکری ذبح کرتے تو کچھ گوشت حضرت خدیجہ کی سہیلیوں کو ضرور بھیجتے کبھی کبھی میں کہتی کہ دنیا میں بس ایک خدیجہ ہی آپ کی بیوی تھیں تو آپ فرماتے کہ خدیجہ وہ ہیں جن کی شکم سے اللہ نے مجھے اولاد عطا فرمائی۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ خدا کی قسم خدیجہ سے بہتر کوئی بیوی نہیں ملی جب سب لوگوں نے مجھے جھٹلایا اس وقت وہ ایمان لائیں اور انھوں نے میری تصدیق کی جس وقت لوگوں نے مجھے مال سے محروم رکھا اس وقت انھوں نے اپنا مال مجھے دیا اور انھیں کے شکم سے اللہ نے مجھے اولاد عطا فرمائی۔

وفات: رمضان 10 نبوی میں حضور اکرم ﷺ کی ہجرت مدینہ منورہ سے تقریباً تین سال قبل وہ اس عالم فانی سے عالم جاودانی کے سفر پر روانہ ہوگئیں۔

نماز جنازہ اس وقت تک مشروع نہ ہوئی تھی، اس لیے غسل دے کر کفن پہنا دیا گیا، اور لوگ جنازہ لے کر ابدی آرام گاہ کی طرف چل پڑے، حضور انور ﷺ بہ نفسِ نفیس قبر میں اترے اور اپنے مبارک ہاتھوں سے انھیں لحد میں رکھ کر سپرد خاک کیا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر مقام "حجون" میں پہاڑ کے اوپر آج بھی نمایاں اور ممتاز ہے۔

اولاد: حضور ﷺ کے حضرت خدیجہ سے چھ اولادیں پیدا ہوئیں، دو صاحب زادے جو بچپن میں انتقال کر گئے اور چار صاحب زادیاں نام حسب ذیل ہیں:

حضرت قاسم بن محمد، حضرت محمد ﷺ کے سب سے بڑے بیٹے تھے، انھیں کے نام پر آپ ابو القاسم کنیت کرتے تھے صغر سنی میں مکہ میں انتقال کیا، اس وقت پیروں پر چلنے لگے تھے۔

زینب بنت محمد، آپ ﷺ کی سب سے بڑی صاحب زادی تھیں۔ عبد اللہ بن محمد نے بہت کم عمر پائی، چونکہ زمانۂ نبوت میں پیدا ہوئے تھے، اس لیے طیب اور طاہر کے لقب سے مشہور ہوئے، رقیہ بنت محمد، ام کلثوم بنت محمد، فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہم وعنہن اجمعین۔

☼☼☼☼☼

ربط باہم
آخری قسط

پیر سید صابر حسین شاہ بخاری قادری
اور ماہ نامہ اشرفیہ مبارک پور

مبارک حسین مصباحی

بفضلہ تعالیٰ سہ ماہی مجلہ ”ذوق“ ضلع اٹک پاکستان نے ”فضیلۃ الشیخ نمبر“ ایک ہزار صفحات پر شائع کرکے تاریخی کارنامہ انجام دیا ہے، اس کے مرتب پروفیسر سید نصرت بخاری ہیں اور معاون خصوصی راشد سیماب ہیں۔ پیش نظر مضمون ہم نے اسی نمبر کے لیے تحریر کیا تھا۔ ہم فضیلۃ الشیخ حضرت سید صابر حسین شاہ بخاری قادری اور مرتبین کی بارگاہوں میں ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہیں۔ مضمون میں ہم نے کچھ اضافے بھی کیے ہیں۔ از: احقر مرتب غفرلہ

اس کے بعد "مقالہ کی ترتیب کے بارے میں چند گزارشات" پیش کی ہیں۔ جن میں مقالہ کا پس منظر بھی پیش کیا گیا ہے۔

پیش نظر مقالہ تین ابواب پر مشتمل ہے۔

پہلے باب کا عنوان ”مصنف کے احوال و آثار اور تصانیف“ ہے۔ یہ باب تین فصلوں پر مشتمل ہے۔ اس کی پہلی فصل میں بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حالات زندگی مختصر مگر انتہائی جامع انداز میں احاطۂ تحریر میں لائے گئے ہیں۔

دوسری فصل میں ختم نبوت کے تحفظ اور فتنۂ قادیانیت کے رد میں آپ کی لکھی گئی اٹھارہ تصانیف کے نام ترتیب زمانی کے تحت دیے گئے ہیں اور ان کی دستیاب شدہ چودہ تصانیف کا مختصر مگر جامع تعارف پیش کیا گیا ہے۔

اسی فصل میں آپ کی ادارت میں ختم نبوت کے تحفظ میں جاری ہونے والا ماہ نامہ ”تائید الاسلام“ لاہور کی سات خصوصی اشاعتوں کا تعارف و تبصرہ بھی شامل ہے۔

ماہ نامہ ”تائید الاسلام“ لاہور اپنے عہد میں نہایت مقبول عام رسالہ تھا۔ اسے نہ صرف ہندوستان بلکہ بیرون ہند افغانستان، افریقہ، مصر، شام اور برما وغیرہ کے بھی شہرت عام حاصل تھی۔

فصل سوم میں ”چند نئے گوشے“ شامل ہیں۔ جن میں بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تابناک حیات کے چند نہایت اہم گوشے دیے گئے ہیں۔ ان گوشوں میں ذیلدار خاندان، جامعہ فتحیہ اچھرہ، اور میاں قمر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (1862ء-1952ء) کا تعارف بھی شامل ہے۔

فتنۂ قادیانیت کی سرکوبی میں میاں قمر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور جامعہ فتحیہ اچھرہ کا کردار بھی نہایت نمایاں رہا ہے۔

مقالے کے دوسرے باب کا عنوان ”عقیدۂ ختم نبوت اور قادیانیت“ ہے۔ اس کی پہلی فصل میں عقیدۂ ختم نبوت کی ضرورت و اہمیت دی گئی ہے اور قرآن مجید اور احادیث کی روشنی میں ختم نبوت کے دلائل دیے گئے ہیں۔

دوسری فصل میں فتنۂ قادیانیت کی مختصر سی تاریخ قارئین کے سامنے رکھی گئی ہے۔

مقالے کے آخری باب سوم بھی تین فصلوں پر مشتمل ہے جن میں دفاع ختم نبوت میں بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمات جلیلہ کا نہایت محققانہ اور مؤرخانہ انداز میں نہایت اختصار سے جائزہ لیا گیا ہے۔

مقالے کے اختتام پر مقالہ نگار محققہ سدرہ عبد الخالق صاحبہ نے ”خلاصۂ تحقیق“ کچھ اس انداز میں پیش فرمایا ہے گویا دریا کو کوزے میں سمو دیا گیا ہے۔

بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حیات و خدمات کے حوالے سے فاضلہ مقالہ نگار نے چھ سفارشات پیش فرمائی ہیں جن کے تحت آپ کی حیات و خدمات پر دائرۂ تحقیق کو مزید بڑھایا جا سکتا ہے۔

آخر مصادر و مراجع کی فہرست بھی دے دی گئی ہے جس سے مقالہ کی تحقیقی و علمی حیثیت ظاہر و باہر ہے۔

سہ ماہی مجلہ ”المنتہیٰ“ لاہور کے مدیر اعلیٰ کی جانب سے اس خصوصی اشاعت کے آخر میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس شکر گڑھ منعقدہ 19/نومبر 2021ء کی رپورٹ بھی شامل کی گئی ہے نیز وفائے ختم نبوت تربیتی نشست کے تحت چوبیس جاںنثاران ختم نبوت کے اسمائے گرامی بھی اس نمبر کی زینت بنائے گئے ہیں۔ تحفظ ختم نبوت تربیتی

mubarakmisbahi@gmail.com

کنونشن کی مختصر سی کارروائی بھی شامل ہے۔ یوں سہ ماہی "المنتہیٰ" لاہور کی یہ خصوصی اشاعت ختم نبوت کے تحفظ کے حوالے سے ایک تاریخی دستاویز کی صورت اختیار کرگئی ہے۔ اور پھر یہ اسلاف شناسی کی ایک نہایت عمدہ مثال بھی ہے۔

ناچیز ہیچ مدان مقالہ نگار محققہ سدرہ عبدالخالق صاحبہ، اس کے تمام معاونین اور ناشر مولانا خواجہ غلام دستگیر فاروقی زید مجدہ کی خدمت میں دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارک باد اور ہدیہ تبریک پیش کرتا ہے۔

ماشاءاللہ ماشاءاللہ ماشاءاللہ بہت خوب اللھم زد فزد۔

امید واثق ہے کہ حضرت بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالے سے سہ ماہی "المنتہیٰ" کی اس خصوصی اشاعت سے اہل ذوق کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی اور محققین تاریخ ختم نبوت کے لیے بھی یہ مشعل راہ سے کم نہیں ہے۔

فتح باب نبوت پہ بے حد درود
ختم دور رسالت پہ لاکھوں سلام

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل اسے شرف قبولیت سے نوازے، شہرت عام اور بقائے دوام بخشے اور ہم سب کا خاتمہ بالخیر فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

بارھواں مکتوب:

بلا شبہہ عید سعید کی مبارکباد پیش کرنا بزرگوں کا طریقہ رہا ہے، یہ ایک اچھی اسلامی روش ہے، ہم نے بھی آپ کی شخصیت اور آپ کے احباب کو مبارکبادیوں کے گلدستے نذر کیے، اب ذیل میں مبارک بادی میں ڈوبا ہوا مکتوب گرامی ملاحظہ فرمائیں۔

عید سعید کی مبارک باد

بملاحظہ گرامی محبی مخلصی محترم المقام حضرت العلام زید مجدہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

امید واثق ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے، الحمدللہ، امسال بھی حسب سابق شوال المکرم کا چاند طلوع ہوتے ہی رحمتوں اور برکتوں والا ماہ مقدس رمضان المبارک اپنے اختتام کو پہنچا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی عبادات کو شرف قبولیت سے نوازے اور ان میں اگر کمی کوتاہی ہوئی ہو تو معاف فرمائے۔ آمین

ناچیز ہیچ مدان دل کی اتھاہ گہرائیوں سے آپ کو عید مبارک پیش کرتا ہے۔ اور امید کرتا ہے کہ آپ ان مبارک ساعتوں میں اپنے ان تمام مظلوم مسلمانوں کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں گے جو ابھی تک ظالموں اور جابروں کے ظلم وستم کا شکار ہیں۔ یااللہ عزوجل! عالم اسلام پر رحم وکرم فرما اور اسلام کا بول بالا فرما۔ آمین ثم آمین یا رب العالمین بجاہ سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وذریتہ واولیاء امتہ وعلما ملتہ اجمعین

دعاگو ودعاجو
احقر **سید صابر حسین شاہ بخاری** قادری غفرلہ
برہان شریف ضلع اٹک پنجاب پاکستان
(30/رمضان المبارک 1443ھ/2/مئی 2022ء)

تیرھواں مکتوب:

ایں سعادت بزور بازو نیست

بسم اللہ الرحمن الرحیم، نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین۔ الحمدللہ رب العالمین، مجلہ "ذوق" اٹک کی خصوصی اشاعت جو اس فقیر کے حوالے سے ہے، اس کی بازگشت پاک وہند، بنگلہ دیش، امریکہ اور دیگر ممالک تک پہنچ گئی ہے، فقیر کی علمی وادبی اور تحقیقی کاوشوں کو اہل علم وفضل نے قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے اور اس پر نہایت مسرت کا اظہار بھی فرمایا ہے۔ علما، مشائخ، فضلا، ادبا اور شعرا کی اکثریت نے اپنے جذبات واحساسات، تاثرات ارسال فرمانے میں ذرا بھی تاخیر نہیں فرمائی۔ فقیر کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ عدیم الفرصتی کے اس دور میں آسمان علم وفضل کے ستارے مجھ ناچیز کے لیے چند لمحات نکالیں گے، الحمدللہ، مشاہیر علما ومشائخ اور ادبا وشعرا نے نظر التفات سے نوازا۔ ان محسنین کا شکریہ ادا کرنے کے لیے میرے پاس الفاظ نہیں۔ بس ان سب کے لیے دل سے دعائیں نکلتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل ان سب پر اپنا فضل وکرم فرمائے اور دنیا وآخرت میں کامیابی وکامرانی عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

یہاں یہ کئی ایمان افروز ایسے لمحات بھی دیکھنے میں آئے کہ دور دراز بیٹھی روحانی شخصیات نے فقیر کی علمی وادبی اور تحقیقی کاوشوں کو دیکھتے ہوئے اپنے اوراد و وظائف اور اپنے سلسلہ عالیہ کی خلافت و

اجازت بھی مجھ ناچیز ہیچ مدان کو تفویض فرمادی ہے۔ ملک العلماء علامہ محمد ظفرالدین قادری رضوی رضی اللہ عنہ کے خطہ بہار سے محب اعلیٰ حضرت سرکار مجبی رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ عالیہ قادریہ نوریہ رحمانیہ کی خلافت و اجازت کی سعادت حاصل ہوگئی ہے۔ اسی طرح بہار ہی سے خلیفۂ مفتی اعظم مفتی محمد وجیہ القمر رضوانی دامت برکاتہم العالیہ نے آج ہی سلسلہ عالیہ نوریہ رضویہ اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی باقاعدہ سند خلافت و اجازت مرحمت فرمائی ہے، الحمدللہ علی ذالک، یہ سب میرے پیارے آقا و مولا حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کا فیضان ہے کہ مجھ پر اکابر علما و مشائخ اپنی روحانی توجہات فرمارہے ہیں۔ ایں سعادت بزور نیست، اللہ۔ شاد و آباد رہیں قدر داں میرے! اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے طفیل تمام محبین اور مخلصین پر اپنا فضل و کرم فرمائے اور ان کے علم و قلم میں مزید برکتیں عطا فرمائے اور انہیں دنیا و آخرت میں کامیابی و کامرانی عطا فرمائے۔
آمین ثم آمین بجاه سید المرسلین خاتم النبیین صلی الله علیه وآله واصحابه وازواجه وذریته واولیاء امته وعلماء ملته اجمعین.

دعا گو و دعا جو۔ احقر سید صابر حسین شاہ بخاری قادری غفرلہ
برہان شریف، ضلع اٹک، پنجاب، پاکستان

ماہ نامہ اشرفیہ مبارک پور میں مطبوعہ مضامین:

پیر سید صابر حسین شاہ بخاری قادری دامت برکاتہم القدسیہ بڑے حساس اور دردمند قلم کار ہیں۔ کورونا اور دیگر وجوہات سے بے شمار افراد دنیا کو داغ مفارقت دے گئے۔ آپ کا امتیازی کردار یہ ہے کہ اکثر علما و مشائخ اور شعرا و ادبا کے حوالے سے تعزیتی تحریریں رقم فرماتے ہیں۔ ہمارے پاس جو تحریریں روانہ فرمائیں ان کی تعداد بھی کثیر ہے، جو نگارشات ماہ نامہ اشرفیہ مبارک پور، بھارت میں شائع ہوئیں۔ ہم ذیل میں صرف عنوانات نوٹ کرتے ہیں۔ واضح رہے کہ یہ صرف 2020ء سے دسمبر 2021ء تک نقل کی گئی ہیں۔ ان سے پہلے جو تحریریں شائع ہوئی ہیں انھیں اس فہرست میں درج نہیں کیا گیا ہے۔

[1]-ختم نبوت کے تحفظ میں امام احمد رضا کا کردار
ماہ نامہ اشرفیہ مبارک پور، شعبان 1441ھ/اپریل 2020ء، ص:24 تا 26
[2]آہ! حضرت مولانا قاری عظیم نقش بندی۔
[3]-مشترکہ تعزیتی تحریر- حضرت سید وجاہت رسول قادری کراچی، مولانا مفتی عبد الرحمٰن محدث تلسی پوری، علامہ الحاج محمد محسن نظامی اور حضرت الحاج عبد الغفار المعروف بہ نوری بابا علیہم الرحمہ۔
[4]-آہ! حضرت پیر سید عظمت علی شاہ بخاری المعروف بہ چن جی حضور، سجادہ نشین خانقاہ نقش بندیہ مجددیہ حضرت کیلیانوالہ گوجرانوالہ
[5]- حضرت خواجہ پیر ابو الخیر محمد عبد اللہ جان محی الدین نقش بندی مجددی۔
[6]-آہ! معین العلما علامہ معین الحق علیمی نہ رہے۔
ماہ نامہ اشرفیہ شعبان 1441ھ/اپریل 2020ء ص:49 تا 52
[7] ماہ نامہ اشرفیہ کا اشاریہ اور جہانِ اشرفیہ کی ترتیب
[8] فکری و نظریاتی ہم آہنگی۔
[9] پیغامِ عید سعید
[10] ختم نبوت فورم کے ترجمان ماہ نامہ مجلہ الخاتم ﷺ کی اشاعت ثانیہ
ماہ نامہ اشرفیہ، شعبان 1441ھ/اپریل 2020ء، ص:55 تا 56
[11] الحقیقۃ کا تحفظ ختم نبوت نمبر (دو جلد)
ماہ نامہ اشرفیہ، رمضان 1441ھ/مئی 2020ء، ص:51 تا 52
[12] حضرت مولانا امام الدین قادری مصباحی علیہ الرحمہ
ماہ نامہ اشرفیہ، شوال 1441ھ/جون 2020ء، ص:23
[13] الخاتم ﷺ انٹرنیشنل کا اجرا
[14] حضور حافظ ملت کے فیضان کا ایک فرحت بخش جھونکا
ماہ نامہ اشرفیہ، رمضان 1441ھ/مئی 2020ء، ص:52
[15]- حضرت سید منور علی بخاری کے لیے دعاے صحت کی اپیل
[16] مرآۃ التصانیف کے مرتب کے لیے دعاے صحت کی اپیل۔
ماہ نامہ اشرفیہ، رمضان 1441ھ/مئی 2020ء، ص:55
[17] آہ فقیہ العصر مفتی معراج القادری علیہ الرحمہ۔
ماہ نامہ اشرفیہ، ذی قعدہ 1441ھ/جولائی 2020ء، ص:29 تا 30
[18] آہ! اہلِ سنت کا افتخار بھی نہ رہا-
ماہ نامہ اشرفیہ، ذی قعدہ 1441ھ/جولائی 2020ء، ص:51
[19] مسئلہ ختم نبوت اور امام احمد رضا-
ماہ نامہ اشرفیہ، ذی الحجہ 1441ھ/اگست 2020ء، ص:30 تا 32
[20] آہ! مولانا محفوظ الرحمٰن رضوی علیہ الرحمہ۔

ماہ نامہ اشرفیہ،ذی الحجہ1441ھ/اگست2020ء،ص:42 تا44

[21]آہ!تحریک لبیک کاامیرالمجاہدین بھی ہمیں روتا چھوڑ گیا۔

ماہ نامہ اشرفیہ صفر تا جمادی الاخری 1442ھ/ستمبر تا دسمبر 2020۔ص:76،75،74

[22]علامہ مولانا محفوظ الرحمٰن رضوی علیہ الرحمہ۔

[23]قافلۂ عشق ووفا کے ایک حدی خواں

ماہ نامہ اشرفیہ، رجب1942ھ/فروری2021ء،ص:50

[24]آہ!مولانا حافظ محمد عمر فاروق سعیدی بھی داغ مفارقت دے گئے،

ماہ نامہ اشرفیہ، رجب1442ھ/فروری2021،ص:51

[25]خلیفۂ راشد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مسئلہ ختم نبوت کے اولین محافظ۔

ماہ نامہ اشرفیہ شعبان1442ھ/مارچ2021ء،ص:29 تا31

[26]سہ ماہی المنتہیٰ کا قادیانیات پر آخری ضرب نمبر۔

ماہ نامہ اشرفیہ رمضان تا ذی قعدہ1442ھ/اپریل تا جون 2021۔ص:98تا99

(27)-وہ آ گیا جس کا انتظار تھا۔

(28)-جب بھی رابطہ ٹوٹتا ہے دل ٹوٹتا ہے۔

(29)-سہ ماہی مجلہ ”ذوق“اٹک

(30)-بہت خوب کمال فرمادیا آپ نے

[ماہ نامہ اشرفیہ، محرم1443ھ/اگست2021ء،ص:46-47]

[31]آہ سرزمینِ بلگرام کا آفتاب رشد وہدایت غروب ہوگیا۔

[ماہ نامہ اشرفیہ صفر1443ھ/ستمبر2021ء،ص؛53]

[32]حضرت سید ہمام قادری جیلانی کوکنی کے لیے دعاے صحت کی اپیل

[ماہ نامہ اشرفیہ صفر1443ھ/ستمبر2021ء،ص؛54]

[33]ناموس رسالت کے تحفظ میں مفتی ضیا احمد قادری کی قلم کاریاں

[ماہ نامہ اشرفیہ ربیع الاول 1443ھ/اکتوبر 2021ء، ص؛ 30 تا33، قسط اول/ماہ نامہ اشرفیہ ربیع الآخر1443ھ/نومبر2021ء، ص؛34 تا37، قسط دوم]

[34]آہ آسمانِ علم وقلم کا بدر کامل ہماری آنکھوں سے اوجھل ہوگیا۔

[ماہ نامہ اشرفیہ ربیع الاول1443ھ/اکتوبر2021ء،ص؛54]

[35]راجہ رشید محمود آسمانِ نعت کا ایک آفتاب۔

ماہ نامہ اشرفیہ ربیع الثانی1443ھ/نومبر2021ء،ص:50 تا51

[36]علامہ پیر سید احمد علی شاہ بخاری غور غشتوی۔

[ماہ نامہ اشرفیہ جمادی الاولیٰ1443ھ/دسمبر2021ء،ص:35،34]

سرِ دست ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ سفینہ چاہیے اس بحرِ بے کراں کے لیے

یہ ایک سچائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو زورِ قلم کے آغوش میں سوزِ جنوں بھی عطا کیا ہے، کسی بھی فرد میں اپنے مقصد کے حصول کے لیے جب جنونِ عشق ہو جاتا ہے تو اسے منزل مل ہی جاتی ہے۔ آپ کے جنون میں اخلاص و وفا کی سچائی ہے، سوزِ عشق کی یہ سچائی انسان کو حیاتِ جاودانی عطا فرما دیتی ہے، آپ کی رگوں میں اولادِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پاک لہو ہے، آپ کی عظمتوں کی داستان دلوں کی آنکھوں سے تلاوت کی جاتی ہے، آپ میں صرف شعور فکر کی بالیدگی نہیں بلکہ روحانی سوز و گداز بھی ہے اور علم کا پیرہن عرفان کی حرارت کے بغیر بے جان ہوتا ہے۔ آپ عابد و زاہد ہیں، دل کی پاکیزگی ملکوں ملکوں محسوس کی جا رہی ہے۔ سہ ماہی ”ذوق“ اٹک پنجاب نے آپ کی فکر و شخصیت پر نمبر شائع کیا تو مدیر اعلیٰ ورطۂ حیرت میں ڈوب گئے۔ ایک ہزار صفحات کا نمبر حیاتِ ظاہری میں آپ کی مقبولیت کی واضح نشانی ہے۔ اللّٰھم زد فزد۔

اب ہم اس احساس کے ساتھ قلم رکھتے ہیں کہ ہمارے بزرگ حضرت پیر سید صابر حسین شاہ بخاری قادری دامت برکاتہم العالیہ کی ایک عظیم شخصیت ہے اور آپ ان کی وسیع علمی، ادبی اور فکری خدمات ہیں۔ آپ نے صحافتی میدان میں نمایاں کارنامے انجام دیے ہیں، سرِ دست ہم مبارک بادیوں کے گل دستے نذر کرتے ہیں۔ دعا ہے مولا تعالیٰ آپ کو خوب خوب سرفراز فرمائے۔ آپ کی علمی، قلمی اور صحافتی خدمات کو جہاں در جہاں مقبول فرمائے۔ آمین یارب العالمین، بجاہ حبیبک سید المرسلین علیہ الصلاۃ والتسلیم ****

بنارس میں ماہ نامہ اشرفیہ حاصل کریں

الحاج ابرار احمد صاحب عزیزی

جنرل اسٹور متصل جامعہ ہاسپٹل، پیلی کوٹھی، بنارس (یوپی)

موبائل نمبر:9918865967

جسمانی معراجِ مصطفیٰ ﷺ

بزمِ دانش میں آپ ہر ماہ بدلتے حالات اور ابھرتے مسائل پر فکر و بصیرت سے لبریز نگارشات پڑھ رہے ہیں۔ ہم اربابِ قلم اور علمائے اسلام کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ دیے گئے موضوعات پر اپنی گراں قدر اور جامع تحریریں ارسال فرمائیں۔ غیر معیاری اور تاخیر سے موصول ہونے والی تحریروں کی اشاعت سے ہم قبل از وقت معذرت خواہ ہیں۔ از: مبارک حسین مصباحی

فروری 2023 کا عنوان	شبِ براءت، عبادات اور غریبوں کی غم گساری
مارچ 2023 کا عنوان	جامعہ اشرفیہ اور فرزندانِ اشرفیہ کی ذمہ داریاں

معراجِ نبی ﷺ اور پیغامِ معراج

از: ریاض فردوسی

سبق ملا ہے یہ معراجِ مصطفیٰ ﷺ سے مجھے
کہ عالم بشریت کی زد میں ہے گردوں
(ڈاکٹر اقبال)

پاک ہے وہ (اللہ) جو اپنے بندے کو ایک رات مسجدِ حرام سے دور کی اس مسجد تک لے گیا جس کے ماحول کو ہم نے برکت دی ہے تاکہ ہم اُسے اپنی کچھ نشانیاں دکھائیں، بلاشبہ وہ سب کچھ سننے والا، سب کچھ دیکھنے والا ہے (سورہ۔ بنی اسرائیل۔ آیت۔1) تمھارا ساتھی نہ ہی بھٹکا ہے اور نہ ہی بہکا ہے. (سورہ النجم۔ آیت۔2)

کامل بندگی کی منزل مردِ مومن کی وہ آرزو ہے جس کے حصول کے لیے وہ اپنی زِندگی کا ہر لمحہ حکمِ خدا کے تابع کرلیتا ہے، اِس لیے کہ وہ جانتا ہے کہ پروردگارِ عالم کی کامل بندگی اِیمان میں کامل ہوئے بغیر نہیں ملتی اور انسان اِیمان میں کامل اُس وقت ہوتا ہے جب وہ سراپا عشقِ اِلٰہی میں ڈوب جاتا ہے۔ جب بندگی اُس کے سر کا تاج ٹھہرتی ہے اور اُس کا دِل توحیدِ اِلٰہی کا مرکز بن جاتا ہے۔ بندگی دراصل رضائے الٰہی کے لیے خود کو قربان کرنے کا نام ہے۔ اسلامی تاریخ کا ساتواں مہینہ رجب المرجب ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ رجب ترجیب سے ماخوذ ہے۔ ترجیب کے معنی تعظیم کے ہیں۔ اہل عرب اس کو اللہ کا مہینہ کہتے تھے اور اس کی تعظیم بجالاتے تھے۔ عربی لغت میں "معراج" ایک وسیلہ ہے جس کی مدد سے بلندی کی طرف چڑھا جائے اسی لحاظ سے سیڑھی کو بھی "معراج" کہا جاتا ہے۔ (ابن منظور، لسان العرب، ج2، ص322)

یہ واقعات ہے جو اصطلاحاً "معراج" اور "اسراء" کے نام سے مشہور ہے۔ اکثر اور معتبر روایات کی رو سے یہ واقعہ ہجرت سے ایک سال پہلے پیش آیا۔ حدیث اور سیرت کی کتابوں میں اس واقعہ کی تفصیلات بکثرت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہیں جن کی تعداد 25 تک پہنچتی ہے۔ ان میں سے مفصل ترین روایت حضرت انس بن مالک، حضرت مالک بن صَعصَعہ، حضرت ابو ذر غفاری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہیں۔ ان کے علاوہ حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت ابو سعید خدری، حضرت حذیفہ بن یمان، حضرت عائشہ اور متعدّد دوسرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی اس کے بعض اجزا بیان کیے ہیں۔ قرآن مجید یہاں صرف مسجد حرام (یعنی بیت اللہ) سے مسجد اقصیٰ (یعنی بیت المقدس) تک حضور کے جانے کی تصریح کرتا ہے اور اس سفر کا مقصد یہ بتاتا ہے کہ اللہ تعالی اپنے سب سے مقرب بندے کو اپنی کچھ نشانیاں دکھانا چاہتا تھا. ابو جہل سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس دوڑا دوڑا آیا اور کہنے لگا: اے ابوبکر! تم نے سنا کہ

reyaz.firdausi@gmail.com

محمد (ﷺ) کیا کہتے ہیں۔ کیا یہ بات تسلیم کی جا سکتی ہے کہ رات کو وہ بیت المقدس گئے اور آسمانوں کا سفر طے کرکے آ بھی گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمانے لگے اگر میرے آقا (ﷺ) نے فرمایا تو ضرور سچ فرمایا ہے کیونکہ ان کی زبان پر جھوٹ نہیں آسکتا۔ میں اپنے نبی ﷺ کی سچائی پر ایمان لاتا ہوں۔ کفار بولے۔ ابوبکر تم کھلم کھلا ایسی خلاف عقل بات کیوں صحیح سمجھتے ہو؟

عاشق صادق نے جواب دیا: میں تو اس سے بھی زیادہ خلاف عقل بات پر یقین رکھتا ہوں (یعنی باری تعالیٰ پر) اسی دن سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دربار نبوت ﷺ سے صدیق کا لقب ملا۔

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”میں نے اپنے رب کو حسین صورت میں دیکھا پھر اس نے میرے دونوں کندھوں کے درمیان اپنا ید قدرت رکھا اس سے میں نے اپنے سینہ میں ٹھنڈک پائی اور زمین و آسمان کی ہر چیز کو جان لیا“۔ (مشکوٰۃ شریف۔ صفحہ۔28)

ایک موقع پر مزید ارشاد نبوی ﷺ ہے: ”میں نے اپنے رب کو اپنی آنکھ اور اپنے دل سے دیکھا“۔ (مسلم شریف)

ایک مقام پر یوں ارشاد فرمایا: ”میرے رب نے مجھ سے کلام فرمایا اور میں نے اپنے پروردگار کو اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا اور اس نے میری طرف وحی فرمائی“۔ (صاوی صفحہ:328)

حضرت امام رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ سرور دو عالم حضرت محمد ﷺ شب معراج آسمان بریں کے بلند کناروں پر پہنچے تو تجلی الٰہی متوجہ نمائش ہوئی۔ صاحب تفسیر روح البیان نے فرمایا کہ فاستوی کے معنی یہ ہیں کہ حضور سید عالم ﷺ نے افق اعلیٰ یعنی آسمانوں کے اوپر جلوہ فرمایا۔ اس مقام پر حضرت جبرئیل علیہ السلام رک گئے اور عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ (ﷺ)! ہم سب کے لیے ایک جگہ مقرر ہے۔ اب اگر میں ایک بال بھی آگے بڑھوں گا تو اللہ تعالیٰ کے انوار و تجلیات میرے پروں کو جلا کر رکھ دیں گے۔ یہ میرے مقام کی انتہا ہے۔ سبحان اللہ! حضور ﷺ کی رفعت و عظمت کا اندازہ لگایئے کہ جہاں شہباز سدرہ کے بازو تھک جائیں اور روح الامین کی حد ختم ہو جائے وہاں حضور صلی ﷺ کی پرواز شروع ہوتی ہے۔ اس موقع پر حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں، اے جبرائیل کوئی حاجت ہو تو بتاؤ۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی حضور (ﷺ) یہ مانگتا ہوں کہ قیامت کے دن پل صراط پر آپ کی امت کے لیے بازو پھیلا سکوں تاکہ حضور ﷺ کا ایک ایک غلام آسانی کے ساتھ پل صراط سے گزر جائے۔ (روح البیان، جلد خامس، صفحہ:221)

عیسائی پیشوا جو مسجد اقصیٰ کا بہت بڑا پادری تھا اس نے کہا میری عادت تھی کہ میں ہر روز رات کو سونے سے پہلے مسجد کے تمام دروازے بند کر دیا کرتا تھا۔ اس رات میں نے تمام دروازے بند کر دیے لیکن انتہائی کوشش کے باوجود ایک دروازہ بند نہ ہو سکا۔ میں نے اپنے کارندوں اور تمام حاضرین سے مدد لی۔ سب نے پورا زور لگایا مگر دروازہ نہ ہلا۔ بالآخر میں نے ترکھانوں کو بلایا تو انہوں نے اسے دیکھ کر کہا کہ اوپر کی عمارت نیچے آگئی ہے۔ اب رات میں کچھ نہیں ہو سکتا۔ صبح دیکھیں گے۔ لہذا ہم دروازے کے دونوں کواڑ کھلے چھوڑ کر واپس چلے گئے۔ صبح ہوتے ہی میں وہاں آیا تو دیکھا کہ دروازہ بالکل ٹھیک ہے۔ مسجد کے پتھر پر سوراخ ہے اور سواری کے جانور باندھنے کا نشان اس میں نظر آرہا ہے۔ یہ منظر دیکھ کر میں سمجھا کہ آج رات انتہائی کوشش کے باوجود دروازہ کا بند نہ ہونا اور پتھر میں سوراخ کا پایا جانا اس سوراخ میں جانور باندھنے کا نشان موجود ہونا حکمت سے خالی نہیں۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ آج رات اس دروازے کا کھلا رہنا صرف نبی معظم ﷺ کے لیے تھا یقیناً اس نبی معظم ﷺ نے ہماری اس مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھی۔ (تفسیر ابن کثیر، جلد3، ص64)

معراج نبی ﷺ اصل میں معراجِ بندگی ہے۔ عظمتوں اور رِفعتوں کے اُس سفر میں اللہ ربُّ العزّت نے اپنے محبوب بندے اور رسول کو اَن گنت انعامات و اعزازات سے نوازا۔ معراج اتنا بڑا واقعہ ہے کہ اُس میں آقائے دوجہاں حضور رحمتِ عالم ﷺ مقامِ قابَ قَوسَین پر فائز کیا گیا۔ قُرب اپنی اُس انتہا کو پہنچا کہ ہمیں اُس کا ادراک حاصل ہو سکتا ہے اور نہ شعور۔ فاصلے مٹتے چلے گئے، دُوریاں ختم ہوتی چلی گئیں، حجابات اُٹھتے چلے گئے لیکن اُس مقام پر پہنچ کر بھی بندہ بندہ ہی رہا۔ درجات کی اُس عظیم الشان بلندی پر جلوہ افروز ہو کر بھی عاجزی و انکساری کا پیرہن اُس رسولِ عظیم ﷺ کے لیے باعثِ اعزاز بنا رہا۔ کرۂ ارضی پر واپسی ہوئی تو سیاحِ لامکاں حضور رحمتِ عالم ﷺ کا بشری و تہذیبی وُجود سلامت تھا۔ تمام عبادات اور احکامات ایسے ہیں، جو اسی زمین پر اتارے گئے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے نماز کے لیے خصوصی معاملہ فرمایا کہ اپنے محبوب ﷺ کو اپنے پاس بلاکر عنایت فرمایا، اور نماز کے معاملے میں اپنے حبیب ﷺ کے بات بار بار مانی۔

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ: نبی کریم ﷺ پر معراج کی رات پچاس نمازیں فرض کی گئیں، پھر آپ ﷺ

کے بار بار کہنے پر کہ امت کمزور ہے، ان میں کمی کی گئی یہاں تک کہ پانچ نمازیں کردی گئیں پھر اللہ تعالی کی طرف سے ندا آئی کہ اے محمد ﷺ میرا فیصلہ تبدیل نہیں کیا جاتا، اور بے شک آپ اور آپ کی امت کے لیے ان پانچ نمازوں کے ساتھ پچاس نمازوں کا ثواب ہے۔

(مسند احمد، وبخاری:3623 و مفہوم حدیث پاک)

اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں: الصلاۃ معراج المؤمنین (نماز مومنین کی معراج ہے۔الحدیث) نماز تحفۂ معراج ہے۔ ایمان کے بعد شریعت کا پہلا حکم نماز ہے۔ حضور ﷺ پر اول بار جس وقت وحی اتری اور نبوت کریمہ ظاہر ہوئی اسی وقت حضور نے بہ تعلیم جبرئیل امین علیہ السلام نماز پڑھی اور اسی دن بہ تعلیم حضور اقدس حضرت ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پڑھی۔ دوسرے دن امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے حضور کے ساتھ نماز پڑھی کہ ابھی سورہ مزمل بھی نازل نہ ہوئی تھی۔ تو ایمان کے بعد پہلی شریعت نماز ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد2، صفحہ-108)

ہجرت مدینہ سے تقریباً ایک سال پہلے کے حالات اسلام قبول کرنے والوں کے لیے انتہائی پریشان کن اور اذیت ناک تھے۔ پہلے طائف کا غم و اندوہ سے لبریز اذیت ناک سفر، پتھر کھا کھا کر لہولہان جسم، پھر دولت مندوں کے طعن و تشنیع سن سن کر ٹکڑے ٹکڑے ہو چکے دل کے ساتھ خاموشی سے مکّہ کی جانب آتے ہوئے ہادی بحق ﷺ کے قدم مبارک، نگاہیں معظم آسمان کی طرف ہیں، پرنور آنکھیں اشک بار ہیں، اور زبان حق پر غم و اندوہ سے لبریز کلمات جاری ہیں، جیسے زبان نہیں دل رب قدیر سے محو گفتگو ہے، قرآن ناطق خاموشی سے اپنے رب کے حضور فریاد کر رہے ہیں۔

"معبود برحق میں اپنی کمزوری، بے سروسامانی کی تیرے سامنے فریاد کرتا ہوں، تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے، تو درماندہ اور عاجزوں کا مالک ہے، سارے کائنات کا اکیلا مالک ہے، اور میرا مالک بھی تو ہے، تو نے مجھے کن لوگوں کے سپرد کر دیا ہے۔ کن بے رحم لوگوں کے حوالے کر دیا ہے، اس دشمن کے جو مجھ پر قابو رکھتا ہے۔ اگر مجھ پر تیری ناراضگی نہیں ہے، تو مجھے اس کی پرواہ نہیں، لیکن اے میرے رب تیری رحمت میرے لیے زیادہ پناہ گاہ ہے۔"

اس کے بعد پھر دو رفیقوں کی جدائی کا غم، خود نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے عام الحزن (غم کا سال) کے الفاظ جاری ہوئے۔ اس سے قبل کون سی ذہنی و جسمانی اذیت تھی، جس کا ذائقہ رحمۃ اللعالمین ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نہ چکھا ہو، مگر زبان مبارک سے شکوہ اور شکایت کے کوئی الفاظ بھی ادا نہ ہوئے۔ آپ ﷺ پوری جان فشانی سے دعوت و تبلیغ کا کام مسلسل انجام دے رہے تھے، مگر اس میں خاطر خواہ کامیابی نہیں ہو رہی تھی۔ درمیان میں ظلم و ستم اور رکاوٹیں حائل تھیں۔ اس کے باوجود آپ ﷺ ہر ظلم و ستم کو خندہ پیشانی سے برداشت کر رہے تھے۔ لیکن دو رفیقوں کی جدائی کا غم کا سب سے عظیم اور مقدس انسان کامل کے لیے یہ المیہ دل خراش منظر سے کم نہ تھا۔ لیکن آقا ﷺ کہتے تو کس سے، اپنا غم بیان کرتے تو کس سے، ہر انسان کو رونے کے لیے ایک کندھا چاہیئے، لیکن سب کے غم کو سن کر خوشی میں تبدیل کرنے والے، مسیحا دوعالم ﷺ کے پاس انسانی شکل میں کوئی کندھا نہ تھا۔ صرف اور صرف ایک معبود، ایک الہ، اسی کی طرف بار بار دیکھتے تھیں۔ اسی سے شکوہ اور حال دل بیان کرتے۔ لیکن دل کے بہت سارے زخم محبوب کے دیدار سے ہی بھرتے ہیں۔ گفتگو وہ کام نہیں کرتی جو ایک دیدار کیا کرتا ہے۔

چنانچہ آپ ﷺ نے سفر کی تیاری شروع کی۔ اس موقع پر حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے آپ ﷺ کا سینہ مبارک چاک کیا اور دل کو دھویا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ میرے پاس ایک آنے والا آیا اور اس نے میرا سینہ چاک کیا۔ سینہ چاک کرنے کے بعد میرا دل نکالا پھر میرے پاس سونے کا ایک طشت لایا گیا جو ایمان و حکمت سے لبریز تھا۔ اس کے بعد میرے دل کو دھویا گیا پھر وہ ایمان و حکمت سے لبریز ہو گیا۔ اس قلب کو سینہ اقدس میں اس کی جگہ پر رکھ دیا گیا۔ (بخاری شریف جلد اول صفحہ:568)

دوسری مرتبہ شق صدر اس وقت پیش آیا جب آپ ﷺ معراج کے سفر کے لیے روانہ ہو رہے تھے حضرت ابن شہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث بیان کرتے تھے کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ میرے گھر کی چھت کھل گئی اور اس وقت میں مکہ میں تھا جبریلؑ اترے اور انہوں میرے سینہ کو کھولا اور اس کو آب زمزم سے دھویا۔ پھر ایک سونے کا طشت جو ایمان و حکمت سے بھرا ہوا تھا۔ اس کو میرے سینہ میں رکھ کر ڈھانک دیا۔ پھر میرے ہاتھ کو پکڑ کر آسمان کی طرف لے گئے۔ (بروایت مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف جلد دوم صفحہ-513)

یہ ایک طویل حدیث ہے جس میں سفر معراج کے بہت سے مقام ومناظر بیان کیے گئے ہیں۔ آپ ﷺ کے ساتھ دو بار شق صدر کا عظیم واقعہ پیش آیا۔ اس آپریشن میں نہ کسی طرح کے آلات کا استعمال کیا گیا نہ اس وقت آپ کو کسی طرح کی تکلیف ہوئی گویا یہ آپریشن معجزہ کے طور پر انجام دیا گیا۔ شق صدر کا دوسرا پہلو انسان کو آپریشن کا علم اور تربیت کی طرف اشارہ کرنا تھا۔ آنے

والے ترقی یافتہ دور میں ممکن ہے، میڈیکل سائنس بھی اتنی ترقی کر جائے کہ مشکل ترین آپریشن چٹکی بجا کر انجام دے دی جائے۔

نہ کسی سائنسی آلات کا استعمال ہو، نہ آپریشن کے بعد زخم کے نشانات باقی رہے۔ جیسا جدید میڈیکل سائنس نے شعاع کے ذریعہ بغیر آپریشن کے گردہ کا پتھر اور دیگر امراض کا علاج کرنے کی کوشش کی ہے اور بہت حد تک کامیاب بھی ہے۔ ماہرین علاج معالجہ کے تفتیش و تحقیق کا روں کا سفر اجاری ہے، چنانچہ آنے والے ہر ماہ و سال نئے نئے ٹکنالوجی کے ذریعہ آسان طریقہ علاج کا تعارف کراتے رہتے ہیں۔

آبِ زم زم سے قلب اطہر ﷺ کو دھونے کا یہ مطلب ہے کہ جس سفر پر آپ ﷺ روانہ ہو رہے ہیں، وہاں کی فضا انسانی جسم کے لیے ناقابل برداشت ہے، اس لیے وہاں کی سختی کو برداشت کرنے، سفر کی سختی سے آپ ﷺ محفوظ رہے اس کے لیے زم زم جیسے عظیم پانی کا استعمال کیا گیا۔ پہلی بار شق صدر اس لیے تھا کہ آپ ﷺ بار رسالت کو مستعدی سے ادا کرنے کے لیے تیار رہے اور وحی کی سختی کو آپ ﷺ کا انسانی جسم برداشت کر جائے۔

عظیم ترین تاریخی واقعہء معراج انسانی ارادہ، کاوشوں، کارناموں اور ترقیات کا رُخ متعیّن کرتا ہے، تاکہ انسان بھول بھلیوں سے نکل کر ہمہ وقت اپنے مقصد حیات کو پیش نظر رکھے۔ علامہ شبلی نعمانی کے مطابق صرف سورہ بنی اسرائیل کی ابتدائی آیت ہی واقعہء اسراء یا معراج کے متعلق نہیں، بلکہ پوری سورہ اسی واقعہ کے گرد گھومتی ہے اور معراج کے فلسفہ و مقاصد کو واضح کرتی ہے۔ (بحوالہ سیرت النبی ﷺ جلد سوم صفحہ۔252)

معراج کا پیغام!

(1) شرک نہ کرو (2) والدین کی عزت اور اطاعت کرو (3) حق داروں کا حق ادا کرو (4) اسراف، افراط و تفریط سے پرہیز کر کے میانہ روی اختیار کرو (5) اپنی اولاد کو قتل نہ کرو (6) زنا کے قریب نہ جائو (7) کسی کو ناحق قتل نہ کرو (8) یتیم سے بہتر سلوک کرو (9) عہد کی پاس داری کرو (1) ناپ تول اور وزن کرنے میں عدل کرو (11) نامعلوم بات کی پیروی نہ کرو، یعنی جہالت سے دور رہو (12) غرور اور تکبر سے اجتناب کرو۔ (سورۃ۔ بنی اسرائیل آیت 32 تا 37)

معراج دراصل ظہور نبوت ہے، اس واقعہ سے اہل ایمان کا ایمان مکمل ہوتا ہے، وہ واقعہ معراج پر ایمان لا کر اپنا اپنا ایمان کو کامل کرے۔ اگر مان لیا جائے کہ آپ ﷺ انسان نہیں ہیں اور اللہ کے وجود کا ہی حصہ ہے، یعنی باذات خود انسان کی شکل میں (نعوذ باللہ) اللہ ہی ہیں۔ تب معاذ اللہ صد بار معاذ اللہ آپ ﷺ کا کوئی کمال بھی بڑا کمال نہیں ہے، (استغفر اللہ) کوئی معجزہ بڑا معجزہ نہیں (استغفر اللہ) اس لیے اللہ تو قادر مطلق ہے، آقا مدنی ﷺ کا کمال اس میں ہے کہ وہ بشر ہیں اور افضل البشر ہیں، طائف کی گلیوں میں خون آلود ہو کر امت کے لیے بد دعا نہ کرے۔ ابولہب کی بے انتہا کینہ پروری کے باوجود اس ظالم کے لیے کوئی ایسا جملہ زبان مبارک سے ادا نہ کرے کہ ظالم کی پکڑ ہو جائے، کمال تو یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم عشا بعد بھی گھر میں موجود ہو دین سیکھنے اور اصلاح کے لیے یا کسی اور کام کے لیے، لیکن خلق عظیم کے لا انتہا مقام پر فائز رسول اکرم ﷺ خندہ پیشانی سے ان کا استقبال ہی کریں، حتیٰ کہ اللہ ہی صاف لفظوں میں کہ دے زیادہ دیر یہاں نہ بیٹھا کرو۔ یہ رسول اللہ ﷺ کا اپنے گھر والوں کا وقت ہوتا ہے۔ ان کے بھی فرائض ان پر ہیں،

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! نبی ﷺ کے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو مگر جب کہ تمھیں کھانے کے لیے اجازت دی جائے اس حال میں کہ تم اس کے تیار ہونے کا انتظار کرنے والے نہ ہو لیکن جب تمھیں بلایا جائے تو اندر آجاؤ، پھر جب تم کھانا کھا چکو تو منتشر ہو جاؤ اور باتوں میں دل لگانے والے نہ بنو، یقیناً یہ بات نبی ﷺ کو اذیت دیتی ہے پھر وہ تم سے شرم کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ حق بات کہنے سے نہیں شرماتا اور جب تم اُن سے کوئی سامان مانگو تو اُن سے پردے کے پیچھے سے مانگو، یہ تمھارے اور اُن کے دلوں کے لیے پاکیزہ تر ہے اور تمھارے لیے جائز نہیں کہ تم اللہ کے رسول ﷺ کو اذیت دو اور نہ ہی یہ جائز ہے کہ اُس کے بعد اُن کی بیویوں سے کبھی نکاح کرو، یقیناً یہ ہمیشہ سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑی بات ہے۔ (سورہ۔ الاحزاب۔ آیت۔ 53)

یہ آیت مبارکہ اس وقت نازل ہوئیں جب حضور اقدس (ﷺ) نے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ نکاح کے موقع پر ولیمے کا اہتمام فرمایا، اس وقت کچھ حضرات کھانے کے وقت سے کافی پہلے آبیٹھے جب کہ ابھی کھانا تیار نہیں ہوا تھا، اور کچھ حضرات کھانے کے بعد دیر تک آپ ﷺ کے مکان مبارک میں بیٹھے باتیں کرتے رہے، آپ (ﷺ) کی حیات طیبہ کا ایک ایک لمحہ قیمتی تھا، اور ان حضرات کے دیر تک بیٹھے رہنے کی وجہ سے آپ ﷺ کو ان کے ساتھ مشغول رہنا پڑا، جس سے آپ ﷺ کو تکلیف ہوئی، حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ولیمے کے روز یہ حرکت اذیت رسانی کی حد سے گزر گئی۔ حضور ﷺ کے خادم خاص حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رات کے وقت ولیمے کی دعوت تھی۔ عام لوگ تو کھانے سے فارغ ہو کر رخصت ہو گئے، مگر دو تین حضرات بیٹھ کر باتیں کرنے میں لگ گئے۔ تنگ آکر حضور ﷺ اٹھے اور ازواج مطہرات کے ہاں ایک ایک بار تشریف لے گئے۔ واپس

تشریف لائے تو دیکھا کہ وہ حضرات بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ ﷺ پھر پلٹ گئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے میں جا بیٹھے۔ اچھی خاصی رات گزر جانے پر جب آپ کو معلوم ہوا کہ وہ چلے گئے ہیں تب آپ ﷺ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان میں تشریف لائے۔ اس کے بعد ناگزیر ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ خود ان بری عادات پر لوگوں کو متنبہ فرمائے۔ لیکن آپ ﷺ اپنے اخلاق کریمانہ کی وجہ سے اس کو برداشت کرتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے مطابق یہ آیات اسی موقع پر نازل ہوئی تھیں۔(مسلم۔نسائی۔ابن جریر)

آپ ﷺ کا کوئی ثانی نہیں ہے، کوئی ہم سر نہیں ہے، اور یہ سب اللہ کی عطا کردہ نعمت غیر مترکدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ بنی اسرائیل میں اپنی ذات کے لیے سبحان کا ذکر فرمایا ہے، اگر یہ سارا واقعہ خواب میں پیش آیا ہے تو سبحان کہنے کی کیا ضرورت ہے۔ ایسا خواب تو ابراہیم علیہ السلام کو بھی دکھایا جا چکا ہے۔

پھر خلیل اللہ علیہ السلام اور محمد رسول اللہ ﷺ کے درمیان اس معاملے میں کوئی فرق ہی نہیں۔(معاذ اللہ) سبحان تو یہ ہے کہ اپنے بندے کو سیر کرائے اور زنجیر بھی ہلتی رہے۔ عبد اور معبود میں گفتگو ہو، جتنا بولنے کا حکم ہوا اتنا ہی عاشق صادق اپنی زبان اقدس ﷺ سے بیان کرے۔ باقی معاملوں سے غیروں کو کیا سروکار، کس کی مجال جو تحقیق کر سکے۔ اس آیات میں عبد کا ذکر بھی ہے، اگر معاذ اللہ نبی برحق ﷺ اللہ ہی کے وجود کا ہی ایک حصہ ہے۔(توبہ استغفر اللہ) تو اللہ نے خود کو اسراء اور معراج کیوں کرائی؟ پہلے کی امتوں نے اپنے انبیاء اور رسل کو اللہ کا درجہ دے کر ان کی عبادت شروع کر دی۔ اس امت میں بھی کافی عرصے سے اس طرف یہودیوں کی جانب سے اقدامات کیے جا رہے ہیں کہ نبی آخر الزماں ﷺ بھی اللہ ہی کی ایک شکل ہیں۔(معاذ اللہ) دراصل ان کا مقصد آپ ﷺ کی اتباع سے دور کرنا ہے۔ جس اہل تشیع حضرت علی کرم اللہ سے محبت تو کرتے ہیں، لیکن ان کی اتباع نہیں کرتے، کیوں کہ ان کے ایک فرقہ نصیریہ کے نزدیک علی کرم اللہ وجہہ معاذ اللہ خدا ہی ہیں۔(توبہ صد بار توبہ) ہمیں اس فتنہ کو سمجھنا ہے۔ سب سے بڑا المیہ ہے کہ ایک مسلک نے عشق رسول ﷺ کا ٹھیکہ لے لیا ہے۔ اب وہ فیصلہ کریں گے کون عاشق ہے اور کون گستاخ۔ عاشقی کی تڑپ کس کے دل میں کتنی موجود ہے یہ فیصلہ معشوق ہی کر سکتا ہے۔ مدینہ شریف سے ہزاروں میل دور بغداد میں ایک عاشق کو خواب دکھا کر اس سے کام لیا۔ اگر یہ واقعہ نہ ہوتا تو دنیا جان پاتی کہ ایک سلطان بھی اللہ کے رسول ﷺ کا اتنا بڑا عاشق صادق ہو سکتا ہے۔ یہ سلطان نور الدین جنگی تھے۔ مدینہ منورہ میں تمام جانثاران کے موجود ہوتے ہوئے بھی زبان مبارک ﷺ سے یہ جملہ ادا ہوا کہ مجھے یمن سے محبت کی خشبو آتی ہے۔ نعوذ باللہ اس سے کیا عشرہ مبشرہؓ یا سیدنا بلالؓ کے مقام اور مرتبے میں کوئی کمی واقع ہوگی۔(استغفر اللہ) نہیں۔ آحضور ﷺ سے عشق کی راہ بہت نازک ہے۔ مقام و مرتبہ اگر کم کیا تو منافق، اور اگر بڑھایا تو شرک۔ بہت ہی دشوار گزار معاملہ ہے۔ بنا اللہ کی توفیق سے اس راہ سے نکلنا ناممکن ہے۔ یہودیوں کی مکارانہ فریب ہے کہ کسی طرح ہادی برحق ﷺ کو اللہ ثابت کر دیا جائے، اور امت مرحومہ کو عمل سے دور کر دیا جائے۔ لیکن جب تک اللہ کے کچھ نیک بندے زندہ ہیں انشاء اللہ یہ ناممکن ہے۔ آمین۔

اور وہ اپنی خواہش سے بات نہیں کہتا۔ وہ صرف ایک وحی ہے جو نازل کی جاتی ہے۔(سورہ النجم۔ آیت۔3.4)

تمام کہکشائیں، جھرمٹ، ستارے، سیارے، سیارچے اور شہابیے وغیرہ کائنات کی اسی زمانی چادر پر منحصر ہیں اور قدرت کی جانب سے عائد کردہ پابندیوں کے تابع ہیں۔ حضور اکرم ﷺ زمان و مکان کی کائناتی چادر کے ایک نقطے پر سے دوسری زمانی و مکانی چادر پر پہنچے اور معراج کے مشاہدات کے بعد (خواہ اس کی مدت کتنی ہی طویل کیوں نہ رہی ہو) آنحضرت ﷺ زمان و مکان کی کائناتی چادر کے بالکل اسی نقطے پر واپس پہنچ گئے جہاں آپ ﷺ معراج سے قبل تھے۔ اور یہ وہی نقطہ تھا جب آنحضرت ﷺ کو دروازے کی کنڈی اسی طرح ہلتی ہوئی ملی جیسی کہ وہ چھوڑ کر گئے تھے۔ گویا کہ نہ آپ روشنی کے رفتار سے گئے، نہ کوئی اور سائنسی رفتار سے۔ آپ ﷺ کے لیے اللہ نے تمام اوقات کو، ٹائم ٹیبل کو روک دیا اور اس کائنات کی ٹائم ٹیبل سے الگ ایک نیا نظام الاوقات پیدا کیا۔ اس اوقات میں آپ نے سفر کیا اور تمام مشاہدات کا بھرپور نظارہ کیا پھر لوٹ آئیں۔ واقعہ معراج پر اعتراضات کی وجہ ایک یہ بھی ہی مخالفین کے دماغوں میں یہ شک پیدا ہوتا ہے اور وہ یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ معراج خواب میں ہوئی اور یہ کہ حضور ﷺ غنودگی کی حالت میں تھے اور پھر آنکھ لگ گئی اور یہ تمام واقعات عالم رؤیا میں آپ ﷺ نے دیکھے یا روحانی سفر در پیش تھا۔ جسم کے ساتھ اتنے زیادہ فاصلوں کو لمحوں میں طے کرنا ان کی سمجھ سے باہر ہے۔ اسرا کے معنی خواب کے نہیں جسمانی طور پر ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کے لیے ہیں۔ دور جدید میں فضائی سفر کی تمام تر مشکلات کے باوجود آخر کار انسان علم کی قوت سے اس پر

دسترس حاصل کرچکا ہے اور سوائے زمانے کی مشکل کے باقی تمام مشکلات حل ہوچکی ہیں اور زمانے والی مشکل بھی بہت دور کے سفر سے مربوط ہے۔اس میں شک نہیں کہ مسئلہ معراج عمومی اور معمولی پہلو نہیں رکھتا بلکہ یہ اللہ کی لامتناہی قدرت وطاقت کے ذریعے ممکن ہوا اور انبیا علیہم السلام کے تمام معجزات اسی قسم کے تھے جب انسان یہ طاقت رکھتا ہے کہ سائنسی ترقی کی بنیاد پر ایسی چیزیں بنالے کہ جو زمینی مرکز ثقل سے باہر نکل سکتی ہیں، ایسی چیزیں تیار کرلے کہ فضائے زمین سے باہر کی ہولناک شعاعیں ان پر اثر نہ کرسکیں اور مشق کے ذریعے بے وزنی کی کیفیت میں رہنے کی عادت پیدا کرلے۔یعنی جب انسان اپنی محدود قوت کے ذریعے یہ کام کرسکتا ہے تو پھر کیا اللہ اپنی لامحدود طاقت کے ذریعے یہ کام نہیں کرسکتا؟

براق،برق سے نکلا ہے،جس کے معنی بجلی ہیں،جس کی رفتار 186000میل فی سیکنڈ ہے۔اگر کوئی آدمی وقت کے گھوڑے پر سوار ہوجائے تو وقت اس کے لیے ٹھہر جاتا ہے یعنی اگر آپ 186000 میل فی سیکنڈ کی رفتار سے چلیں تو وقت رک جاتا ہے کیونکہ وقت کی رفتار بھی یہی ہے۔وقت گر جائے گا۔کیونکہ وقت اور فاصلہ مادے کی چوتھی جہت ہے،اس لیے جو شخص اس چوتھی جہت پر قابو پالیتا ہے کائنات اس کے لیے ایک نقطہ بن جاتی ہے۔وقت رک جاتا ہے کیونکہ جس رفتار سے وقت چل رہا ہے وہ آدمی بھی اسی رفتار سے چل رہا ہے۔حالانکہ وہ آدمی اپنے آپ کو چلتا ہوا محسوس کرے گا لیکن کائنات اس کے لیے وہیں تھم جاتی ہے جب اس نے وقت اور فاصلے کو اپنے قابو میں کر لیا ہو۔اس کے لیے چاہے سینکڑوں برس اس حالت میں گزر جائیں لیکن وقت رکا رہے گا اور جوں ہی وہ وقت کے گھوڑے سے اترے گا وقت کی گھڑی پھر سے ٹک ٹک شروع کردے گی،وہ آدمی چاہے پوری کائنات کی سیر کرکے آجائے،بستر گرم ہوگا،کنڈی ہل رہی ہوگی اور پانی چل رہا ہوگا۔

بجلی کا ایک بلب ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل کے فاصلے پر رکھ دیں۔سوئچ دبائیں تو ایک سیکنڈ میں وہ بلب جلنے لگے گا۔یہ برقی رو کی تیز رفتاری ہے اور پھر ہوا کی تیز رفتاری بھی اس کی ایک مثال ہوسکتی ہے۔اب معراج شریف میں چاہے ہزار برس صرف ہوگئے ہوں یا ایک لاکھ برس،وقت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ورنہ یہ شبہ اور اشکال پیش آسکتا ہے کہ اتنی طویل وعظیم مسافت ایک رات میں کیسے طے ہوگئی۔

اور ہمارا حکم ایک ہی بار پلک جھپکنے کی طرح ہوتا ہے۔

(سورہ القمر،آیت۔50)

سورۃ النجم کی آیات 13 سے 18 میں وضاحت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے (اس موقع پر) بڑی بڑی نشانیاں ملاحظہ فرمائیں،

”اسے (یعنی فرشتے کو) تو ایک مرتبہ اور بھی دیکھا تھا سِدرۃِ المنتھٰی (یعنی بیر کے درخت) کے پاس،اسی کے پاس جنت الماویٰ ہے جبکہ سِدرہ (بیر کے درخت) کو چھپائے لیتی تھی وہ چیز جو چھارہی تھی، نہ تو نگاہ بہکی نہ حد سے بڑھی، یقیناً اُس نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیوں میں سے بعض نشانیاں دیکھ لیں۔“ یہ واقعہ احادیث متواترہ سے ثابت ہے یعنی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم، تابعین اور تبع تابعین کی ایک بڑی تعداد سے معراج کے واقعہ سے متعلق احادیث مروی ہیں۔قرآن کریم اور احادیث متواترہ سے ثابت ہے کہ اسرا و معراج کا تمام سفر صرف روحانی نہیں بلکہ جسمانی تھا یعنی نبی اکرم ﷺ کا یہ سفر کوئی خواب نہیں تھا بلکہ ایک جسمانی سفر اور عینی مشاہدہ تھا۔یہ ایک معجزہ تھا کہ مختلف مراحل سے گزر کر اتنا بڑا سفر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے صرف رات کے ایک حصہ میں مکمل کردیا۔اللہ تعالیٰ جو اس پوری کائنات کا پیدا کرنے والا ہے، اس کے لیے کوئی بھی کام مشکل نہیں، معراج کا واقعہ پوری انسانی تاریخ کا ایک ایسا عظیم، مبارک اور بے نظیر معجزہ ہے جس کی مثال تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے۔خالق کائنات نے اپنے محبوب ﷺ کو دعوت دے کر اپنا مہمان بنانے کا وہ شرف عظیم عطا فرمایا جو نہ کسی انسان کو کبھی حاصل ہوا ہے اور نہ کسی مقرب ترین فرشتے کو۔معراج معجزاتِ آخری رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔یہ وہ خلاف قدرت واقعہ ہے جس نے تسخیرِ کائنات کے بند دروازوں کو کھولنے کی اِبتداء کی ہے۔اِنسان نے آگے چل کر تحقیق و جستجو کے بند راہوں پر چلنے کی ہمت کی اور خلاء میں پیچیدہ راستوں کی تلاش کا فریضہ سرانجام دیا۔قادر مطلق رات کے مختصر سے وقفے میں رحمتِ عالم ﷺ کو مسجدِ حرام سے نہ صرف مسجد اقصیٰ تک بلکہ جملہ کائنات کی بے اَنتہا وُسعتوں کے اُس پار ”قَابَ قوسین“ اور ”اَوْ اَدْنیٰ“ کے مقاماتِ بلندی تک لے گیا اور آپ وہاں قیام کے بعد زمینی ساعت میں اِس زمین پر دوبارہ جلوہ اَفروز بھی ہوگئے۔ہمارے نبی ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے خود ارشاد فرمایا کہ میں بشر ہوں اور کتاب اللہ بھی اس بات کی گواہی پیش کررہا ہے، یہ حق ہے لیکن کوئی اہل ایمان اپنی زبان سے یہ کہے کہ (معاذ اللہ صد بار معاذ اللہ) ہماری طرح بشر ہیں یہ باطل ہے۔

(مزید حوالہ جات۔تفسیر کبیر۔کاملین، تفسیر ابن کثیر، فیوض الرحمٰن، تفہیم القرآن، اور دیگر مضامین سے)

****

معراج، جسمانی یا روحانی؟

مولانا محمد عابد چشتی

اللہ رب العزت نے اپنے حبیب، صاحب لولاک ﷺ کی عزت افزائی اور انسانی رفعتوں کی آخری حد پر آپ کی عظمت کے اظہار کے لیے آپ کو اپنی بارگاہ میں حاضری کا شرف بخشا، نتیجہ میں "معراج" جیسا کائنات کا محیر العقول واقعہ رونما ہوا، جس کی تفصیلات سن کر انسانی عقلیں آج بھی ورطہ حیرت میں ہیں کہ آخر ایک پیکر جسدی فضاؤں کا سینہ چیر کر، کہکشاؤں کی دلکش انجم سے گذرتے ہوئے، آسمانوں سے پرے لامکاں کی اس سرحد تک کیسے پہنچ گیا جہاں کسی پیکر خاکی تو کجا نوری مخلوق کے گذرنے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا ہے۔ مگر جہاں عقل و خرد اپنی مادی صلاحیتوں کے ساتھ سفر معراج کی توضیح وتشریح کرنے سے عاجز و درماندہ نظر آتی ہے اور پس و پیش کے مرحلے سے گذرتے ہوئے انکار تک پہنچ جاتی ہے، وہیں ایک بندۂ مومن اپنے خدا کی قدرت کے اس عظیم واقعے پر بے چون وچرا سر تسلیم خم کر دیتا ہے، اس لیے کہ وہ جانتا ہے اور یہی اس کا ایمان ہے کہ ایک امر کن سے کائنات کی حسین ترین بزم کو منصہ شہود پر لانے والی ذات کے لیے اپنے "بندے" کو جسمانی وجود کے ساتھ لامکاں تک لے جانا، یہ ایک انسان کی مادی نظر میں تو حیرت انگیز ہو سکتا ہے مگر قادر مطلق کی عظیم قدرت کے پس منظر میں، اس میں حیرت واستعجاب کے لیے کوئی گنجائش نہیں ہے۔

سفر معراج: اللہ کے نبی ﷺ کے سفر معراج کو علمائے محققین نے تین مرحلوں میں تقسیم کیا ہے: پہلا مرحلہ حرم مقدس سے بیت المقدس تک، دوسرا مرحلہ بیت المقدس سے سدرۃ المنتہیٰ تک، جب کہ تیسرا مرحلہ سدرۃ المنتہیٰ سے لامکاں کی پنہائیوں تک جاتا ہے، جہاں ہر طرف لاہوتی انوار و تجلیات کی موجیں تھیں، خداے وحدہ لاشریک کی ذات پورے جاہ و جلال اور صفات کمالیہ کے ساتھ جلوہ افروز تھی، عنایات ربانی کے سایہ میں محبوب مکرم کے قدم بڑھتے گئے، اور قربت حق کا وہ مقام آیا جسے خود قرآن نے "قاب قوسین او ادنیٰ" سے تعبیر کیا ہے۔

پہلا مرحلہ: سفر معراج کا پہلا مرحلہ حرم کعبہ سے شروع ہوا روایات کے مطابق آپ حضرت ام ہانی کے گھر محو استراحت تھے کہ مکین سدرہ حضرت جبرئیل امین رب کی جانب سے ملاقات کا پیام لے کر حاضر ہوئے، اپنی نورانی پتلیوں کو مبارک تلووں سے مس کر کے حبیب مکرم ﷺ کو بیدار کیا، اور یہ روح پرور مژدہ سنایا کہ خداے قدوس آپ کو اپنی بارگاہ خاص میں بلا کر اپنے دیدار کی لازوال نعمت سے سرفراز فرمانا چاہتا ہے۔ حرم کعبہ میں روانگی سے پہلے نبی اکرم ﷺ کا سینہ اقدس چاک کیا گیا اور تجلیات کے نوری طشت اس میں انڈیل دیے گئے، پھر جنت کی تیز رفتار سواری "براق" پر سوار کر کے نوری پیکروں کے جھرمٹ میں آپ کو بیت المقدس لایا گیا، جہاں تمام انبیاے کرام دست بستہ آپ کی آمد کے منتظر، راہ میں پلکیں بچھائے کھڑے تھے، آپ کی سواری بیت المقدس پہنچی تو تحسین و مرحبا کے نغموں سے پوری فضا گونج اٹھی، انبیاے کرام نے نماز کے لیے صف بندی کی اور امامت کا شرف آپ کے حصے میں آیا، چشم فلک پہلی اور آخری بار یہ دل افروز منظر دیکھ رہی تھی کہ انبیاے سابقین کی پوری جماعت حبیب کبریا کی اقتدا میں اپنے رب کے حضور سجود نیاز پیش کر رہی ہے، اور یوں تمام انبیا پر آپ کی فضیلت کے خدائی اظہار پر سفر معراج کا پہلا مرحلہ مکمل ہو گیا جس کا بیان قرآن کریم نے اپنے معجزاتی اسلوب میں سورہ اسرا کے اندر کیا ہے جو دل آویزی اور شیفتگی کا ایسا پہلو لیے ہوئے ہے جس سے قاری کا دل اپنے نبی سے جڑی نسبت غلامی کا احساس کر کے فخر سے ہم آمیز ہو جاتا ہے، چناں چہ ارشاد ربانی ہے:

"سُبْحٰنَ الَّذِیْۤ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ"

ترجمہ: پاک ہے وہ ذات جو لے گئی اپنے بندے کو رات کے تھوڑے سے حصے میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے ارد گرد ہم نے برکت رکھی تاکہ انہیں اپنی تعجب خیز نشانیاں دکھائیں۔

خداے قدیر نے اپنے حبیب کی عظمت و شوکت کو معراج کے تناظر میں بیان کرنے کے لیے قرآن کے اعجازی لب ولہجہ میں نسبت "عبدی" کا جو سادہ سارنگ بھرا ہے، اثر آفرینی میں القابات کا ایک رنگین جہاں بھی اس کی ہمسری نہیں کر سکتا، ایسا لگتا ہے کہ اسی نسبت پر آکر عروج وارتقا کے سارے مفاہیم سربسجود ہو گئے ہوں، جس کی بلندی سے جھانکنے پر عروج کی ہر منزل پست دکھائی دیتی ہے، معراج کی رات اسی نسبت کو حبیب مکرم ﷺ کی عظمت کا جھومر بنا کر قرآن کے پاکیزہ صفحات پر آویزاں کر دیا گیا جو قیامت تک آنے والی نسلوں کو بارگاہ خداوندی میں آپ کی قربت کا سراغ دیتا رہے گا۔

دوسرا مرحلہ: بیت المقدس کی فضا میں مصطفوی انوار و تجلیات تحلیل ہوئے تو پورا خطہ بقعہ نور بن گیا، در و دیوار جمال مصطفیٰ سے دمکنے لگے اور نعلین پاک کا بوسہ لے کر ذرہ ذرہ کیف آگیں ہو گیا۔ یہاں سے معراج کا

دوسرا مرحلہ شروع ہوا جس میں آسمانوں کی پر اسرار دنیا کی طرف جنت کی سواری پوری برق رفتاری سے پرواز کرگئی اور چشم زدن میں پہلے آسمان پر پہنچ گئی۔ حضرت جبرئیل امین آگے بڑھے اور آسمان اول پر مامور فرشتے سے آسمان کا دروازہ کھولنے کے لیے کہا، اس کے بعد کیا ہوا، خود صاحب لولاک کی مبارک زبان سے یہ دل آویز روداد ملاحظہ فرمائیے:

فانطلق بی ، حتیٰ اتی السماء الدینا فاستفتح ، قیل من ھٰذا ؟ قال : جبرئیل ، و من معك ؟ قال : محمد ، قیل : قد ارسل الیه ؟ قال : نعم ، قیل : مرحبابه فنعم المجئی جاء.(الحدیث)

جبرئیل امیں مجھے لے کر چلے اور جب آسمان دنیا پر آئے تو دروازہ کھٹکھٹایا، آواز آئی کون ؟ جبرئیل امیں نے جواب دیا: جبرئیل۔ پھر کہا گیا: آپ کے ساتھ کون ہے ؟ انھوں نے کہا: محمد ﷺ۔ پھر پوچھا گیا: کیا انہیں بلایا گیا ہے ؟ جبرئیل نے کہا: ہاں! آواز آئی: خوش آمدید، کتنا اچھا آنے والا آیا ہے۔

ہر آسمان پر فرشتوں نے آپ کی آمد پر مسرت و شادمانی کے شادیانے بجائے اور آپ آسمانوں کے مختلف طبقات میں موجود انبیاے سابقین سے ملاقات اور ان سے حکمت و نور کی باتیں فرماتے ہوئے سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچ گئے جسے عالم امکاں کی آخری سرحد کہا جاتا ہے، یہ وہ مقام ہے جہاں سے یک سرمو آگے جانے کے لیے قدسیان فلک کے بازو بھی جواب دے دیتے ہیں۔ یہاں محبوب دوعالم نے قدم رنجاں فرمائے تو عبادت الٰہی اور فرامین خداوندی کی تکمیل وتعمیل میں لگے فرشتوں کی نورانی جماعت نے بارگاہ خداوندی میں یہ عرضی پیش کی کہ:

کریما! ہماری ناصبور نگاہوں کو بھی اس پیکر نوری کے جلووں کے بے حجاب مشاہدے کا ایک موقع ضرور دیا جائے، جن کے قدموں کے صدقے ان کے وجود کو نورانی قالب عطا کیا گیا۔

اللہ رب العزت کی طرف سے اجازت ملی تو سارے فرشتے درخت سدرہ پر آکر بیٹھ گئے اور اپنے نورانی وجود سے پورے درخت سدرہ کو ڈھانپ لیا۔ سدرہ پر رسول اکرم ﷺ کی سواری ٹھہری تو فرشتوں نے دل کھول کر حضور کے تابناک جلووں کا نظارہ کیا اور اپنی نورانی پتلیوں میں حبیب کبریا کے نقش سراپا کو ہمیشہ کے لیے سجو کر رکھ لیا۔

تیسرا مرحلہ: ابھی فرشتوں کی معصوم نگاہیں مچل مچل کے دہلیز حسن کے بوسے لے ہی رہی تھیں کہ حبیب اکرم ﷺ کے قدم عالم امکاں کی حدوں سے گذر کر لامکاں کی وادیوں میں داخل ہو گئے، کچھ وحشت سی محسوس ہوئی تو "ادن منی یا محمد!" کی دل نواز خدائی آواز آئی جس پر کشاں کشاں آپ کے قدم بڑھتے چلے گئے، اور پھر وہ مرحلہ آیا جب حضور پاک ﷺ کی نگاہ نبوت حسن مطلق کے ازلی اور ابدی جلووں کو نہار رہی تھی، وہاں خدا اور بندے کے درمیان کے سارے فاصلے کس حد تک سمٹ گئے تھے قرآن اس راز سے پردہ اٹھاتے ہوئے فرماتا ہے:

"ثم دنیٰ فتدلیٰ فکان قاب قوسین او ادنیٰ (النجم)" ترجمہ: پھر خدا سے قریب ہوئے اور آگے بڑھے تو صرف دو کمانوں کے برابر یا اس سے بھی کم کا فاصلہ رہ گیا۔

رسول اکرم ﷺ نے اپنے رب کی بارگاہ میں جملہ عبادات کا تحفہ نیازمندی کے تھال میں سجا کر پیش کیا تو خدا کی جانب سے سلامتی کی سوغات پیش کی گئیں، راز و نیاز کی جو باتیں ہوناتھیں ہوئیں جنھیں "فاوحیٰ الیٰ عبدہٖ ما اوحیٰ" کی مبارک تہ میں چھپا دیا گیا۔ اس کے بعد امت کی ہدایت ورہنمائی اور اس کی نجات کی فکر آپ کو دوبارہ عالم آب وگل میں لے آئی اور وقت کی تھمی ہوئی نبض پھر چلنے لگی۔

رسول اکرم ﷺ کی تشویش: صاحب لولاک ﷺ کا معراج پر جانا کوئی معمولی حادثہ یا واقعہ نہیں تھا بلکہ یہ سفر ہر جہت سے انسانی دنیا کے لیے ایک معمہ تھا، جہاں اربوں نوری سال کا سفر اتنی قلیل مدت میں طے کرا دیا جاتا ہے کہ بستر اپنی سابقہ کیفیت پر نہیں آنے پاتا ہے مگر خدا کی مملکت کے ہزاروں جلووں کا پوری آسودگی کے ساتھ مشاہدہ کرکے رسول اکرم ﷺ کی سواری صحن کعبہ میں اتر جاتی ہے۔ گویا وقت کی اکائی رک جانے کے جن امکانی پہلوؤں کی تلاش میں آج کی سائنس سرگرداں ہے، چودہ سو سال پہلے خدا کی قدرت اسے حقیقت کا جامہ پہنا چکی ہے، اسی کے ساتھ ساتھ ایک پیکر بشری کا طبقہ زمہریریہ اور آسمانوں کی ٹھوس سطح کو عبور کر جانا بہر اس ماحول کے لیے ایک غیر مانوس اور ناقابل یقین واقعہ ہے جہاں فلسفہ ومنطق کی زبان ہی سمجھی یا سمجھائی جاتی ہو اور عقل و مادیت سے ماورا چیزوں کو تسلیم کرنے کا تصور ہی نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ جب نبی رحمت ﷺ نورانی سفر سے واپسی پر مقام "ذی طوی" میں پہنچے تو آپ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے اپنے خدشات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ:

"اے جبرئیل! سفر معراج کے متعلق اگر میں اپنی قوم کو بتاؤں گا تو میری قوم میری تصدیق نہیں کرے گی۔ اس پر مکین سدرہ حضرت جبرئیل نے عرض کیا کہ: یارسول اللہ! حضرت ابوبکر آپ کی تصدیق ضرور کریں گے اور وہ صدیق ہیں"۔

روایت کے الفاظ درج ذیل ہیں:

عن وھب مولیٰ ابی ھریرۃ قال: لما رجع رسول اللہ ﷺ لیلة اسری بہ، فکان بذی طوی، قال: یا جبرئیل! ان قومی لا یصدقونی، قال: یصدقك ابو بکر و ھو

الصدیق . (تاریخ الخلفاء)

معراج کی صبح: غیب داں پیغمبر کی نگاہ ناز مستقبل کے جھرکوں سے جن خدشات کو ملاحظہ کر رہی تھی معراج کی صبح وہ سارے خدشات محسوس پیکر میں سامنے آنے لگے، چناں چہ سفر معراج کا تذکرہ ہوتے ہی مشرکین اور منافقین نے بغلیں بجانا شروع کر دیں اور مکہ کی گلی کوچوں میں تضحیک و انکار کا نا تھمنے والا طوفان کھڑا کر دیا جس کی سب سے اہم وجہ یہ بھی تھی کہ کفار مکہ سفر معراج کے اس دعوے کے پس منظر میں اپنی طاغوتی مہم یعنی "تکذیب رسالت" کے لیے کامیابی کے پہلو دیکھ رہے تھے، انہیں لگتا تھا کہ جس طرح ان کی مادیت زدہ فکروں کے کسی گوشے میں سفر معراج کی تفصیلات کو قبول کرنے کی گنجائش دکھائی نہیں دیتی اسی طرح دامن نبوت سے وابستہ ایمان والے بھی معراج کی تفصیلات سن کر تذبذب کا شکار ضرور ہو جائیں گے جس کے نتائج انکار رسالت کی صورت میں بھی بر آمد ہو سکتے ہیں۔ دوسری طرف رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نمایاں حیثیت کے مالک تھے، لہٰذا مشرکین مکہ کی آوارہ جماعت نے سب سے پہلے آپ کو نشانہ بنانے کا فیصلہ کیا، اس لیے کہ انہیں معلوم تھا کہ اس منزل کے سر ہو جانے کے بعد آگے کے سارے راستے خود بخود آسان ہو جائیں گے۔ چناں چہ مشرکین کا ایک گروہ فتح مندی کے تصور سے سرشار حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں پہنچا اور بولا کہ:

کیا تمھیں اپنے رسول کے متعلق معلوم ہے جو یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ گذشتہ رات انہیں بیت المقدس لے جایا گیا اور رات ہی رات وہ واپس بھی آ گئے؟

انسان کی فطرت ہے کہ اگر کسی حادثہ کا سر دست وہ انکار، نا بھی کرے تو واقعہ کی نوعیت کو سمجھنے کے لیے توقف ضرور کرے گا تا کہ کسی صحیح نتیجہ تک پہنچا جا سکے۔ شاید یہی امید کفار کو بھی تھی۔ مگر ان کے خوابوں کا یہ شیش محل اس وقت زمیں دوز ہو گیا جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک لمحہ کا توقف کیے بغیر جواب دیا کہ:

کیا میرے رسول نے یہ دعویٰ کیا ہے؟ کفار بولے: ہاں ہاں، تو آپ نے فرمایا: اگر میرے رسول ﷺ نے یہ دعویٰ کیا ہے تو وہ اپنے دعوے میں سچے ہیں، اور میں تو صبح و شام آنے والی اس سے زیادہ حیرت انگیز خبروں کی تصدیق کرتا ہوں"

روایت کے الفاظ درج ذیل ہیں:

"جاء المشرکون الیٰ ابی بکر، فقالوا: ھل لك الیٰ صاحبك؟ یزعم انه اسری به اللیلة الیٰ بیت المقدس، قال: او قال ذلك؟ قالوا: نعم، فقال: لقد صدق، انی لاصدقه بابعد من ذلك بخبر السماء غدوة و روحة" (تاریخ الخلفا)

مشرکین کے سارے حوصلے پست پڑ گئے اور ان پر یہ حقیقت پوری قوت کے ساتھ منکشف ہو گئی کہ جن کے دلوں میں ایمان کی شمع روشن ہے وہ خدا اور رسول کے کسی قول یا فعل کو عقل کی کسوٹی پر نہیں پرکھتے ہیں اور نہ ان کا ایمان انہیں اس کی اجازت دیتا ہے۔

معراج جسمانی یا روحانی۔۔۔؟: عالم اسلام میں معراج النبی کے تذکرے بہت اہتمام اور دھوم دھام سے کیے جاتے ہیں جس کے ذریعہ حضور ﷺ کی عظمتوں کا نقش مومنوں کے دلوں میں ثبت کیا جاتا ہے۔ مگر برا ہو تعصب و تنگ نظری اور اپنے ہی نبی کی عظمت سے چشم پوشی کے منحوس رویوں کا جس کے چلتے کچھ لوگ سفر معراج کو محض ایک افسانہ بنانے کی کوشش کرتے ہیں اور فکری مغالطوں کا سہارا لے کر یہ باور کراتے ہیں کہ یہ سفر جسمانی اور حالت بیداری کا نہیں تھا بلکہ ایک منامی اور روحانی سفر تھا جو آپ کو کرایا گیا اور ظاہر سی بات ہے کہ اس سفر کو خواب کا ایک واقعہ مان لینے کے بعد معراج سے وابستہ عظمتیں خود بخود دھندھلا جاتی ہیں۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ یہ سفر جسمانی اور حالت بیداری میں کرایا گیا تھا، جس کے ثبوت میں دلائل و شواہد کا انبار لگانے کی چنداں ضرورت نہیں ہے بلکہ معراج کی صبح کفار کی ہنگامہ خیزیاں خود اس بات کا ناقابل تردید ثبوت فراہم کر رہی ہیں کہ معراج جسمانی تھی نہ کہ محض ایک خواب۔

کیا یہ بات عقل و خرد میں آنے والی ہے کہ ایک شخص رات میں کسی سفر کا خواب بیان کرے اور صبح اس کے خواب کے سفر پر پورا معاشرہ حیرت میں پڑ جائے اور اس کی تکذیب کے درپے ہو جائے؟ ظاہر سی بات ہے کہ اس کا جواب نفی میں ہوگا، اور اگر کوئی اسے حیرت انگیز مانتا ہے تو اس کی عقل پر ماتم کے علاوہ کچھ نہیں کیا جا سکتا ہے۔ جن لوگوں کو معراج کے منامی ہونے کا حد درجہ اصرار ہے وہ سب سے پہلے اس بات کا جواب دیں کہ معراج کی صبح کفار کی ہنگامہ آرائیوں کا بنیادی نقطہ کیا تھا؟۔ یقیناً وہ اس کے علاوہ اور کوئی بنیاد تلاش نہیں کر سکتے کہ رسول اکرم ﷺ نے ان کے روبرو جسمانی معراج کا دعویٰ کیا تھا جسے سنتے ہی وہ بری طرح بدک گئے اور واویلا کرنے لگے۔ ہم منکرین معراج کو اس پہلو پر غور کرنے کے لیے دعوت فکر دیتے ہیں اور امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس اقتباس پر اپنی گفتگو کا اختتام کرتے ہیں:

ذھب معظم السلف و المسلمین الیٰ انه اسراء بالجسد و فی الیقظة و ھٰذا ھو الحق، و ھو قول اکثر المتاخرین من الفقھا و المحدثین و المتکلین و المفسرین" (الشفا)

ترجمہ: جمہور اسلاف اور اکثر مسلمانوں کا یہ مسلک ہے کہ معراج کا سفر جسمانی اور بحالت بیداری تھا اور حق بھی یہی ہے۔ متاخرین فقہا و محدثین اور متکلمین و مفسرین کا بھی یہی قول ہے۔ ٭٭٭

تاریخ ہند کے گم شدہ اوراق

ایک تجزیاتی مطالعہ

مبارک حسین مصباحی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ، نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دل کی رفیق

یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

ہماری میز پر اس وقت ”تاریخ ہند کے گمشدہ اوراق“ ہیں۔ جو ہمارے دور ادارت میں ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور اگست 1997ء سے دسمبر 1997ء تک مسلسل پانچ قسطوں میں شائع ہوئے۔

اہل سنت و جماعت میں بہ زبان اردو تاریخی کتب کا سرمایہ بہت کم ہے۔ ہاں کچھ دیگر زبانوں سے تاریخی کتب کے اردو تراجم کیے گئے ہیں۔ بے پناہ مبارکبادیوں کے مستحق ہیں، مفکر ملت حضرت مولانا محمد ادریس بستوی دامت برکاتہم العالیہ کہ آپ نے بڑی محنت سے خاک ہند کی تاریخ کے گم شدہ اوراق تلاش کیے، پیش نظر کتاب میں تاریخی ہند سے مراد قدیم ہندوستان ہے جس میں افغانستان، پاکستان اور بنگلہ دیش وغیرہ ہند میں شامل تھے۔ قارئین نے اس سلسلے کو بہت پسند فرمایا، بعض وجوہات کے پیش نظر آپ نے یہ گم شدہ اوراق کی تاریخ ہند سے تلاش موقوف فرمادی، یہ ایک سچائی ہے کہ کسی وجہ سے جب ایک سلسلہ بند ہوجاتا ہے تو اس موضوع پر مزید لکھنا دشوار ہوجاتا ہے۔

بہرکیف تاریخ ہند کے حوالے سے یہ ایک گراں قدر سرمایہ ہے، آپ تاریخی سمندروں کی تہوں سے گم شدہ ہیرے تلاش کر ساحلوں پر لے آئے، انھیں دیکھ کر جوہری ورطۂ حیرت میں ڈوبنے لگے، اپنے ہم جولیوں کو دیکھنے کی دعوت دینے لگے، آپ کو تاریخی حقائق پیش کرنے کا بھرپور سلیقہ آتا ہے، اسلوب سادہ اور موثر ہوتا ہے، تحریر میں جامعیت اور فنکاری ہوتی، کم لفظوں میں بات مکمل کردینا، آپ کے قلم کی انفرادیت ہے۔ تحریر میں نہ بے جا تمہیدیں ہوتی ہیں اور نہ بلاضرورت تبصروں کی طغیانی۔ آپ قارئین کے دماغی توازن کے مطابق دلائل و شواہد پیش کرنے کے عادی ہیں۔ اسی کا نام اعلیٰ بلاغت اور تحریر و نگارش کا کمال ہے۔ تاریخی باتیں پیش کرنا بھی اہمیت کا حامل ہے مگر ان میں نکات آفرینی اور موقع و محل کے اعتدال کو برقرار رکھنا اس پر نورٌ علیٰ نور ہے، یہ اور اس قسم کی بہت سی خصوصیات آپ کی تحریروں کا امتیاز اور مقبولیت کی ضمانت ہیں۔

ولادت سے فراغت تک:

آپ کی ولادت باسعادت قصبہ مہنداول ضلع بستی میں ایک اندازے کے مطابق 1941ء میں ہوئی، قصبے کے مدرسہ میں رسم بسم اللہ خوانی ادا کی گئی، ابتدائی کتابوں کے بعد مولانا محمد فاروق فیض آبادی سے اکتساب فیض فرمایا، فارسی کی گلستاں اور بوستاں خطیب البراہین حضرت مولانا صوفی نظام الدین محدث بستوی سے پڑھیں، 1952ء میں مدرسہ تدریس العلوم بسڈیلہ میں داخل ہوئے، وہاں حضرت مولانا اعجاز احمد مصباحی صدر المدرسین کے زیر سایہ کتب کا درس لیا، 1957ء میں دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور میں داخل ہوئے۔ یہاں حضور حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی، فخر الاماثل حضرت مولانا محمد سلیمان بھاگلپوری شمس العلما حضرت مولانا قاضی شمس الدین احمد جعفری جونپوری، فتاویٰ رضویہ کے مرتب حضرت مولانا حافظ عبدالرؤف بلیاوی وغیرہ سے علوم و فنون کی تکمیل فرمائی۔

تدریس اور انتظامی امور:

تعلیم سے فراغت کے بعد آپ نے کامیاب تجارت فرمائی، 1965ء میں دارالعلوم فیض الاسلام مہنداول میں آپ صدر مدرس کے عہدے پر فائز ہوئے۔ جون 2006ء میں آپ ریٹائرڈ ہوئے۔ مگر انتظامی امور آج بھی آپ کے ہاتھوں میں ہیں۔ 1981ء میں آپ جامعہ اشرفیہ مبارکپور کے نائب ناظم منتخب ہوئے اور آج تک اپنے فضل و کمال کے ساتھ اس عظیم منصب پر سرفراز ہیں۔ جامعہ اشرفیہ کے مقدمات ہوں یا ٹیچر ایسوسی ایشن کے مسائل آپ اپنے تدبر اور حسنِ عمل سے تمام معاملات بہ خوبی انجام دے رہے ہیں۔ آپ کا ایک امتیازی وصف یہ ہے کہ انتظامیہ کا کوئی فرد ہو یا اساتذہ میں سے کوئی اپنا مسئلہ آپ کے سامنے پیش کرتا ہے۔ آپ پوری دلجمعی سے سماعت فرماتے ہیں، پوری سنجیدگی کے

ساتھ بروقت یا بعد میں حل فرمانے کی کوشش فرماتے ہیں۔ یہ امتیاز جن افراد میں ہوتا ہے وہ ہر طبقہ میں مقبول اور ہر دلعزیز ہوتے ہیں۔

متّو بابو سے جامعہ اشرفیہ مبارک پور کی ایک زمین کا تنازعہ تھا، انتظامیہ نے صلح کرنے کے لیے کاوشیں کیں مگر اسے اپنی دولت اور آفیسران سے تعلقات پر زعم تھا۔ حضرت مولانا محمد ادریس بستوی وغیرہ لگے اور متّو بابو مقدمہ ہار گیا، حضرت کا فرمانا ہے کہ وہ لکھنؤ میں ایک مقام پر مل گیا تو ہاتھ جوڑ کر آداب کیا اور اس نے برملا اپنی شکست کا اظہار کیا، اب ہمارے مولانا نے فرمایا: اب تو صلح ہو جائے گی؟ اس نے بڑے دبتے ہوئے کہا، ہاں مولانا صاحب! اب صلح ہو جائے گی، آگے صلح کا مسئلہ خطیب الہند حضرت مولانا عبید اللہ خاں اعظمی نے درمیان میں پڑ کر حل کرا دیا۔ اب اس زمین پر جامعہ اشرفیہ کی دو پرشکوہ بلڈنگیں دعوت نظارہ دے رہی ہیں تفصیل کا یہ موقع نہیں، باقی خدمات کا آئندہ تذکرہ کیا جائے گا۔

تدبر و تفکر:

تدبر و تفکر اور سیاسی بصیرت میں بھی آپ طاق ہیں۔ جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے انتظامی امور ہوں یا اساتذہ کے مسائل، سب بڑی دانش مندی اور حسن تدبر سے حل فرما دیتے ہیں۔ سیاسی، ملی اور مذہبی معاملات پر جب آپ زبان کھولتے ہیں تو حاضرین بڑی توجہ سے سماعت فرماتے ہیں۔ بحث و مباحثہ میں جب مدلل گفتگو فرماتے ہیں تو اچھے اچھوں کا ناطقہ بند کر دیتے ہیں۔ آپ نے اپنا ایک واقعہ ارشاد فرمایا ذیل میں ملاحظہ فرمائیے۔

ایک بار آپ بمبئی سے لکھنؤ تشریف لا رہے تھے، آپ کی بوگی میں چند آریا سماجی مذہبی گرو مل گئے، مختلف موضوعات پر گفتگو ہوتی رہی، ان میں سے ایک مہاشے نے سوال کیا، مولانا صاحب! آپ یہ بتائیے کہ مسلمانوں کے پیغمبر شری ابراہیم علیہ السلام نے اپنے پتر شری اسمٰعیل علیہ السلام کی گردن پر چھری کیوں چلائی تھی۔ آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کا حکم تھا، اپنے رب کو خوش کرنے کے لیے آپ نے فرزند ارجمند حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی گردن پر چھری چلائی۔ ان لوگوں نے ہنستے ہوئے کہا مولانا صاحب آپ یہ بتائیے آپ کے اللہ تعالیٰ کی خوشی بیٹے کو ذبح کرنے سے حاصل ہوتی ہے کیا؟ گفتگو کے دوران کچھ دیگر ہندو نوجوان بھی وہاں متوجہ ہو چکے تھے۔

اب آپ نے ارشاد فرمایا: آپ لوگوں کے آریا سماجی مذہب میں یہ تو طے ہے کہ ساری مخلوقات کو آپ کے بھگوان نے بنایا ہے۔ جو کچھ ہوتا ہے اسی کے حکم کے مطابق ہوتا ہے۔ ہاں جی مولانا صاحب! اب آپ یہ بتائیے کہ جنگل کے شیر کو بھی آپ کے بھگوان نے بنایا ہے۔ جی مولانا صاحب! اور ہرن کو بھی جنگل میں اسی بھگوان نے پیدا کیا ہے۔ ہاں جی مولانا صاحب! حضرت نے ان دو بنیادوں پر اپنی اصل بات کو اٹھاتے ہوئے ارشاد فرمایا: کہ پھر یہ درندہ شیر ہرن پر حملہ کرتا ہے اور اسے چیر پھاڑ کر کھا جاتا ہے۔ اب آپ لوگ بتائیں جنگل میں جو یہ ظلم ہو رہا ہے اس کو آپ کا بھگوان جانتا ہے کہ نہیں؟ اگر واقعی جانتا ہے اور آپ کے عقیدے کے مطابق وہ روکنے پر بھی قادر ہے۔ تو آپ لوگ ہمیں یہ بتائیں کہ آپ کا بھگوان آپ لوگوں کے ماننے کے مطابق ظلم کرا رہا ہے؟

اب جو دیگر ہندو نوجوان بیٹھے تھے تالیاں بجاتے ہوئے کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے اب بتائیے پنڈت جی، اب اپنے بھگوان کو ظلم کرنے سے بچائیے۔ اب ان آریا سماجی پنڈتوں پر ایسا سکوت طاری ہوا کہ ان کو ماننے کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ ہی نظر نہیں آیا۔ حضرت نے اپنا یہ واقعہ سناتے ہوئے ارشاد فرمایا: اب ان پر ایک چپ ہزار چپ، انھیں بھی لکھنؤ تک پہنچنا تھا مگر اب اس کے بعد ہم سے کوئی بحث نہیں کی۔ حضرت نے مزید فرمایا کہ جو ٹرین میں اس وقت ہندو جوان تھے وہ ہمیں کبھی لکھنؤ میں دیکھ لیتے ہیں تو ہماری طرف اشارہ کرتے ہوئے باہم کہنے لگتے ہیں یہ وہی مولانا صاحب ہیں جنھوں نے آریا سماجی پنڈتوں کو جواب دیتے ہوئے لاجواب کر دیا تھا۔

یہ تو ایک مثال تھی آپ کی حیات و فکر میں ایسی بہت سی مثالیں ہیں۔ آپ ایک سنجیدہ شخصیت ہیں تاریخ اور مسائل تاریخ پر آپ گہری نگاہ رکھتے ہیں۔ آپ مذہبی فکر اور سیاسی دانش ور ہیں۔ آپ میں حاضر جوابی کی صلاحیت بھی غضب کی ہے۔ آپ دوران مکالمہ متاثر نہیں ہوتے، آپ اپنے مقابل کی بات انتہائی متانت اور سنجیدگی سے سنتے ہیں۔ حاضرین اعتراض سن کر ورطۂ حیرت میں ڈوبے رہتے ہیں مگر جب آپ جواب عنایت فرماتے ہیں تو معترض اور سامعین پر مکمل سکوت طاری ہو جاتا ہے۔ ہم نے آپ کی مذہبی، سیاسی، فکری اور تحریکی شخصیت کو بہت قریب سے دیکھا ہے۔ مختلف مقامات پر ساتھ میں رہنے اور آپ کی سرپرستی میں کام کرنے کے تجربات بھی کیے ہیں۔ ان تمام واقعات اور احوال کو تفصیل سے بیان کرنے کا وقت نہیں ورنہ ہم بتاتے کہ آپ کے وجود ناز کے نشیمن میں کتنی بجلیاں پوشیدہ ہیں۔ مشکل اوقات میں بھی آپ کے چہرے پر سنجیدگی اور وقار کا جلوہ رہتا ہے۔ بے چینی اور اضطراب کا کوئی رنگ نظر

نہیں آتا۔ یہی آپ کی قابل قدر شخصیت کے نمایاں اوصاف ہیں۔ ایک قائد کے اندر انھیں اوصاف کا ہونا ضروری ہے۔

زبان وقلم کی بالادستی:

آپ کے اندر قلمی اور فکری صلاحیت بھی امتیازی ہے جب لکھنے کو جی چاہتا تو ماشاء اللہ تعالیٰ بیٹھے بٹھائے املا کرانا شروع فرمادیتے ہیں۔ کبھی کبھی راقم احقر مبارک حسین مصباحی سے ارشاد فرماتے ہیں آپ کوئی موضوع دیجیے میں آج شام تک اسی موضوع پر لکھ کر دے دوں گا۔ بعض اوقات اگر ہم نے عرض کر دیا کہ حضرت کیا موضوع بتاؤں؟ فرماتے ہیں جو چاہے موضوع دیجیے آج کچھ طبیعت لکھوانے کی طرف مائل ہے۔ اگر کوئی موضوع بتا دیا جاتا ہے تو یہ ارشاد نہیں فرماتے ہیں کہ آپ نے یہ کیا موضوع دے دیا بلکہ تھوڑی بہت دیر میں لکھنا شروع فرمادیتے ہیں۔ املا کراتے وقت کوئی غیر مناسب پہلو بیان نہیں فرماتے ہیں، بلکہ اپنے نپے تلے انداز میں انتہائی جامع اور مختصر املا کراتے ہیں۔ کبھی کبھی خود بھی تحریر فرمادیتے ہیں۔ آپ کی تحریروں میں وزن اور معنویت ہوتی ہے، شرعی اور سیاسی اصولوں پر مکمل نگاہ رکھتے ہیں۔ لفظوں کا استعمال بھی بہ قدرے ضرورت فرماتے ہیں۔ سیاسی، سماجی، دینی اور فکری موضوعات پر تو آپ مسلسل لکھتے رہتے ہیں۔ آپ کے درجنوں مضامین اور مقالات کمپوز شدہ ہمارے پیش نظر ہیں۔ کبھی کبھار آپ مذہبی اکابر بھی لکھتے لکھاتے ہیں۔ آپ کی تحریروں میں فکری دقیق گوشے ہوتے ہیں۔ بڑے بڑے خطیب، سیاسی قائدین او معروف قلم کار آپ کی تحریروں سے استفادہ کرتے ہیں۔

آپ اپنے مخصوص لب ولہجے کی خطیب ہیں۔ آپ کی تقریروں میں جامعیت ہوتی ہے۔ آپ کے خطبات پر مغز اور نکات آفریں ہوتے ہیں۔ اپنے ملک ہندوستان، نیپال اور دیگر مقامات پر آپ کو مدعو کیا جاتا ہے۔ بعض مقامات پر تو کوئی اور ہو یا نہ ہو مگر آپ کی موجودگی لازمی ہوتی ہے۔ اہل علم، اہل سیاست، تاریخ داں اور باشعور علما آپ کی تقریروں کو بہت پسند فرماتے ہیں۔ عام شعلہ بار خطیبوں سے آپ کا انداز مختلف ہوتا ہے۔ موقع اور محل کی مناسبت لازمی ہوتی ہے۔ یہی حال آپ کا سمیناروں اور مشاورتی نشستوں میں ہوتا ہے۔ فکر وخیال کی پاکیزگی، لفظوں کا بانکپن، لہجے کا نشیب وفراز خوب ہوتا ہے۔ آپ کی تقریروں میں خطیبانہ گھن گرج نہیں بلکہ معنویت اور سنجیدگی غالب ہوتی ہے۔ ہم نے آپ کے ساتھ کثیر جلسو، کانفرنسوں، سمیناروں اور سیاسی نشستوں میں شرکت کی ہے۔ بمبئی، پونے، بھیونڈی، شاہ آباد، رامپور، اعظم گڑھ، اندور، بنارس، لکھنؤ، براؤں شریف، بستی، خلیل آباد، کچھوچھا مقدسہ، گورکھپور، اور مبارکپور وغیرہ میں مختلف جہات سے آپ کے ساتھ رہے۔ فکر وتاریخ سے لبریز آپ کے نکات آفریں خطابات بھی سماعت کیے، معنی خیز مشوروں اور نتائج سے لبریز سیاسی خیالات سے استفادہ کیا اور آپ کے بیانات کے ساتھ تفصیلی یا مختصر رپورٹیں میڈیا کو جاری کیں۔

بابری مسجد کے تعلق سے ہائی کورٹ میں ایک ماہ سے زیادہ مباحثہ:

بابری مسجد کے تحفظ کے تعلق سے ہائی کورٹ میں بحث جاری تھی، کوئی مولانا ہندوستان بھر سے گواہی دینے کو تیار نہیں تھا تو محترم ظفریاب جیلانی ایڈوکیٹ نے کہا: مولانا صاحب اب کیا ہوگا؟ حضرت نے فرمایا کہ آپ چاہتے کیا ہیں؟ تو انھوں نے کہا کہ آپ خود گواہی دے دیجیے۔ حضرت نے فرمایا: ٹھیک ہے، انھوں نے ہائی کورٹ میں حضرت کا اسم گرامی پیش کر دیا۔ آپ کی گواہی بحیثیت عالم دین اور بحیثیت تاریخ داں شروع ہوئی، آپ کی گواہی کا سلسلہ ایک ماہ چند دن تک جاری رہا معتبر ذرائع سے معلوم ہوا کہ آخر میں دو سو وکلا جمع ہو جاتے تھے۔ مزید برآں ایک درجن کے قریب ریٹائرڈ جج تھے، ان کے ساتھ ہائی کورٹ کے جج بھی تھے۔ دن بھر میں بہ مشکل دس سے پندرہ سوالات ہوتے۔ یہ وکلا اور جج باہم مشورہ کرتے اور پھر سوال کیا جاتا، حضرت فرماتے ہیں کہ آدھے منٹ میں سوال کا نقشہ الٹ جاتا تھا، یہ گواہی بنچ کے سامنے ہائی کورٹ میں ہوتی تھی، چونکہ ہائی کورٹ کا آرڈر ہوا تھا کہ سول جج کے سامنے یہ فائل نہیں جائے گی، ڈائرکٹ ہائی کورٹ کے ججوں کے سامنے ہی گواہی ہو جائے گی، اور اس میں پیش کار کے فرائض ایک سول جج ادا کریں گے، جو گورنمنٹ کی طرف سے آئیں گے، ایک سول جج ساری کاروائی بحیثیت پیش کار لکھ رہے تھے۔ لکھنؤ ہائی کورٹ میں یہ سوال وجواب تین ججوں کی موجودگی میں ہو رہے تھے، جن میں ایک مسلم اور دو غیر مسلم تھے۔ چند دنوں کے بعد ظفریاب جیلانی ایڈوکیٹ نے کہا کہ آپ جو باتیں کہہ رہے ہیں ان کے حوالے کے بارے میں یہ وکلا کہہ رہے ہیں۔ آپ کی کچھ باتوں پر ندوۃ العلما کے کچھ علما کو بھی اعتراض ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو کسی بڑے ہوٹل میں ایک کمرہ بک کرا لیتا ہوں، ان علما کو دعوت دیتا ہوں آپ بھی تشریف لے آئیے گا۔ حضرت نے ارشاد فرمایا: ہوٹل میں کمرہ بک کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں خود ندوہ چلا جاؤں گا۔ وہیں

بات ہوجائے گی، ظفریاب جیلانی نے فرمایا: یہ تو اور بھی اچھا ہے۔
گفتگو کا وقت طے ہوا حضرت مولانا محمد ادریس بستوی نے حضرت مفتی عبدالحکیم نوری کو ساتھ لے کر ندوہ تشریف لے گئے۔ آپ حضرات نے نماز عصر ادا فرمائی، اس کے بعد مفتی عتیق بستوی کے کمرے میں آپ حضرات کو لے جایا گیا، ان کے علما بھی وہیں آ گئے، نشست ہوئی، ان لوگوں نے آٹھ سوالات کیے اور سب کا جواب مولوی عتیق بستوی نے دیا اور حوالے بھی پیش کیے۔ ندوہ کی علما مطمئن ہو کر چلے گئے، حیرت کی بات یہ ہے کہ علمائے ندوہ کے اعتراضات تھے اور ندوی مفتی نے ان کے اعتراضات کے مدلل جوابات بھی دے دیے، حضرت فرما رہے تھے کہ یہ تمام علمائے کرام باہم گفت وشنید کر لیتے تو ہمارے ندوہ آنے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ اب کمرے میں مولوی عتیق بستوی اور یہ دونوں علما رہ گئے۔ باہم تعارف ہوا تو مولوی عتیق بستوی نے کہا، حضرت! میں تو آپ کے قصبے مہنداول کے قریب کا رہنے والا ہوں، حضرت نے فرمایا: مولانا! آپ نے کبھی ملاقات نہیں کی، سامان وغیرہ لینے آپ کے قصبے جاتا ہوں اور اپنے گاؤں واپس آجاتا ہوں۔
حضرت بحیثیت عالم دین اور تاریخ داں گواہی دے رہے طے شدہ وکلا انھیں دونوں پہلوؤں سے سوالات کرتے تھے، ایک بار سوال کیا گیا کہ بابر کی قبر کہاں ہے؟ تو آپ نے غور کیا کہ اس سوال کا کیا مطلب ہو سکتا ہے بات اسی وقت آپ کے ذہن میں آ گئی کہ یہ بابر کو ہندوستان دشمن ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت نے جواب دیا کہ بابر کی قبر کابل میں ہے مگر اس وقت پورا افغانستان بشمول کابل ہندوستان کا ایک صوبہ تھا۔ سائل نے کہا کہ مولانا صاحب یہ نہیں لکھا جائے گا! بس اتنا بولیے کہ کابل میں ہے قبر۔ حضرت نے فرمایا نہیں میں تو پوری بات بولوں گا، پھر جج صاحبان مباحثے میں شریک ہوئے، پھر ہمارے ظفریاب جیلانی ایڈوکیٹ کے استاذ اس وقت زندہ تھے اور وہاں موجود تھے وہ بھی کھڑے ہو گئے، وہ پورے ہائی کورٹ میں سروس کے میٹر پر یکتا تھے۔ خیر لکھا جائے یا نہ لکھا جائے کافی دیر کے بعد ججوں نے کہا بالکل لکھا جائے گا، تو سب کچھ حضرت مولانا کے بیان کے مطابق ہی لکھا گیا۔
ایک سوال یہ کیا گیا کہ بابری مسجد جسے آپ کہتے ہیں اس میں حوض نہیں ہے اور نماز وضو کے بعد ہوتی ہے۔ حضرت نے فرمایا؛ کہ گھر سے وضو بنا کر آنے میں تو اور زیادہ ثواب ہے، ہر قدم پر دس نیکیاں ملتی ہیں۔ بات ختم ہو گئی، حوض نہ ہونا کوئی علت نہیں۔

ایک سوال یہ کیا گیا کہ یہ مسجد وقف ہے؟ حضرت نے جواب دیا: ہاں! بالکل وقف ہے۔ پھر کہا گیا زبانی وقف کرنا ضروری ہے کیا؟ حضرت نے جواب دیا نہیں، آدمی نے اسے یوں ہی وقف کر دیا تو وقف ہو گئی اس کی کوئی دستاویز نہیں، حضرت نے فرمایا یہ گورنمنٹ کا انتظام ہے لکھنا لکھانا کوئی ضروری نہیں اگر کسی نے وقف علی اللہ یا وقف علی الاولاد کیا یہ کہا کہ اس کی جانب سے وقف ہو گیا۔
ایک سوال یہ کیا گیا کہ بابری مسجد میں منارے نہیں تھے، حضرت نے فرمایا: ہاں! نہیں تھے، تو ان لوگوں نے کہا کہ صاحب یہ بغیر مینارے کی مسجد کیسی؟ حضرت نے ارشاد فرمایا: دنیا کی سب سے بڑی مسجد خانہ کعبہ ہے اس میں تو آج بھی مینارے نہیں ہیں۔ اور ابھی جلد ہی سعودیہ عربیہ نے ایک مسجد پاکستان میں بنوائی ہے جو خیمے کی شکل میں ہے جہاں مینارے کا کوئی وجود نہیں ہے۔ حضرت نے فرمایا: کہ میں سب سے قدیم مسجد کی بات بھی بتائے دے رہا ہوں اور نئی مسجد کی بات بھی۔ یہ آپ نے کیسے سمجھ لیا کہ مینارہ ہونا ضروری ہے بلکہ مینارے نہ بنائے جائیں تو اچھا ہے۔ سائل وکیل نے کہا کہ یہ کیسے کہتے ہیں آپ؟ تو حضرت نے بطور حوالہ فتاوی رضویہ میں مولانا احمد رضا بریلوی نے ایک حدیث نقل کی ہے کہ ”اپنی مسجدیں منڈی بناؤ“ اس کے بعد سائل نے پلٹ کر مارا ہاتھ کہ پھر کیوں آپ لوگ مینارے بناتے ہیں؟ حضرت نے فرمایا: کہ شدت سے نہیں منع کیا ہے۔ اب اس بات کو انھوں نے سمجھا ہی نہیں، وکیل لوگ عام طور سے اردو نہیں جانتے ہیں، ان میں ایک ہندو جج ہریانہ کا تھا، وہ واقعی بہت بڑا اردو داں تھا، اس نے کہا: بھائی کڑائی سے نہیں منع کیا ہے، بولا کہ: مولانا صاحب! ٹھیک ہے نہ؟ حضرت نے فرمایا بہت ٹھیک آپ نے ترجمہ کیا ہے۔ کیا یہی لکھا جائے نہ؟ آپ نے فرمایا: ہاں! یہی لکھ لیا جائے۔
آخری دن سارے جج آکر بیٹھ گئے، ہائی کورٹ ہی بند ہو گئی تھی۔ اس دن بابر کے تعلق سے سوال کیا گیا: بابر کیسا تھا؟ کیا اس نے ہندوستان میں قتل و غارت گری کی؟ حضرت نے جواب دیا: کہ بابر کو ہم نے نہیں چتوڑ گڑھ کے راجہ رانا سانگا نے بہت اصرار کر کے بلایا تھا، اس کا قلعہ آج بھی چتوڑ گڑھ میں وسیع زمین میں پھیلا ہوا ہے، مقصد اس کا یہ تھا کہ یہاں کے راجاؤں کو اور بادشاہ ابراہیم لودھی کو مار کر ختم کر دے گا پھر چلا جائے گا۔ پھر پورے ملک کا میں اکیلا بادشاہ ہو جاؤں گا، اس کے اصرار پر بابر 12 ہزار فوج لے کر ہندوستان آیا۔ توجہ کی بات یہ ہے کہ پانی پت کے میدان میں جنگ ہوئی اور بابر سے جو لوگ لڑنے گئے، وہ سب مسلمان تھے، ان میں

ایک بھی ہندو نہیں تھا، ابراہیم لودھی کی حکومت پورے ہندوستان پر تھی، باقی راجہ لوگ اس کے تابع تھے، اس کو بلا کر یہ راجہ رانا سانگا تنہا بادشاہ بن جانا چاہتا تھا، ڈیڑھ لاکھ فوج بادشاہ ابراہیم لودھی کی پانی پت کے میدان میں کٹ گئی، یہ شہید ہونے والے مکمل مسلمان تھے۔ حضرت نے ہائی کورٹ میں اپنے بیان میں زور دے کر فرمایا: کہ ہندوستان کی حفاظت کے لیے ہم آگے بڑھے، یہاں غیر ملکی قبضے کو ختم کرنے کے لیے ہم آگے بڑھے، یہ بیان سن کر مخالف وکیل اتنے عاجز ہوگئے کہ کہنے لگے کہ اس سلسلۂ بیان کو بند کر دیں، کسی دوسرے موضوع پر آگے سوال کیا جاتا ہے، مگر ان ہی میں سے کسی نے کہا کہ نہیں مولانا اپنی تقریر پوری کریں، چاہے وہ کل تک چلا جائیں۔ آپ نے کیوں پوچھا، اب آپ نے جب بابر کا نام لے لیا تو اس کے تعلق سے سب سنا جائے گا، ہم لوگ بھلا کیسے روک سکتے ہیں۔ حضرت نے مزید اپنے بیان میں فرمایا: آپ لوگوں میں کوئی بابر کو روکنے کے لیے آگے نہیں بڑھا۔ اے کاش آپ لوگوں نے بھی ساتھ دے دیا ہوتا۔ حضرت نے مزید فرمایا: کہ پانی پت کے میدان میں ابراہیم لودھی شہید ہوا، ہار ہونے لگی تو اس کے مصاحبین نے کہا: کہ ہم آپ کو بحفاظت نکال کر لے جا سکتے ہیں۔ اس نے کہا کہ مرجانا قبول ہے، کل یہ کون سنے گا کہ ابراہیم لودھی میدان جنگ سے بھاگ گیا تھا۔ حضرت نے اپنے بیان میں فرمایا: کہ ہندو آئے نہیں، اس کے مقابلے میں۔ لڑے ہم، مرے ہم، ہندوستان کی حفاظت کے لیے۔ بعد میں وکلا نے کہا کہ ہم اپنے اس سوال کو واپس لیتے ہیں، مگر ججوں نے کہا نہیں اب تو مولانا صاحب پوری تقریر کریں گے، آپ کو سننا پڑے گا اور تحریر بھی کرنا پڑے گا۔ ہم نے حضرت مولانا محمد ادریس بستوی سے عرض کیا کہ حضرت یہ تمام حقائق کس کتاب میں ہیں، فرمایا: کہ ہر قدیم ہندوستانی تاریخ میں ہیں، تاریخ فرشتہ وغیرہ میں ہیں، ہم نے عرض کیا: واقعی آپ کا تاریخی مطالعہ بہت وسیع ہے اللہ تعالیٰ آپ کا سایۂ کرم دراز فرمائے۔ آمین

وہ ہریانہ والا جج آخری دن حضرت کے پاس آیا اور کہا کہ آپ نے جن کتابوں کے حوالے سے یہ تمام باتیں کہی ہیں ان کتابوں کے نام لکھ دیجیے، میں تمام کتابیں اپنے لیے خریدوں گا۔ حضرت نے 35 کتابوں کے نام نوٹ کر کے دے دیے اور کہا یہ تمام کتابیں امین آباد لکھنؤ میں مل جائیں گی اگر کوئی کتاب نہ ملے تو آپ جیلانی صاحب سے کہہ دیجیے گا میں ان کے یہاں پہنچا دوں گا۔ یہ چند باتیں ہم نے حضرت مولانا محمد ادریس بستوی کی یادداشت کی بنیاد پر نوٹ کی ہیں، حضرت فرما رہے تھے

کہ مکمل فائل محترم ظفریاب جیلانی ایڈوکیٹ کے پاس محفوظ ہے جو سو صفحات سے زیادہ ہے۔ انھوں نے بجائے خود اشاعت کے لیے فرمایا ہے۔ خدا کرے جلد اس کی ترتیب اور اشاعت کا اہتمام ہو جائے۔

6 دسمبر 1992ء کو بابری مسجد شہید کر دی گئی، چند سال پہلے ہندوؤں کی عقیدت کی بنیاد پر ان کے حق میں فیصلہ بھی ہو گیا، بنام انصاف فیصلہ کرنے والے سپریم کورٹ کے جج کو دوسرے ہی دن پارلیمنٹ کی رکنیت دے کر ایم پی بھی بنا دیا گیا، مگر ہر چیز کا انصاف انسانوں کے ہاتھوں میں نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں بھی ہے۔ ہم مسلمانوں کا یہ عقیدہ تھا اور آج بھی ہے کہ جو مسجد شرعی ہے اس کی زمین تحت الثریٰ سے لے کر آسمان تک مسجد ہی رہے گی، اس میں کوئی شبہ نہیں کہ بابری مسجد کے تحفظ کے لیے ہندوستانی مسلمانوں کی ہزاروں جانیں گئیں، کروڑوں کی مالیت تباہ و برباد ہوئی اور ان کے وقار و عزت کی تباہی کی تو قیمت طے کرنا ہمارے بس کی بات نہیں۔ شہید کرانے والا لیڈر ایل کے ایڈوانی تھا، بعد میں اسے صرف ایک دن کی سزا سنائی گئی۔ ایک شاعر نے بڑی لگتی بات کہی ہے۔

ہزاروں قتل کے مجرم کو ایک دن کی سزا
خود اس سزا پہ تو مجرم بہت ہنسا ہوگا

گم شدہ اوراق کے اسرار و رموز:

اس وقت ہماری میز پر "تاریخ ہند کے گمشدہ اوراق" کی مختصر روداد ہے۔ یہ تو آپ حضرات بہ خوبی جانتے ہیں کہ ہم حضرت مصنف دامت برکاتہم العالیہ سے حد درجہ محبت کرتے ہیں اور آپ بھی ہم پر بے پناہ شفقت فرماتے ہیں۔ خیر ساری باتیں اپنی جگہ، ہم نے متعدد بار آپ سے عرض کیا کہ حضرت آپ کی کثیر تحریریں ماہناموں اور اخبارات میں شائع ہوتی رہتی ہیں، ریڈیو اور ٹی وی پر بھی آپ کے بیانات نشر ہوتے رہتے ہیں۔ ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور میں آپ کے گراں قدر مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں۔ آپ کی یادگار تاریخی خدمت "تاریخ ہند کے گمشدہ اوراق" کی پہلی اشاعت ہم نے فخریہ طور پر کی۔ آپ کی تاریخ نویسی کا انداز انتہائی واضح اور حق نگاری کا آئینہ دار ہے۔ یہ تو سب جانتے ہیں کہ ہر بات لکھنے کی نہیں ہوتی ہے مگر کچھ بتانے اور کچھ چھپانے سے تاریخ نگاری کا حق ادا نہیں ہوتا، اشاعت کے دوران ہند اور بیرون ہند سے پزیرائی بھی خوب ہوئی، آپ اس خاص تاریخی گوشے کو کتابی صورت میں شائع فرما دیں۔ اسی طرح اپنی دیگر گراں قدر تاریخی، سیاسی اور مذہبی تحریروں کو کتابی صورت

میں جمع کرنے کی اجازت سے سرفراز فرمادیں۔ خیر قفل ٹوٹا خدا خدا کر کے، ماشاءاللہ تعالیٰ "تاریخی ہند کے گمشدہ اوراق "آپ کے ہاتھوں میں ہیں اور اکثر مضامین بھی کمپوز ہو چکے ہیں۔

حضرت مصنف کثیر اوصاف و کمالات کی حامل شخصیت ہیں، آپ کے اندر سنجیدگی اور علمی توازن ہے۔ بلا ضرورت الفاظ کے استعمال اور بے جا اور بے محل تمہیدات سے سخت گریزاں رہتے ہیں آپ کی قلمی اور فکری نظر ہمیشہ مقصد پر رہتی ہے، آپ وقت کی قدر بہ خوبی جانتے ہیں۔ آپ کی نگاہ میں شرعی قوانین بھی رہتے اور ملکی و سماجی تقاضے بھی۔ چاپلوسی اور ملمع بازی سے بھی بڑی حد تک اجتناب فرماتے ہیں۔ جہاں غیروں کو ان کے اقوال و افعال پر شبہہ ہوتا ہے اسے بھی واضح طور پر بیان فرمادیتے ہیں اور اپنے موقف کی وضاحت کچھ اس انداز سے فرمادیتے ہیں کہ شبہہ کرنے والے ان کے حامی اور مؤید بن جاتے ہیں۔ تاریخ اسلام اور تاریخ ہند پر آپ کی نگاہ گہری رہتی ہے۔ سچ ہے کہ علمائے اہل سنت اور دانشوروں نے اردو زبان میں تاریخ نویسی پر توجہ کم کی ہے۔ دیگر زبانوں عربی، فارسی اور انگریزی وغیرہ میں کثیر سرمایہ ہے جسے بڑے سلیقے سے ہمارے اکابر نے جمع فرمایا ہے۔ مگر ایک بات ہمیشہ ذہن میں رہنا چاہیے کہ قلم کار اور مصنف کا بھی اپنا ایک فکری رجحان ہوتا ہے۔ اس کے سامنے حقائق اگر مختلف سمتوں میں ہیں تو چونکہ قلم اس کے ہاتھ میں ہے وہ اپنے رجحان کی تائیدی عبارتیں نقل کرے گا اور بعض مقامات پر قطع و برید کر کے اپنے مقصد کے تائیدی دلائل جمع کرنے کی ناکام کوشش کرتا ہے۔ یہ تمام باتیں تصوراتی نہیں بلکہ زمینی حقائق پر مبنی ہیں۔

مسلمانوں میں انتشار اور اتحاد تاریخ ہند میں دونوں کے اثرات بار بار دیکھے گئے ہیں۔ "لاہور پر ہندوؤں کا حملہ "کے زیر عنوان حضرت مصنف نے تحریر فرمایا ہے۔ کوٹ قلعہ ہندوؤں کے قبضے میں آیا تو وہ ہندو راجہ جو شکست خوردہ ہو کر مسلمانوں کے خوف سے جنگلوں میں روپوش ہو گئے تھے وہ جنگلوں سے نکل کر اپنی اپنی راج دھانیوں میں پہنچے۔ اب ان کے حوصلے بلند ہو گئے انہوں نے از سر نو اپنی اپنی فوج کو منظم کیا اور تین بڑے راجہ باہم راضی ہو کر دس ہزار سواروں اور بے شمار پیادوں کو لے کر لاہور کی طرف بڑھے اور لاہور پہنچ کر راجاؤں نے شہر کا محاصرہ کر لیا"

اب آپ دوسری طرف دیکھیں کہ صوبہ پنجاب میں مسلم سیاسی ذمہ داران باہم منتشر تھے، انہوں نے چھوٹی چھوٹی ریاستیں بنالی تھیں، ان لوگوں نے امیر مودود کی قیادت کو ترک کر دیا تھا، حملہ آوروں کے دباؤ اور حالات کے شدید تقاضوں نے انھیں باہم متحد کر دیا، ان امیروں اور جاگیرداروں نے امیر مودود کی اطاعت قبول کر لی۔ پھر سب مل کر ملی حمیت اور جوش ایمانی سے مخالفین کے سامنے ڈٹ گئے۔ اور غیر مسلموں کو فرار ہونے کے لیے مجبور کر دیا، مسلمانوں کے اس اتحاد نے صوبہ پنجاب اور اس کے شہر لاہور کو بچالیا، اس اتحاد اور فکری یکجہتی نے امت مسلمہ کو بیشتر مقامات پر کامیابی اور سرفرازی عطا کی۔

(1) 434ھ میں امیر مودود نے طخارستان پر فتح حاصل کی۔

(2) 435ھ میں ترکمانیوں نے غزنی پر حملہ کیا جسے امیر مودود نے پسپا کر دیا۔

(3) 436ھ میں امیر مودود نے طغرل حاجب کو ایک لشکر کا امیر بنا کر سیستان بھیجا، طغرل حاجب نے وہاں دونوں امیر بھائیوں کی فوج کو شکست دی اور انھیں قیدی بنا کر غزنی لے آیا۔

(4) 437ھ میں سلجوقیوں نے پھر غزنی کی طرف پیش قدمی کی، امیر مودود نے انھیں آگے بڑھ کر تباہ و برباد کر دیا۔

(5) 438ھ میں امیر مودود نے امیر حاجب کو غور پر حملہ کرنے کے لیے بھیجا، امیر صاحب نے قلعہ فتح کر لیا اور والی قلعہ ابو علی کو گرفتار کر کے غور سے غزنی لایا گیا۔

مسلمانوں کے اتحاد اور فکری یکجہتی کے نتیجے میں امیر مودود نے بیرونی ہند بھی بڑی اہم اور تاریخی فتوحات حاصل کیں، بلا شبہہ حضور حافظ ملت کا یہ قول حق اور سچ ہے "اتحاد زندگی ہے اور اختلاف موت۔"

امیر مودود نے اپنی مسرت کا اظہار کرتے ہوئے امیر طغرل کو ایک بڑے لشکر کا سردار بنا کر مکیا آباد روانہ کیا، وہاں پہنچ کر اس کے دماغ میں خود سری کا بھوت سوار ہوا اور امیر مودود کی اطاعت سے منحرف ہو گیا، امیر مودود نے اس کی تفہیم و تادیب کے لیے اپنے طور پر کاوشیں کیں، مگر جب کوئی نتیجہ بر آمد نہیں ہوا تو علی بن خادم کو دس ہزار فوجیوں کے لشکر کا قائد بنا کر مکیا آباد بھیجا، طغرل تو لشکر کی خبر سے بد حواس ہو کر فرار ہو گیا مگر اس کے سردار گرفتار ہو کر غزنی آئے۔

تاریخ ہند کے گم شدہ اوراق کے اس رخ سے چند باتیں سامنے آئیں، حقیقی قیادت کا فقدان انتشار اور باہمی اختلاف کا سبب ہوتا ہے۔ سامنے جب مضبوط مد مقابل ہو تو اتحاد اور اپنے قائد کو تسلیم کرنا خیر و برکت کا باعث ہوتا ہے۔ ہندوستان میں مسلم دور حکومت میں جنگیں اور معرکہ آرائیاں عام طور پر دولت و اقتدار کے لیے ہوتی تھیں۔ چند اہم شخصیات نے اسلامی اصولوں کی پامالی نہیں کی بلکہ ان حکمرانوں میں صالحین اور خادمان اسلام بھی ہوئے۔

حضرت مصنف فرماتے ہیں محمود غزنوی نے سومناتھ پر جو حملہ کیا وہ مال و دولت لوٹنے کے لیے نہیں، شہرت و ناموری کے لیے نہیں، بلکہ مندر میں اور اس کے صحن میں جو ظلم ہو رہا تھا، جو عیش پرستی ہو رہی تھی اس کے خاتمے کے لیے کیا، حملے کے بعد مندر میں تین سو ہندو لڑکیاں برآمد کیں، ان کے سر منڈے ہوئے تھے ان کے اہلِ خانہ نے عقیدت میں انھیں اس مندر میں دان کیا تھا۔ محمود غزنوی کے دل میں درد تھا انہیں آزاد کرانے کے لیے یہ حملہ کیا تھا۔ آپ نے انھیں آزاد کیا اور یہ فرمان جاری کیا کہ اپنے بال بڑھاؤ اور جہاں چاہو شادیاں کرو۔

دوسری بات تھی کہ انھیں بتایا گیا تھا کہ جب کوئی آدمی مرتا ہے تو اس کی روح آتما سومناتھ کے سامنے پیش ہوتی ہے، سوم ناتھ جو ان کا معبود ہے، وہ جس کو جس جونی میں چاہتا ہے اسے اس جونی میں منتقل کر دیتا ہے۔ تو محمود غزنوی نے کہا کہ جس کے بارے میں یہ عقیدہ ہے کہ وہ روحیں منتقل کر دیتا ہے میں اسی کو ختم کر دیتا ہوں، اس طرح سے یہ غلط عقیدہ خود بخود ختم ہو جائے گا۔

اسی طرح محمود غزنوی پر فرقہ پرستی کا الزام ہے، ایک بہت بڑا جنرل ہندو مذہب کا ماننے والا تاحیات ان کے ساتھ رہا، جب وہ بڑھاپے میں پہنچا تو محمود غزنوی نے اس سے کہا کہ ہندوستان کا جو اسٹیٹ آپ کہیں میں اسے فتح کر دوں، میرے لیے تو انتہائی آسان ہے، فتح کرنے کے بعد اس سلطنت کا تاج میں تمھیں دے دوں مگر اس نے جواب دیا کہ میں آپ ہی کے ساتھ غزنی میں رہنا چاہتا ہوں، ہندو جنرل نے کہا کہ میں آپ کا ساتھ چھوڑ نہیں سکتا تو وہ غزنی محمود غزنوی کے ساتھ گیا اور عرصۂ دراز تک وہ غزنی میں ان کے ساتھ رہا اور افغانستان کی بڑی بڑی جنگوں میں اس نے بڑے بڑے معرکے سر کیے، اس کے مرنے کے بعد ہندو رسم و رواج کے مطابق، اس کے سب مراسم ادا کیے گئے، وہ جگہ آج بھی موجود ہے اور اسی کے نام سے مشہور ہے، وہاں جو ہندو آج ہیں مرنے کا بعد ان کا اتم سنسکار وہیں افغانستان میں ہوتا ہے۔ اس وقت افغانستان ہندوستان کا ایک صوبہ تھا۔

آپ نے فرمایا کہ محمود غزنوی نے کبھی فرقہ پرستی کا کوئی مظاہرہ نہیں کیا بلکہ ہمیشہ حسنِ سلوک سے پیش آئے، آپ نے ہندو عوام پر ظلم و تشدد نہیں کیا۔ ناانصافی کا تو ان کے یہاں کو تصور نہیں تھا۔ سید سالار مسعود غازی قدس سرہ العزیز آپ کے حقیقی بھانجے ہیں۔ یہ بزرگ اجمیر مقدس میں خواجہ غریب نواز قدس سرہ کی آمد سے قریب دو سو برس پہلے پیدا ہوئے، نوجوانی میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔ آپ کا مزار اقدس بہرائچ شریف یوپی میں مرجع خلائق ہے۔ دنیا بھر سے لاکھوں لاکھ زائرین ان کے دربار میں حاضری کی سعادت حاصل کرتے ہیں اور فیض پاتے ہیں۔ آپ کی کرامات کا ظہور آج بھی اہلِ ہند اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔

مفتی زاہد علی سلامی استاذ و مفتی جامعہ اشرفیہ اور احقر مبارک حسین مصباحی دو بار سوم ناتھ مندر کی تاریخی آبادی میں بھی گئے ہیں۔ ہم نے وہاں شکستہ مندر بھی دیکھا ہے اور اسی کے قریب دوسرا سوم ناتھ مندر بھی دیکھا ہے۔ ہم نے وہ گیٹ بھی دیکھا ہے جسے حضرت محمود غزنوی کے ایک مجاہد نے ہاتھی کی سونڈ پر بیٹھ کر توڑا تھا۔ ہم نے اس مردِ مجاہد ولی کے مزار مقدس پر اور دیگر مجاہدین کے مزارات اور قبروں پر بھی حاضری کی سعادت حاصل کی ہے۔

یہاں ہم یہ واضح کر دینا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ دیگر ملکوں سے وارد ہونے والے حکمراں جو ہندوستان کے راجاؤں اور مسلم مملکتوں سے جو مال بطور غنیمت لے گئے تھے اس مال و دولت کو عام طور پر انھوں نے اپنے اخراجات کے لیے بقدر ضرورت رکھا، باقی اموال اور غنیمتوں کو اپنے ساتھ آنے والے مجاہدین اور عام ضرورت مند افراد پر تقسیم کر دیا۔

یہ ایک ناقابلِ تردید سچائی ہے کہ ہندوستان میں اسلام مسلم حکمرانوں اور بادشاہوں نے اپنی طاقت اور اپنی فوجوں کے زور سے نہیں پھیلایا، ہاں ضرورت پڑی تو کاوشیں فرمائیں، دعوت و تبلیغ کے فرائض اولیاے کرام اور علماے ربانیین نے انجام دیے اور ان ہی کے حسنِ کردار کی تلوار سے اسلام پھیلا ہے۔ اگر مسلم بادشاہوں نے اپنی طاقت اور اقتدار کا استعمال کیا ہوتا تو آج ہندوستان کا نقشہ یہ نہیں ہوتا۔ ہمارے لکھنے کا بنیادی نقطۂ نظر یہ ہے کہ ہندوستان کے سینے پر جو مسلم حکمرانوں نے حکومتیں کی ہیں، انھیں مسلم حکومت کہہ سکتے ہیں اسلامی حکومت نہیں۔

خیر ایک بار پھر ہم دعا کرتے ہیں، مولا عزوجل "تاریخ ہند کے گم شدہ اوراق" کو زیادہ سے زیادہ عام کرنے کی توفیق عطا فرمائے، دنیا کے مختلف گوشوں میں مقبولیت کی سرفرازیوں سے بامِ عروج پر پہنچائے۔ ہم اسی کے ساتھ اپنے بزرگ مفکر ملت حضرت علامہ محمد ادریس بستوی دامت برکاتہم القدسیہ کی بارگاہ میں بھی دل کی گہرائیوں سے تبریکات پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے طفیل آپ کی فکر، علم، اقبال اور عمر میں حد درجہ اضافہ فرمائے اور ہم سب کو آپ کے فکر و قلم اور دعوت و تبلیغ سے بھرپور استفادے کی سعادت نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبک سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

30/ نومبر 2022ء — از: احقر مبارک حسین مصباحی، عفی عنہ
5 جمادی الاولیٰ 1422ھ — خادم التدریس والصحافۃ
جامعہ اشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ

--*--*--

عقیدت مندیاں

از: مبارک حسین مصباحی

میں قصبہ شاہ آباد ضلع رام پور کا باشندہ ہوں، پورب میں بریلی شریف ہے اور دکھن میں بدایوں شریف، دونوں کا فاصلہ ہمارے یہاں سے کوئی تریسٹھ چونسٹھ کلومیٹر ہوگا۔ ہمارے علاقے میں بدایوں شریف کے بڑے سرکار، ان کے برادرِ خورد چھوٹے سرکار اور ان کی ہمشیرہ بنو بوا کے مزارات خاصے معروف ہیں۔ یہ روحانی آستانے روحانی شفا خانے دور دور تک جانے جاتے ہیں۔ یہاں بھی خواتین وحضرات اپنے علاجوں کے لیے بے حال رہتے ہیں، مریضوں پر حاضریاں ہوتی ہیں اور تاریخیں پڑتی رہتی ہیں، مرد وخواتین جلد ہی شفایاب بھی ہوجاتے ہیں۔

بہر کیف بدایوں شریف مدینۃ الاولیا ہے، بے شمار مقامی اور بیرونی بزرگوں کے مزارات ہیں، آپ کو معلوم ہونا چاہیے محبوب الٰہی حضرت شیخ نظام الدین اولیا جن کا مزار اقدس دہلی کی سرزمین پر شہرۂ آفاق ہے، آپ کی جائے ولادت بھی یہی شہر ہے، آپ کی دینی تعلیم اور روحانی تربیت گاہ بھی یہیں ہے۔ آپ کی والدہ کا مزار تو دہلی میں ہے، مگر والد بزرگوار کا مرقدِ نور بدایوں میں ہے۔ بدایوں شریف بے شمار اولیا، علما اور فضلا کی جائے ولادت ہے۔ بڑے بڑے شعرا اور ادبا یہاں جلوہ گر ہوتے رہے ہیں۔ قرطاس وقلم کے ماہرین بھی اسی سرزمین سے اٹھے ہیں اور کج کلاہانِ سیاست بھی، مسلم دورِ حکومت میں حکمرانوں کی مسندیں بھی اسی شہر میں سجتی تھیں۔

"خلیفۂ ثالث امیر المؤمنین ذوالنورین حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحب زادے حضرت سیدنا ابو سعید آبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پشت میں سے ایک بزرگ چھٹی صدی کے اواخر میں قطب الدین ایبک کی فوج کے ہمراہ ہندوستان تشریف لائے، جن کا نام حضرت قاضی دانیال قطری تھا۔ سلطان شمس الدین التمش کی خواہش پر آپ کو بدایوں بلا کر یہاں کی مسند قضا سونپی گئی اور پھر آپ حکومت شمسی کے قاضی القضاۃ مقرر ہوئے۔ علوم ظاہر وباطن میں کمال حاصل تھا اور حضرت خواجہ عثمان ہارونی سے بیعت وخلافت پائی تھی۔ تقریبًا 618ھ میں وفات پائی اور بدایوں میں ہی مدفون ہوئے۔ آپ کے بعد پھر آپ کی اولاد نے ضلع بدایوں کی منصب قضا کو تواتر کے ساتھ سنبھالا اور دین حنیف کی گراں قدر خدمات انجام دیں۔

(تاج دار اہل سنت، ص:39)

موجودہ صاحبِ سجادہ حضرت علامہ شیخ عبد الغنی محمد عطیف میاں قادری کا سلسلہ نسب 21 واسطوں کے بعد حضرت قاضی دانیال قطری اور 36 واسطوں کے بعد امیر المومنین حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جاکر ملتا ہے۔

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی برکت سے، حیا اور سخاوت کا موروثی جذبہ اس خانقاہ کے ہر فرد کے رگ وریشے میں خون بن کر دوڑ رہا ہے۔

قریب دو سو برس قبل کی بات ہے، افضل العبید حضرت شاہ عین الحق مولانا عبد المجید عثمانی (وصال: 29/ رمضان 1177ھ) کا زمانہ آیا، جب درسی علوم وفنون سے فارغ ہوئے تو دماغ معقولات سے آسمان کی بلندی پر تھا، آپ نے ارسطو کی منطق اور فارابی کا فلسفہ پڑھا تھا۔ آپ مرشد کی تلاش میں مارہرہ پہنچے تو دیکھ کر فرمایا کہ اونچی دوکان ہے، پھیکا پکوان ہے۔ یہ کہہ کر واپس چل پڑے، بدایوں کے معروف آستانہ "بڑے سرکار" میں آکر قیام کیا اور رات میں سو گئے، خواب میں دیکھا کہ حضور غوثِ اعظم کا دربار لگا ہوا ہے۔ ایک طرف حضور اچھے میاں مارہروی بیٹھے ہوئے ہیں، دوسری طرف حضرت بابا فرید الدین گنج شکر جلوہ گر ہیں حضور غوثِ اعظم نے بابا فرید الدین کو کچھ اشارہ کیا، وہ اپنی جگہ سے اٹھے اور شاہ عبد المجید کا ہاتھ پکڑ کر حضور اچھے میاں کے ہاتھ میں دے دیا، اس کے بعد آپ بیدار ہوگئے اور سیدھے مارہرہ مطہرہ کی جانب روانہ ہوگئے، حضور اچھے میاں کے قدموں پر گر گئے، آپ ان ہی کے دستِ مبارک پر بیعت ہوئے، رشتۂ غلامی ایسا باندھا کہ آج تک اولاد میں بھی یہی رشتۂ غلامی باقی ہے۔

یہاں قابلِ ذکر رخ یہ ہے کہ عصری علوم وفنون سے انسان بظاہر بلند تو ہوتا ہے مگر روحانیت کی سرشاری سے دور رہتا ہے اور

جب اپنے دماغ سے معقولات کا خمار اتار دیتا ہے تو عشق و عرفان کی تابندگی دل کے آئینے میں اترنے لگتی ہے۔ حضرت شاہ عین الحق عبد المجید عثمانی قادری کی زندگی کا یہ رخ اس کی زندہ مثال ہے۔ حضور اچھے میاں کے ہاتھ پر بیعت ہونے کا اشارہ حضور غوثِ اعظم نے دیا اور بابا فریدالدین نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر مارہروی بزرگ کے ہاتھ میں دے دیا۔ ایسا مضبوط رشتہ جڑا کہ اپنا گھر بھول گئے اور زیادہ اوقات مارہرہ میں گزرنے لگے۔ حضور اچھے میاں جب تک ظاہری حیات میں باقی رہے وہ وہ اپنے روز و شب اپنے آقا کی غلامی میں میں پڑے رہے۔

شمسِ مارہرہ ابوالفضل آل احمد حضور اچھے میاں قادری برکاتی مارہروی کے ایسے شیدائی ہوئے کہ مرشدِ برحق کی خانقاہ میں جاروب کشی کرتے رہے، تیس پینتیس برس کا زمانہ کوئی معمولی نہیں ہوتا۔ مرشدِ گرامی فرماتے آپ بدایوں شریف چلے جائیں، دو چار دن گزار کر پھر مارہرہ کی برکاتی خانقاہ کی دربانی کرنے واپس آجاتے، انھیں خوب معلوم تھا کہ اس در کا بھکاری غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے بنایا ہے، جن کے اشارۂ ابرو سے عرفان و تصوف کی منزلیں ملتی ہیں۔ حضور شمسِ مارہرہ کے آپ سب سے محبوب خلیفہ اور محرمِ اسرار تھے، آپ کو پیر خانے کے شہزادگان کے لیے تدریسی خدمت سپرد کی گئی، خاتم الاکابر سیدنا شاہ آل رسول مارہروی قدس سرہ اور حضرت سیدنا شاہ غلام محی الدین امیر عالم مارہروی قدس سرہ آپ کے نامور تلامذہ میں ہیں۔

حضور شمسِ مارہرہ قدس سرہ کی حیات [1235ھ] تک حضرت شاہ عین الحق قادری بدایونی نے کسی کو داخلِ سلسلہ نہیں کیا، مرشد کے وصال کے بعد مارہرہ میں آپ کا دل نہیں لگا تو 1235ھ میں آپ نے خانقاہ قادریہ بدایوں شریف کی بنیاد ڈالی۔

"اکمل التاریخ" میں "آثارِ احمدی" کے حوالے سے ہے:

"شمسِ مارہرہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ مولوی عبدالمجید مقام هَلْ مِنْ مَزِيْد پر ہیں اور ان جیسا کوئی دوسرا خادم صادق اور یار موافق نہیں" یہ ارشاد بھی ہے: "درویش باید کہ ظاہرش چوں ابی حنیفہ باشد و باطنش چوں منصور و ایں معنی بجز مولوی عبدالمجید در دیگرے ندیدہ ام" ترجمہ: درویش کو چاہیے کہ اس کا ظاہر ابی حنیفہ کی طرح ہو اور باطن منصور کی طرح اور یہ معنی سوائے مولوی عبدالمجید کے کسی اور میں میں نے نہیں دیکھا۔" (اکمل التاریخ، ص: 98،99)

"شاہ عین الحق عبدالمجید بدایونی قدس سرہ کے بارے میں حضور شمس مارہرہ قدس سرہ کا یہ فرمان عالی شان حد تواتر کو پہنچا ہوا ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ سلطان المشائخ حضرت محبوب الٰہی فرمایا کرتے تھے کہ اگر بروز حشر خدا نے مجھ سے پوچھا کہ نظام الدین دنیا سے میرے لیے کیا تحفہ لائے ہو تو میں امیر خسرو کو پیش کر دوں گا کہ اے پروردگار تیری بارگاہ میں یہ تحفہ لایا ہوں، اسی طرح اگر فقیر سے سوال کیا گیا تو فقیر مولوی عبدالمجید بدایونی کو بارگاہ خداوندی میں پیش کر دے گا۔" (ص:46)

12 دسمبر 2022ء عرسِ قادری بدایوں شریف میں تھا، حضرت مولانا نفیس احمد مصباحی، حضرت مولانا صدر الوریٰ قادری مدعو تھے احقر مبارک حسین مصباحی عفی عنہ بھی بحیثیت خادم حاضر ہوا، خانقاہ کے نظم و نسق اور حسنِ اہتمام نے حد درجہ متاثر کیا، اوقات کی پابندی، باجماعت نمازوں کے اہتمام نے گرویدہ بنایا، منظوم روحانی مجلس میں شرکت کی سعادت حاصل کی، اس کے بعد سرکار ﷺ کے تین موئے شریف، مولا علی رضی اللہ عنہ اور حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے دیگر تبرکات کی زیارت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ تاجدارِ اہلِ سنت شیخ عبدالحمید محمد سالم قادری عثمانی کا وصال ہو چکا ہے، آپ کے فیوض و برکات کے قادری بادل آج بھی خانقاہ قادریہ بدایوں پر رم جھم برس رہے ہیں، فرزند کبیر محبِ مکرم حضرت علامہ شیخ اسید الحق قادری بدایونی قریب چالیس برس کی عمر میں بغدادِ مقدس میں جامِ شہادت نوش فرما چکے ہیں، وہ اپنی خوش بختی سے سرکار غوثِ اعظم کی دیوار کے سائے میں ابدی نیند سو گئے ہیں، ہم نے بھی بارگاہِ سرکار سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ میں حاضری کی سعادت حاصل کی ہے، اس وقت خانقاہ قادریہ بدایوں شریف کے زیب سجادہ مخلص و مکرم جانشین تاج دار اہلِ سنت حضرت علامہ شاہ شیخ عبدالغنی محمد عطیف میاں قادری دامت برکاتہم العالیہ ہیں، آپ کے برادرِ صغیر حضرت مولانا شاہ فضل رسول محمد عزام میاں قادری عرس کے سارے اہتمام فرماتے ہیں۔ دار العلوم قادریہ بدایوں شریف قدیم تاریخی ادارہ ہے، اس کے نظم و نسق پر خصوصی نگاہ رکھنے والی شخصیت خلیفۂ تاجدارِ اہلِ سنت حضرت شیخ حافظ عبد القیوم قادری ہیں دار العلوم کے اساتذہ اور طلبہ بھی علوم و معارف کی منزلیں طے کر رہے ہیں صاحبِ سجادہ کی سرپرستی میں محبِ گرامی ڈاکٹر ارشاد عالم نعمانی فکر و قلم کی دنیا آباد کیے ہوئے ہیں۔ اس عرس میں 627 صفحات پر مشتمل "تاجدارِ اہلِ سنت" کتاب کا رسم اجرا حضور تاج دارِ مارہرہ رفیق ملت سید شاہ نجیب حیدر قادری برکاتی دامت برکاتہم العالیہ نے فرمایا، اس کتاب پر اظہار خیال ہم پر فرض ہے۔ ❋❋❋

نقد و نظر

انوار حقہ پبلی کیشنز اٹک کی دو عظیم کتابوں کی اشاعت

تبصرہ نگار: سید صابر حسین شاہ بخاری قادری

ڈاکٹر امجد حسین کاظمی صاحب نے فقیر کی تحریک و تشویق پر مملکت خداداد پاکستان کے صوبہ پنجاب کے ضلع اٹک میں اپنے والد گرامی مبلغ اسلام، علامہ مولانا مفتی قاضی حافظ انوار الحق شمس آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (م:1402ھ/1981ء) کی یاد میں ایک اشاعتی ادارے انوار حقہ پبلی کیشنز اٹک کا قیام عمل میں لایا اور اس کے زیر اہتمام اپنے آباؤ واجداد کی تصنیفات و تالیفات کو ایک صدی کے بعد جدید تقاضوں کے مطابق شائع کرنے کا ایک ایسا حسین و جمیل سلسلۂ طباعت و اشاعت کیا شروع کیا جو نہایت ہی برق رفتاری سے اپنے اہداف کی جانب بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے۔

انھوں نے سب سے پہلے اپنے جد امجد مصنف تصانیف کثیرہ حضرت علامہ مولانا مفتی قاضی غلام گیلانی شمس آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (م:1348ھ/1930ء) کی تصانیف کو از سر نو شائع کرنے کا بیڑا اٹھایا اور ختم نبوت کے تحفظ اور فتنۂ قادیانیت کے رد میں ان کی ایک نہایت ہی اہم کتاب "**تیغ غلام گیلانی بر گردن قادیانی**" کا نہ صرف بریلی شریف کا عکسی ایڈیشن چھاپا بلکہ اسے جدید انداز میں بھی سامنے لایا۔ یہ اپنے موضوع پر نہایت ہی لاجواب اور بے مثال کتاب ہے۔

اسی طرح آپ نے اسی کتاب کی روشنی اور رہنمائی میں خود بھی قلم اٹھایا اور "**قادیانیت کی گرتی دیوار کو ایک دھکا اور**" کے عنوان سے کتاب رقم فرمائی۔ اپنے دادا محترم کے بھائی علامہ مولانا مفتی قاضی غلام ربانی چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (م:1365ھ/1946ء) کی میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حوالے سے ایک نہایت ہی اہمیت کی حامل کتاب شائع کر کے عام کی ہے۔ اسی طرح آپ نے اپنے اجداد کی کئی کتابیں چھاپ کر عام کی ہیں۔ ہنوز یہ سلسلہ نہایت ہی تیزی سے جاری و ساری ہے۔

اس ماہ ربیع الآخر 1444ھ/نومبر 2022ء کے آواخر میں انوار حقہ پبلی کیشنز اٹک کی دو نئی مطبوعات چھپ کر سامنے آئی ہیں۔

پہلی کتاب "**جمع عبارات در فضائل حضرات سادات**" ہے۔ یہ ماہر عریف، جامع فضائل، قامع رذائل حضرت علامہ مفتی قاضی غلام گیلانی نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اثر خامہ کا نتیجہ ہے۔ اس کتاب کا پہلا ایڈیشن 1332ھ/1911ء میں شائع ہوا۔ ضرورت تھی کہ اس کتاب کا ایک ایسا ایڈیشن سامنے لایا جائے جو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ ہو۔ چنانچہ ایک سو بارہ سال کے طویل عرصے بعد یہ سعادت آپ کے خانوادے کے ایک فرد فرید علامہ ڈاکٹر امجد حسین کاظمی سیفی زید مجدہ کے حصے میں آئی۔ فقیر کی تحریک و تشویق پر کتاب کے اس ایڈیشن کی عزیزی ظفر محمود قریشی زید مجدہ نے نہ صرف مشینی کتابت کی بلکہ انہوں نے اس کی نہایت ہی احسن انداز میں اس کی تخریج کی اور مفید حواشی بھی لکھ دیے۔ یوں یہ کتاب عام قاری کے لیے بھی آسان اور عام فہم کر دی گئی ہے۔ آخر میں پہلے ایڈیشن کے بھی چند صفحات کے عکس شامل کر دیے گئے ہیں۔ یہ کتاب چند فصلوں پر مشتمل ہے اور قرآنی آیات اور احادیث نبویہ سے مزین ہے۔ کتاب بڑے سائز میں 152 صفحات پر محیط ہے۔ اس نہایت ہی پر فتن دور میں اس کی اشاعت وقت کے عین تقاضے کے مطابق ہے۔ فتنۂ خارجیت، رافضیت اور ناصبیت کی فتنہ سامانیاں عروج پر پہنچ چکی ہیں۔ ان فتنوں کے رد و ابطال میں اس کتاب کا مطالعہ بہت ہی ضروری ہے۔ یہ کتاب ہر لائبریری، ہر خانقاہ بلکہ گھرانے میں پہنچنی چاہیے تاکہ فکر و نظر میں مزید جلا اور نکھار آسکے اور طوفان بدتمیزی سے بچا جا سکے۔

دوسری کتاب "**خطبات سلیم**" ہے جو آپ کے برادر اکبر علامہ صاحب زادہ پروفیسر قاضی محمد سلیم شمس آبادی زید مجدہ کے خطبات و تقاریر کا ایک حسین و جمیل مجموعہ ہے جس میں مختلف موضوعات پر آپ کے چونتیس خطبات کو احاطۂ تحریر میں لایا گیا ہے۔ یہ نہ صرف محققین کے لیے بلکہ مقررین اور خطبا کے لیے بھی ایک نعمت غیر مترقبہ سے کم نہیں ہے۔ اسے اپنے مطالعہ میں لائیں اور ہمیشہ کے لیے حرز جاں بنائیں۔ "خطبات سلیم" بھی بڑے سائز میں ہے اور پانچ سو بیس صفحات کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ ہر سلیم الفطرت اور باذوق قاری کے لیے ان "خطبات سلیم" کا مطالعہ بہت ہی ضروری ہے۔

ان دونوں گراں قدر کتابوں پر فقیر کو تقدیمات لکھنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل ہمارے ممدوح علامہ ڈاکٹر امجد حسین کاظمی سیفی صاحب زید مجدہ کے علم و عمل میں مزید برکتیں عطا فرمائے اور انہیں ہمیشہ شاد و آباد اور بامراد رکھے۔ آمین ثم آمین۔ ❊❊❊

خیابان حرم

نعتیں

دل ہو محوِ وجد اور لب پر ترانہ آپ کا

جس کو آجائے زہے قسمت بُلاوا آپ کا
ہوگا یہ اس کے لیے انمول تمغہ آپ کا

بانٹتا ہے صبح کو چہرہ اجالا آپ کا
رات ہو جائے کرے جب گیسو سایہ آپ کا

دنیا میں ہے جس نے بھی اپنایا اسوہ آپ کا
ہوگا وہ محشر میں کیسے رسوا بندہ آپ کا

انگلیوں پر رقص کرتا ہے فلک کا ماہ تاب
واہ کیا ہی خوب ہے نوری کھلونا آپ کا

ملکیت میں آپ کی ہے دو جہاں کی سروری
پیٹ پر پتھر، چٹائی ہے بچھونا آپ کا

حسن کی خیرات ماہ و مہر مانگیں روز و شب
ہاں وہی یکتا خدائی میں ہے تلوا آپ کا

کوچۂ سرکار کے لعل و گہر کو چھوڑیے
آئینہ سورج کو دکھلاتا ہے ذرہ آپ کا

جاں کنی کے وقت میرے خیرِ ایماں کے لیے
عشق سے لبریز ہو دل لب پہ نغمہ آپ کا

یا رسول اللہ در پر ہو مری جب حاضری
دل ہو محوِ وجد اور لب پر ترانہ آپ کا

صرف اتنی التجا ہے اس گھڑی نکلے یہ دم
ہو نظر کے سامنے جب آستانہ آپ کا

جب خدا کرتا ہے خود قرآں میں مدحت آپ کی
کیا وصیؔ لکھ پائے کوئی وصف آقا آپ کا

وصیؔ واجدی مکرانی، سرلاہی، نیپال

معراجِ بندگی

اسرا کی رات رب سے ملنے کی یہ گھڑی ہے
جبریل کے لبوں پر پیغام ایزدی ہے

سدرہ پہ جا کے بولے جبریل مصطفی سے
بس اے حضور میری سرحد یہ آخری ہے

سدرہ ہے اُن کے پیچھے، قوسین ان کے آگے
گویا کہ دیکھی بھالی ہر اک ڈگر ملی ہے

عرش بریں کا سر ہے، میرے نبی کا تلوا
تم ہی بتاؤ ایسی رفعت کسے ملی ہے

قِف یَا مُحَمَّدَ اِنَّ رَبَّ یُصَلِّي سُن کر
حیران ہیں فرشتے کیا رتبۂ نبی ہے

ان کو دنیٰ کے بدلے رب نے دیا تدلیٰ
قربت کی اُن کے دل میں ٹھنڈک اتر گئی ہے

قوسین پر کمال قرب و وصال دیکھو
دوری بھی ہے تو کتنی سمجھو کمان سی ہے

پہنچا نہیں وہاں تک جز مصطفےٰ کوئی بھی
معراج مصطفےٰ کی معراجِ بندگی ہے

کیا کیا انہیں دکھایا، کیا کیا انھیں بتایا
سمجھے گا یہ بشر کیا جب ذہن میں کجی ہے

اُن کے لیے رُکا ہے آبِ وضو کا دھارا
رفتار وقت کی بھی اُن کے لیے تھمی ہے

بو بکر اور عمر کا، عثمان اور علی کا
معراجِ مصطفیٰ پر ایمان دائمی ہے

قرآں میں دیکھتا ہوں معراج کے مناظر
مہتابؔ میرے لب پر صَلُّوا عَلَى النَّبِی ہے

مہتاب پیامی

وہ نہیں تو جہاں کا نور نہیں

وہ نہ سمجھے جنھیں شعور نہیں
ذات سرکار ہم سے دور نہیں

ہیں نبی تو جہاں چمکتا ہے
وہ نہیں تو جہاں کا نور نہیں

پھر نہ ہوتی یہ کائنات عیاں
ہوتا اُن کا اگر ظہور نہیں

عشق ہے آمد رسول پہ خوش
کینہ و بغض کو سرور نہیں

رب کو دیکھیں وہ جب جہاں چاہیں
”لن ترانی“ وکوہِ طور نہیں

مانگتے جاؤ ملتا جائے گا
لب پہ لاتے نہیں حضور ”نہیں“

گر نہ تھامو گے دامن سرکار
بحر عصیاں سے پھر عبور نہیں

رب سے مانگو نبی کے صدقے
میں ورنہ کہہ دے گا وہ غفور ”نہیں“

خاک پاے نبی کے سامنے کچھ
لعل و یاقوت وکوہ نور نہیں

گر نہ ہوتا فریدیؔ ! ان کا کرم
نعت کی ہوتیں یہ سطور نہیں

سلمان رضا فریدی صدیقی مصباحی

زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے

استاذ العلما، تلمیذ حضور حافظ ملت حضرت علامہ اسرار احمد عزیزی مصباحی قدس سرہ سابق استاذ جامعہ اشرفیہ، کے سانحہ ارتحال پر پرنم آنکھوں سے لکھا گیا ایک مختصر مضمون۔

از: ابوالحسنات **محمد ممتاز عالم مصباحی**

استاذ العلما والفقہا، نمونہ اسلاف، تلمیذ حضور حافظ ملت، اسرار ملت، ماہر علوم فنون، حاوی فروع واصول حضرت علامہ الشاہ اسرار احمد عزیزی مصباحی قدس سرہ العزیز اپنے اہل وعیال اور عزیز واقارب کے ساتھ ہزاروں تلامذہ کو روتا بلکتا چھوڑ کر اپنے مالک حقیقی جل وعلی سے جاملے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون.

اللہ عزوجل نے اپنے حبیب پاک صاحب لولاک ﷺ کے طفیل استاذ گرامی کو بہت سی خوبیوں سے نوازہ تھا۔ فقہ، اصول فقہ، تفسیر، اصول تفسیر، حدیث، اصول حدیث، منطق، فلسفہ اور علم کلام وغیرہ قریبًا تمام ترمروجہ علوم وفنون میں آپ کو مہارت تامہ حاصل تھی۔

ان محاسن وکمالات کے ساتھ ساتھ وہ حددرجہ سادہ مزاج اور اصول پسند بھی تھے۔ سردی ہو کہ گرمی یا پھر برسات ہر موسم میں روزانہ صلاۃ وسلام کی گھنٹی سے پہلے پہلے جامعہ تشریف لے آتے اور چھٹی بعد تشریف لے جاتے۔ مبارک پور کے جوار میں واقع موضع لوہرا کے آپ متوطن تھے، اس لیے روزانہ آنے جانے کا معمول شریف تھا۔ تعلیم تعلم میں تساہلی کو سخت ناپسند فرماتے تھے۔ میں نے کبھی آپ کو درس گاہ میں ہنستے اور غیر ضروری بات کرتے نہیں دیکھا۔ یہ بھی آپ کی اصول پسندی کا حصہ تھا۔

سادگی کے باوجود آپ کی شخصیت میں بہت زیادہ رعب ودبدبہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ طلبہ واساتذہ میں "بابا" کے نام سے مشہور تھے۔ اعدادیہ ہو کہ دورہ حدیث، کسی بھی درجے کے کسی طالب علم کو آپ سے نگاہ ملا کر بات کرنے کی ہمت نہیں ہوتی تھی۔

آپ کا انداز تدریس بھی سادہ مگر انتہائی عمدہ تھا۔ آسان الفاظ اور مختصر تقریر کے ذریعہ مشکل سے مشکل سبق کو اپنے طلبہ کے ذہن میں اتار دینے کا فن آپ خوب جانتے تھے۔

آپ کی درس گاہ فیض سے تربیت یافتہ طلبہ کی تعداد ہزار دو ہزار نہیں بلکہ لاکھوں میں ہے۔ جو آج نہ صرف یہ کہ وطن عزیز ہندوستان، بلکہ امریکہ، برطانیہ، افریقہ، کناڈا، عمان، سعودی عرب، دوبئی، قطر، پاکستان، بنگلہ دیش، نیپال اور سری لنکا وغیرہ بہت سے ملکوں میں اپنے اپنے ذوق کے مطابق دین متین کی بیش بہا خدمات انجام دینے میں سرگرم عمل ہیں۔

مجھ کم علم اور ہیچ مداں کو اس بات پر بے انتہا فخر ہے کہ میں استاذ گرامی کا ادنی شاگرد ہوں، میں نے آپ سے درس نظامیہ کی دو مشکل ترین اور مشہور کتابیں نخبۃ الفکر اور سراجی پڑھنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ فالحمد للہ علي ذلك.

آپ نے ابتدا تا دورہ حدیث پوری تعلیم جامعہ اشرفیہ میں حاصل کی، یہاں تک کہ 1386ھ 1966ء میں علما ومشائخ کے ہاتھوں دستار فضیلت سے نوازے گئے۔ تکمیل تعلیم کے بعد اپنے استاذ گرامی حضور حافظ ملت قدس سرہ العزیز کے حکم کے مطابق مادر علمی میں ہی تدریسی خدمات انجام دینے میں مصروف ہو گئے، جس کا سلسلۃ الذہب ریٹائرمنٹ 2010ء تک جاری رہا۔ گویا آپ نے اپنی پوری زندگی مادر علمی کی خدمت کے لیے وقف کر دی تھی۔

آپ کو قطب الارشاد استاذ الاساتذہ، جلالۃ العلم، حافظ ملت حضرت علامہ الشاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی ثم مبارک پوری علیہ الرحمۃ والرضوان بانی وسربراہ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ سے شرف تلمذ حاصل ہونے کے ساتھ ساتھ سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت وارادت کا بھی شرف حاصل تھا۔

آپ کے علمی مقام ومرتبہ کا اندازہ لگانے کے لیے اتنا جان لینا ہی کافی ہوگا کہ صدر العلما، حضرت علامہ محمد احمد مصباحی دام ظلہ ناظم تعلیمات جامعہ اشرفیہ، مبلغ اسلام حضرت علامہ عبد المبین نعمانی قبلہ دام ظلہ مہتمم دار العلوم قادریہ، چریا کوٹ، مئو اور سراج الفقہا محقق مسائل جدیدہ حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین رضوی، مصباحی قبلہ دام ظلہ۔ شیخ الحدیث وصدر شعبہ افتا جامعہ اشرفیہ جیسی عبقری شخصیات آپ کے تلامذہ میں شامل ہیں۔

آپ کا وصال پر ملال یقینًا جماعت اہل سنت خاص طور پر جامعہ اشرفیہ کے لیے ناقابل تلافی خسارہ ہے۔ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مولی کریم اپنے حبیب رؤف ورحیم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے طفیل استاذ گرامی کے تمام تر گناہ کبیرہ وصغیرہ کو معاف فرما کر ان کے درجات کو بلند سے بلند تر فرمائے، ان کو پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور جامعہ اشرفیہ کو ان کا نعم البدل نصیب کرے۔ آمین

سرپرست وشیخ الحدیث۔ جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات، پریم نگر، کان پور

ایک روشن چراغ تھا نہ رہا

دل بے تاب تری یاد سے پاتا ہے سکوں
زندگی تیرے تصور سے سنور جاتی ہے

نہیں معلوم اس چمنستانِ عالم میں کتنے پرندے چہچہائے اور اڑ گئے، لیکن بعض کی میٹھی آوازیں آج بھی کانوں میں رس گھول رہی ہیں۔ دل ان کی یاد میں تڑپ اٹھتا ہے، آنکھیں نم ہو جاتی ہیں اور بے ساختہ زبان سے یہ شعر نکل پڑتا ہے۔

کون اس باغ سے اے بادِ صبا جاتا ہے
رنگ رخسار سے پھولوں کے اڑا جاتا ہے

ایسی ہی کچھ بات درس و تدریس کے شہسوار، رہبرِ اسلام، امیر العلما، مظہر علومِ حافظِ ملت، بابائے اشرفیہ سیدی سندی استاذی علامہ الحاج اسرار احمد مصباحی قدس سرہ کی شخصیت جامع کمالات اور منبعِ فیوضات تھی، آپ بے پناہ ذہین و بلا کے حاضر جواب، جید عالم، بلند قامت، گندمی رنگ، عریض سینہ، کشادہ پیشانی، مضبوط بدن، صاحبِ وقار اور پر جلال شخصیت کے مالک تھے۔ علامہ موصوف کہنہ مشق، قابل اور زندہ دل صوفی منش انسان تھے۔ آپ میں سادگی، بے لوث پیار و محبت، بزرگوں سے عقیدت، حبِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خدا ترسی کا جذبہ بہت تھا، ان کا پر نور چہرہ، دلکش مسکراہٹ، سراپا جمال شخصیت مثالی نمونہ تھی۔

آپ نے حضور حافظِ ملت علیہ الرحمہ کے دستِ فیض اقدس پر بیعت کی، آپ کے وصال سے دنیائے اہل سنت کو انتہائی صدمہ پہنچا ہے، جس کی تلافی طویل عرصہ تک ناممکن ہے۔ دینِ اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لیے آپ نے جس قدر خدمات سر انجام دی ہیں وہ محتاجِ بیان نہیں، درس و تدریس کے ذریعہ سیکڑوں نہیں ہزاروں طالبانِ دین اسلام نے آپ سے فیض حاصل کیا۔ آپ شبِ چہار شنبہ ٹھیک 2 بجے 29 نومبر 2022ء کو اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ رجعون.

آپ کا جنازہ آبائی قبرستان لوہرا لایا گیا، 30/ نومبر بعد نمازِ ظہر فضیلت مآب عزیز ملت پیر طریقت حضرت علامہ الحاج الشاہ عبد الحفیظ صاحب قبلہ مد ظلہ العالی، سربراہِ اعلیٰ الجامعۃ الاشرفیہ و سجادہ نشین حضور حافظِ ملت قدس سرہ العزیز نے نمازِ جنازہ پڑھائی، جس میں لوگوں کی کثیر تعداد شریک تھی۔ لوہرا قبرستان میں تدفین عمل میں آئی، مولا تعالیٰ آپ کو جوارِ رحمت میں جگہ اور پس ماندگان کو صبر جمیل و اجر جزیل عطا فرمائے۔ آمین۔

جوارِ رحمتِ یزداں میں ان کی روح شاداں ہو
لحد کی خاک کا اک ایک ذرہ ماہِ تاباں ہو

غم زدہ: **رئیس احمد عزیزی مصباحی ادروی**
مرکزی شہر، ہبلی، کرناٹک

(ص:19 کا بقیہ) ان کو خلافت سے سرفراز فرمایا اور ساتھ ہی حضرت خواجہ بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اجمیر بلا بھیجا- حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک روز اجمیر شریف کی جامع مسجد میں تشریف فرما تھے مقربین اور احباب خاص حاضر خدمت تھے- آپ ملک الموت سے باتیں کر رہے تھے کہ معاً شیخ علی سنجری سے مخاطب ہوئے اور ان سے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خلافت کا فرمان لکھوایا قطب صاحب حاضر خدمت تھے حضرت خواجہ غریب نواز نے اپنی کلاہ مبارک قطب صاحب کے سر پر رکھی اپنے ہاتھ سے عمامہ باندھا خرقہ اقدس پہنایا عصا مبارک ہاتھ میں دیا مصلی کلامِ پاک اور نعلین مبارک مرحمت فرما کر ارشاد فرمایا: یہ نعمتیں میرے بزرگوں سے سلسلہ بہ سلسلہ فقیر تک پہنچی ہیں اب میرا آخری وقت آپہنچا ہے یہ امانتیں تمھارے سپرد کرتا ہوں- حق امانت حتیٰ الامکان ادا کرنا تاکہ قیامت کے دن مجھے اپنے بزرگوں کے سامنے شرمندہ نہ ہونا پڑے- پھر اور کئی نصیحتیں فرمائیں اور آپ کو رخصت کر دیا- وصال سے چند روز قبل آپ نے اپنے بڑے صاحب زادے حضرت خواجہ سید فخر الدین کو نصیحت فرمائی: دنیا کی تمام چیزیں مٹنے والی ہیں اور فنا ہونے والی ہیں ہر دم خدا کی خوشنودی طلب کرتے رہنا اور کسی چیز پر بھروسا نہ رکھنا- تکلیف و مصیبت کے وقت صبر و استقلال کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑنا -

633ہجری میں، 5 اور 6 رجب کی درمیانی شب کو حسبِ معمول عشا کی نماز کے بعد آپ اپنے حجرے میں داخل ہوئے اور اندر سے دروازہ بند کر کے یاد خدا میں مشغول ہو گئے رات بھر درود اور ذکر کی آواز آتی رہی- صبح ہونے سے پہلے ہی یہ آواز بند ہو گئی- جب دروازہ نہیں کھلا تو خدام نے دستکیں دیں اس پر بھی کوئی جواب نہیں ملا تو پریشانی بڑھ گئی- آخر مجبوراً دروازہ توڑ کر اندر داخل ہوئے تو دیکھا کہ آپ واصل بحق ہو چکے ہیں اور آپ کی نورانی پیشانی پر سبز اور روشن حروف میں لکھا ہوا ہے:

"ھذا حبیب اللہ مات فی حب اللہ"

حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال پر ملال کی خبر فوراً شہر کے گلی کوچوں اور مضافات میں پھیل گئی لوگ محبت کے آنسوں بہاتے ہوئے اپنے محبوب کے جنازے پر ہزاروں کی تعداد میں جمع ہو گئے آپ کے بڑے صاحب زادے خواجہ سید فخر الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی جس حجرے میں آپ نے انتقال فرمایا تھا اسی حجرے میں آپ کو دفن کیا گیا تب ہی سے آپ کا آستانہ مبارک تمام ہندوستان کا روحانی مرکز بنا ہوا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک بنا رہے گا۔

(ہند الولی غریب نواز، صفحہ، 73)❋❋❋

صدائے بازگشت

ماہ نامہ اشرفیہ اس وقت آسمانِ صحافت پر چمک رہا ہے

بملاحظہ گرامی مجی مخلصی محترم المقام حضرت العلام مبارک العلماء والفضلاء علامہ مبارک حسین مصباحی صاحب زید مجدہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

امید واثق ہے کہ آپ بخیریت ہوں گے اور علمی و تحقیقی اور تدریسی کاموں میں مصروف ہوں گے۔ یہ امید بھی قوی ہے کہ آپ سہ ماہی مجلہ "خاتم النبیین ﷺ" (انٹر نیشنل) کے دوسرے شمارے کے لیے مجوزہ عنوان "تحفظ ختم نبوت اور ماہ نامہ اشرفیہ" مبارک پور پر خامہ فرسائی فرما رہے ہوں گے۔

ناچیز ہیچ مدان سہ ماہی مجلہ "خاتم النبیین ﷺ" (انٹر نیشنل) کے دوسرے شمارے کے لیے کافی تگ ودو کر رہا ہے۔ عالم اسلام کے نامور اہل علم وقلم کے دروازوں پر برابر دستک دے رہا ہوں کہ شاید کہیں سے کامیابی حاصل ہو جائے۔ اے کاش ہمارے اہل علم وقلم عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنۂ قادیانیت کے رد کی اہمیت وافادیت احسن انداز میں سمجھ جاتے تو قادیانی فتنۂ ارتدادی کے آگے بند باندھا جا سکتا ہے اور لاکھوں بلکہ کروڑوں کلمہ گو مسلمانوں کو مرتد ہونے سے بچایا جا سکتا ہے۔ ورنہ پھر صحرا میں اذان دینے والی بات ہے اور بندہ اذان دیتا رہے گا۔

ہمارے علما و مشائخ کو اس جانب اپنی بھرپور توجہ دینی چاہیے ختم نبوت کے تحفظ اور فتنۂ قادیانیت کے رد میں ہمیں اپنے اکابرین کی خدمات جلیلہ کو از سرِ نو جدید انداز میں صفحۂ قرطاس پر منتقل کر کے دنیا کے سامنے لانا چاہیے۔ ہمیں اپنے خطبات وتقاریر کا رخ تبدیل کرنا چاہیے اور فروعی مسائل کے علاوہ عقیدۂ ختم نبوت پر بھی کھل کر بولنا چاہیے تاکہ ہمارے شائع ہونے والے مجموعۂ خطبات وتقاریر میں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنۂ قادیانیت کے رد میں بھی موضوعات نمایاں نظر آئیں۔

ہمارے صوفیا و مشائخ کرام کو اپنے مریدین ومعتقدین کو عقیدۂ ختم نبوت کی تعلیم بھی دینی چاہیے۔ ہمارے اعراس اور دیگر اسلامی تقریبات میں بھی عقیدۂ ختم نبوت کا موضوع ضرور ہونا چاہیے۔

ہمارے اہل علم وقلم کو بھی جہاد بالقلم کے محاذ پر فتنۂ قادیانی کی سرکوبی کے لیے وقف ہو جانا چاہیے تاکہ ہمارے جرائد ورسائل میں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ میں مضامین ومقالات نمایاں نظر آئیں۔

ہمارے شعرائے کرام کو بھی اپنے نعتیہ کلام میں عقیدۂ ختم نبوت کے عناصر شامل کرنے چاہئیں اور فتنۂ قادیانیت کے ہجو میں بھی اشعار لکھنے چاہئیں۔ تاکہ ہمارے قول وفعل سے یہ حقیقت نمایاں نظر آئے:

انھیں جانا انھیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

الحمد للہ علی احسانہ، ناچیز ہیچ مدان کی صدائے قلب حزیں نے اپنا رنگ دکھانا شروع کر دیا ہے۔ سہ ماہی مجلہ "خاتم النبیین ﷺ" (انٹر نیشنل) کے دوسرے شمارے کے لیے مشاہیر علمائے کرام ومشائخ عظام نے اپنے بصیرت افروز اور حوصلہ افزاء پیغامات سے نوازنا شروع کر دیا ہے اور نامور اہل علم وقلم نے بھی مجوزہ عناوین میں سے کئی عنوانات پر اپنے مضامین ومقالات لکھنے شروع کر دیے ہیں۔ امید قوی ہے کہ ان شاء اللہ مجلے کا دوسرا شمارہ عظیم وضخیم ہوگا۔

فقیر سہ ماہی مجلہ "خاتم النبیین ﷺ" (انٹر نیشنل) کے مجوزہ عناوین کے حوالے سے غور وفکر میں منہمک تھا کہ اتنے میں آپ کی جانب سے برصغیر میں عالم اسلام کی معروف درس گاہ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ یوپی ہند کے دینی وعلمی ترجمان ماہ نامہ "اشرفیہ" مبارک پور کی جلد نمبر 46 کا شمارہ نمبر 12، جمادی الاولی 1444ھ/ دسمبر 2022ء کی پی ڈی ایف فائل فردوسِ نظر ہوئی تو قلب کو طمانیت حاصل ہوئی کہ "ابھی کچھ لوگ ہیں اس جہاں میں"۔

پیش نظر شمارے کا سرورق حسب سابق نہایت ہی عمدہ اور اعلیٰ ہے، نہایت ہی جاذب نظر اور دل کش ہے۔ سرورق پر حافظ ملت حضرت

شاہ عبدالعزیز محدث مبارک پوری قدس سرہ القوی کے روضہ مبارک کے بلندوبالا مینار ہماری عظمتوں کی بلندیوں کی گواہی دے رہے ہیں۔

سرورق ہی پر سود بے سود کے بارے میں ایک استفتاء کے جواب میں آپ کا ایک فتویٰ نمایاں پر کچھ یوں دیا گیا ہے:

”سود لینا حرام ہے، اگر کوئی منافع کافروں سے ملے تو وہ مال موزی سمجھ کر لے سکتا ہے، یہ سود نہیں، بہر صورت ڈپازٹ کا روپیہ حکومت سے لے کر فقرا کو دے دے تو بہتر۔“

آپ نے اس مختصر مگر جامع فتویٰ میں سود بے سود کے بارے میں ایسا بے مثال جواب رقم فرمایا ہے کہ گویا کوزے میں دریا بند کر دیا گیا ہے۔ اس سے آپ کی شان فقاہت کی بلندی نمایاں نظر آتی ہے۔

”اداریہ“ میں آپ نے نہایت چابکدستی سے دو موضوعات کو نہایت ہی احسن انداز میں نبھایا ہے۔

پہلا موضوع ایک تعزیتی شذرے پر مشتمل ہے جو آپ نے اپنے سوگوار قلم سے حضرت مولانا اسرار احمد مصباحی معروف بہ بابا رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پر ملال پر رقم فرمایا ہے۔ اس میں آپ نے نہایت اختصاریت اور جامعیت سے آپ کے خاندان، ولادت، حلیہ، اخلاق و کردار، تعلیم و تربیت، نماز جنازہ اور تدفین تک کے مناظر تک کو احاطۂ تحریر میں لے آئے ہیں۔ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام مصباحی علما میں نہایت ہی ممتاز اور نمایاں ہے، اس پر آپ کے مشاہیر اساتذہ اور تلامذہ شاہد و ناطق ہیں۔ ضرورت ہے کہ کوئی فاضل آگے بڑھے اور آپ کی حیات وخدمات پر قلم اٹھائے اور ایک نہایت ہی مفصل مقالہ سامنے لائے۔

مولانا موصوف مرحوم ومغفور کے لیے میری تو یہی قلبی دعا ہے:

باغ نعیم ہو، ترے مرقد کی وسعتیں
جنت کے گل ہوں تیرا کفن اے ”ابوالحسن“

دوسرا موضوع ”عرس کی شرعی حیثیت“ کے عنوان سے سجایا گیا ہے۔ آپ نے اس موضوع پر اٹھایا اور خوب چلایا آپ نے عنوانات قائم کر کے موضوع کو خوب نبھایا، آپ نے دلائل و براہین کی روشنی میں ثابت فرمایا کہ اولیائے کرام کے اعراس کی روایت مسلمانوں میں صدیوں سے جاری و ساری ہے۔ نیز آپ نے اپنے ادارتی مقالے میں قبروں پر حاضری کا جواز، ایصال ثواب کے شرعی احکام، رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عمل سے عرس کا ثبوت، اصحاب مزارات کے توسل سے دعاؤں کی جلد قبولیت کو قرآن وحدیث اور سلف صالحین کے ارشادات کی روشنی میں ثابت فرمایا ہے۔ نیز مزارات پر نذر اور تبرک کی حقیقت کو بھی ظاہر و باہر فرما دیا ہے۔ آخر میں آپ نے نہایت ہی ناصحانہ انداز میں مزارات کے طواف اور شور وغل کی ممانعت کو بھی احاطۂ تحریر لا کر ”عرس کا پیغام نماز باجماعت کا اہتمام“ بھی دیا ہے جس میں اعراس کے منتظمین کے لیے دعوتِ غور و فکر ہے کہ وہ اعراس میں نماز باجماعت کا اہتمام ضرور کریں تاکہ اعراس کی برکات سے محروم نہ ہو سکیں۔

مولانا محمد حبیب اللہ ازہری نے ”قسم کے احکام قرآن کریم کی روشنی میں“ کے عنوان پر نہایت فقیہانہ انداز میں قلم اٹھا کر کمال کر دیا ہے۔ آج کل مسلمان چھوٹی چھوٹی باتوں پر قسمیں اٹھانے سے نہیں چونکتے لہٰذا قسم کے معاملے میں کافی احتیاط کی ضرورت ہے۔

”ایصالِ ثواب“ کے عنوان سے آپ کے جاری سلسلے کی آخری قسط بھی نتیجہ خیز ثابت ہوئی ہے۔ اس میں آپ نے عبادت مالیہ اور بدنیہ کے ذریعے ایصالِ ثواب کا ثبوت فراہم کیا ہے، ایصالِ ثواب کے بارے میں فقہی احکام دیے ہیں۔ آخر میں آپ نے ایصالِ ثواب کے منکرین سے سات سوالات کر کے موضوع کو اختتام پذیر کیا ہے۔ آپ کے مقالے سے یہ نتیجہ سامنے آیا ہے کہ ”قرآن کریم، احادیث اور صحابہ کرام سے ایصالِ ثواب پر عملی طور پر اجماع ہے“۔

سلسلہ وار ”آپ کے مسائل“ کے عنوان سے مفتیِ اشرفیہ علامہ مفتی محمد نظام الدین رضوی کے قلم سے مختلف موضوعات پر سائلین کے فقیہانہ جوابات رقم فرماتے ہیں۔ اس بار آپ نے دو موصولہ سوالات کے جوابات رقم فرمائے ہیں۔ پہلا سوال، ذاتی ملکیت کی چھت پر مسجد و مدرسہ کی زمین کے وقف کے بارے میں ہے اور دوسرا سوال ”کیا غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرشتوں کے بھی پیر ہیں“؟ کے حوالے سے ہے۔ ان دونوں سوالات کے جوابات نہایت ہی عالمانہ اور فقیہانہ ہیں جو پڑھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اگلا مقالہ ”عروج وزوال کے اسباب اور ہندوستانی مسلمانوں کا مستقبل“ ہے جو الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کے نائب ناظم مولانا محمد ادریس بستوی کے اثر قلم کا نتیجہ ہے۔ جو انتہائی فکر انگیز ہے۔

ساتویں نمبر پر مقالہ ”عصر حاضر میں ہلال احمر کے اعلان نامے، ایک لمحۂ فکریہ“ ہے جو مولانا محمد مبشر رضا ازہر مصباحی کے اثر قلم کا نتیجہ ہے۔ یہ اس مقالہ کی آخری قسط ہے۔ رویت ہلال کے موضوع پر یہ ایک منفرد تحریر ہے۔

آٹھواں مقالہ ”تحفظ ناموسِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور قرآن مجید“

ہے جسے دارالعلوم غریب نواز الہ آبادیوپی کے استاذ علامہ مفتی محمد کونین نوری مصباحی نے نہایت محنت و تحقیق سے صفحۂ قرطاس پر منتقل فرمایا ہے۔
آپ نے اس مقالہ میں ناموسِ رسالت مآب ﷺ کا تحفظ قرآنی آیات سے ظاہر و باہر فرمایا ہے۔ اس سے موضوع کی اہمیت وافادیت دو چند ہو جاتی ہے۔
نوواں اور دسواں مقالہ حافظ ملت حضرت شاہ عبدالعزیز محدث مبارک پوری دائم الحضوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حیات و خدمات کے حوالے سے ہیں۔ مولانا حافظ افتخار احمد قادری نے "حضور حافظ ملت ایک عہد ساز شخصیت" کے عنوان سے عقیدت مندانہ قلم اٹھایا اور ان کی جلالت و عظمت کو سامنے لایا۔ مولانا غلام مصطفیٰ رضوی مصباحی نے "حیات حافظ ملت کے چند خاص گوشے "کچھ اس انداز میں سامنے لائے کہ آپ کی کتاب زیست کا خلاصہ قاری کے سامنے رکھ دیا۔
گیارہواں مقالہ "حواری رسول حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ" ہے جسے جامعہ اشرفیہ کے استاذ مولانا محمد اعظم مصباحی نے سپرد قلم فرمایا ہے اور بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں ان کا مقام رفیع دکھایا ہے۔
بارہواں مقالہ مجھ ناچیز ہیچ مدان کے حوالے سے ہے جسے آپ نے پہلے پہل مجلہ "ذوق" اٹک کے اس خاص نمبر کے لیے لکھا تھا جو مجھ فقیر سراپا تقصیر کے حوالے سے شائع ہوا تھا۔ بعد میں آپ اس میں مزید رنگ بھرتے گئے اور ماہ نامہ "اشرفیہ" میں قسط وار سامنے لاتے رہے۔ آپ جہاں باکمال زود نویس ہیں وہاں مجھ ناچیز سے آپ کی محبت و مؤدت بھی دیدنی ہے ہنوز یہ سلسلہ دراز ہی ہوتا چلا جا رہا ہے۔ ابھی اس شمارے میں اس کی پانچویں قسط سامنے آئی ہے اور آگے بھی جاری ہے!!!
یہ مجھ ناچیز کے لیے ایک اعزاز اور سعادت ہے کہ حافظ ملت حضرت شاہ عبدالعزیز محدث مبارک پوری دائم الحضوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک خوشہ چین جو صرف نام ہی کے "مبارک" نہیں ہیں بلکہ "خطۂ مبارک پور" سے بھی تعلق رکھتے ہیں اور ان کا ہر اقدام ہی "مبارک" ہے۔ پھر میرے لیے اس سے بڑھ کر اور کیا "مبارک" ہو گی کہ مجھ ناچیز ہیچ مدان کا ذکر بار بار الجامعۃ الاشرفیہ کے مؤقر دینی و علمی ترجمان "ماہ نامہ اشرفیہ" مبارک پور کے صفحات میں ہو رہا ہے۔
یہ یقیناً مجھ پر حضرت حافظ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نظر التفات ہے اور فیضانِ بے بہا ہے ورنہ من آنم کہ من دانم۔

تیرہواں مقالہ "خلیفۂ راشد سید ناصدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ" ہے جسے مولانا محمد اسید الرحمن سعید نے لکھنے کی سعادت حاصل کی ہے، مختصر ہے مگر خوب تر ہے۔
چودہواں مقالہ "افضل البشر بعد الانبیاء" ہے جسے مولانا محمد ہاشم اعظمی مصباحی نے ترتیب دیا ہے۔ یہ بھی اگرچہ مختصر ہے مگر مفید تر ہے۔
پندرہویں نمبر پر نقد و نظر کے تحت سہ ماہی مجلہ "فکر فردا" آن لائن کے تیسرے شمارے پر آپ کا تبصرہ ہے جسے پڑھنے کے بعد قاری اس مجلے کو پڑھنے کے لیے بے تاب ہو جاتا ہے۔
سولہویں نمبر پر حضور حافظ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شان میں مناقب ہیں۔
پہلی منقبت مولانا محمد سلمان رضا فریدی صدیقی مصباحی کے اثر خامہ کا نتیجہ ہے جس کا مطلع ہے:

کتاب عزم و ہمت کے غازی حافظ ملت
کمالات و ہنر میں سب پہ بھاری حافظ ملت

دوسری منقبت شاعر اشرفیہ مہتاب پیامی کے قلم سے ہے جس کا مطلع ہے:

تعالی اللہ کیا عظمت نشاں ہیں حافظ ملت
کمال علم کے ہفت آسماں ہیں حافظ ملت

سترہویں نمبر پر مولانا محمد شرف الدین مصباحی کے سوگوار قلم سے "استاذ العلماء الحاج مفتی مجیب الرحمٰن کا وصال پر ملال" کے عنوان سے تعزیتی شذرہ ہے جس میں سنی دارالعلوم محمدیہ مینار مسجد کے قدیم مایہ ناز مفتی عالم دین استاذ العلماء الحاج مفتی مجیب الرحمٰن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (پ:1955ء-----م:2022ء) کے وصال پر ملال پر مختصر سے تعزیتی شذرے میں ان کی حیات و خدمات کا ذکر کیا گیا ہے۔
اٹھارہویں نمبر پر جامعہ اشرفیہ مبارک پور اور مسلم مسائل کے عنوان سے علامہ مبارک حسین مصباحی کے مابین گفتگو شامل کی گئی ہے۔
انیسویں نمبر پر "صدائے بازگشت" کے عنوان سے مدیر اعلیٰ کے نام اہل علم و قلم کے مکتوبات شامل ہیں۔ اس فقیر کے چار مکتوبات شامل ہیں۔ الحمدللہ۔
بیسویں نمبر پر "خیر و خبر" کے عنوان سے اہل سنت کی علمی و تحقیقی خبریں شامل ہوتی ہیں۔ اس بار دو خبریں سامنے آئی ہیں:

1: صوفیاے ہند کے تذکرے پر مشتمل انسائیکلوپیڈیا کی تیاری کے سلسلے میں قومی اردو کونسل میں ایک نہایت ہی اہم میٹنگ کی تفصیل دی گئی ہے۔ 2: فیض آباد کی قدیم اور مشہور مسجد بلال سہاش نگر میں تکمیل درس قرآن کے روح پرور مناظر کی خبر دی گئی ہے۔

یہ سارے موضوعات اور عنوانات رسالہ کے 58 صفحات پر محیط ہیں۔ رسالہ کے بیک ٹائیٹل پر اشرفیہ کلینڈر 2023ء کی اشاعت کی نوید دی گئی ہے۔

المختصر ماہ نامہ اشرفیہ اس وقت آسمان صحافت پر ایک آفتاب کی مانند چمک دمک رہا ہے۔ اللہ کرے یہ اسی طرح آب و تاب سے مطلع صحافت پر طلوع ہوتا رہے اور روشنیاں بکھیرتا رہے۔

بندہ نے جب اس کی پی ڈی ایف فائل کھولی، اسے دیکھا تو بس دیکھتا رہ گیا جب پڑھنا شروع کیا تو آخر تک پڑھتا ہی چلا گیا۔ جب اس کے بارے میں ایک مختصر سا تاثر لکھنے بیٹھا تو لکھتا ہی چلا گیا اور یوں آپ کے نام یہ نامہ محبت طویل ہوتا گیا۔ طوالت پر معذرت خواہ ہوں۔

حافظ ملت حضرت شاہ عبد العزیز محدث مبارک پوری دائم الحضوری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار پر حاضر ہو کر مجھ ناچیز کی جانب سے نیاز مندانہ سلام پہنچا دیں اور فاتحہ خوانی بھی فرما دیں۔ وہاں کے تمام علمی و تحقیقی احباب ذی وقار کی خدمت میں اس عاجز کا سلام محبت و عقیدت بھی ضرور پیش فرمائیں۔ اپنی دعاؤں اور نیک اداؤں میں ہمیشہ یاد رکھیں۔ والسلام مع الاکرام

گدائے کوئے مدینہ شریف

احقر سید صابر حسین شاہ بخاری قادری غفرلہ

برہان شریف ضلع اٹک پنجاب پاکستان

مختصر جواب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی خسروانہ نوازشات سے میری گردن خمیدہ ہوگئی ہے بر وقت کچھ لکھنے سکت نہیں ہے۔ ابھی حضور حافظ ملت قدس سرہ کا 25 دسمبر میں قل شریف ہے آپ کو خصوصی دعوت پیش کرتے ہیں تشریف لاکر شکریے کا موقع عنایت فرمائیں کرم بالائے کرم ہوگا باقی احوال اچھے ہیں۔

بروز اتوار بدایوں شریف عرس قادری میں شرکت کے لیے نکلنا ہے وہاں سے 13 دسمبر کی شام تک مبارکپور واپس آنا ہے۔ خصوصی دعاؤں کا محتاج۔ احقر۔ مبارک حسین مصباحی عفی عنہ

(ص:58 کا بقیہ)

جناب محمد علی عطاری صاحب نے نعت پاک پیش کی۔ مولانا افسر رضا مصباحی (استاذ ادارہ ہذا) نے حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ اور شیخ انوار اللہ فاروقی علیہ الرحمۃ کی سوانح حیات پر روشنی ڈالی۔ آپ نے فرمایا کہ حضور حافظ ملت کسی مشہور گھرانے یا خانوادہ سے تعلق نہیں رکھتے تھے مگر آج حافظ ملت کو پوری دنیا جانتی ہے یہ ان کے علم و عمل، زہد و تقوی اور خدمت دین کا نتیجہ ہے۔ ہمیں ان کے اقوال اور ان کی تعلیمات پر عمل کرنا چاہیے۔ آج ہر مدرسے میں اور دنیا کے ہر کونے میں مصباحی نظر آتے ہیں، دین کی خدمت میں مصروف ہیں یہ سب حافظ ملت کی کوششوں کا ثمرہ ہے۔ ہمارے اس محبوب ادارے مدنی میاں عربک کالج میں بھی حافظ ملت علیہ الرحمۃ کا علمی فیضان جاری ہے۔

نیز آپ نے فرمایا کہ دکن کے علاقے میں قائم علم دین اور مسلک حنفی کی ترویج و اشاعت کا عظیم مرکز جامعہ نظامیہ حیدرآباد ایک قدیم دینی ادارہ ہے جہاں کے فارغین صرف دکن ہی میں نہیں بلکہ ملک اور بیرون ملک میں دین و سنیت کی خدمت انجام دے رہے ہیں، جامعہ نظامیہ حیدرآباد کے قیام نے پورے دکن کو نور علم سے منور کیا ہے۔ اس علمی گلستان کے بانی شیخ الاسلام حضرت علامہ محمد انوار اللہ فاروقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔ آپ نسباً فاروقی ہیں آپ کا سلسلہ نسب انچالیسویں پشت میں امیر المومنین امام المجاہدین سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔

آج مدنی میاں عربک کالج میں مذکورہ جامعات کے دو عظیم علمی و عبقری شخصیات کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کیا جا رہا ہے جن میں سے ایک بزرگ حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ کے ساتھ بانی مدنی میاں عربک کالج حضرت شیخ الاسلام سید محمد مدنی میاں کا علمی تعلق ہے اس لیے کہ آپ کے استاذ ہیں حافظ ملت، اور دوسری شخصیت سے بانی مدنی میاں عربک کالج کا روحانی تعلق ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ان بزرگان دین کے وسیلے سے مدنی میاں عربک کالج کو بھی جامعہ بنائے۔ آمین۔

قل شریف اور فاتحہ خوانی کے بعد مہتمم ادارہ ہذا مولانا محمد نعیم الدین اشرفی نے دعا فرمائی۔ صلاۃ و سلام پر محفل کا اختتام ہوا۔

از: مدنی میاں عربک کالج، ہبلی

جامعہ اشرفیہ مبارک پور کی اعزازی ممبر سازی

بموقع عرسِ حافظِ ملت 24/25 دسمبر 2022ء

از: مولانا محمد محبوب عزیزی

ایک ممبر گیارہ ہزار ایک سو گیارہ ادا کرتا ہے جامعہ کی جانب سے اسے اعزازی سند جاری کی جاتی ہے۔ عزیز ملت حضرت سربراہِ اعلیٰ دامت برکاتہم العالیہ اور دیگر حضرات کی کاوشوں سے یہ کام جاری رہتا ہے، عرسِ حافظِ ملت کے موقع پر اس کی تعداد کثیر ہوتی ہے، ہم تمام معاونین کے شکر گزار ہیں، دیگر اہلِ خیر سے بھی تعاون کی درخواست ہے۔

معرفت حضرت قاری محمد اسلام اللہ عزیزی، ممبئی

1. برائے نذر حضور حافظ ملت، منجاب حاجی عبد الغفار خاں عزیزی-کرلا جری مری
2. برائے نذر عزیز ملت منجاب حاجی عبدا الغفار خاں عزیزی-کرلا جری مری
3. برائے نذر مخدوم شاہ بابا ماہمی منجانب حاجی عبد الغفار خاں عزیزی-کرلا جری مری
4. محمد شاہد خاں عزیزی ولد حاجی عبد الغفار خاں عزیزی-کرلا جری مری
5. برائے نذر حضور صدر الشریعہ اعظمی منجانب حاجی عبد الغفار خاں عزیزی-کرلا جری مری
6. برائے نذر مخدوم اشرف جہانگیر کچھوچھہ منجانب حاجی عبد الغفار خاں عزیزی-کرلا جری مری
7. محمد حسین عزیزی ولد حاجی عبد الغفار خاں عزیزی-کرلا جری مری
8. برائے نذر شیخ ولی اللہ محدث دہلوی منجانب حاجی عبد الغفار خاں عزیزی-کرلا جری مری
9. برائے نذر شیخ عبد الحق محدث دہلوی منجانب حاجی عبد الغفار خاں عزیزی-کرلا جری مری
10. برائے نذر شیخ عبد الحق رودولی شریف منجانب حاجی عبد الغفار خاں عزیزی-کرلا جری مری
11. حاجی ولی اسمٰعیل پٹیل عزیزی-موتی لال نگر گورے گاؤں
12. برائے نذر قاری محمد اسلام اللہ عزیزی منجانب حاجی وسیم انصاری عزیزی-مدن پورہ ممبئی
13. مرحوم حاجی عبد الطیف خاں عزیزی (سوفا)-بھانڈوپ ممبئی
14. مرحوم حاجی شرف الدین خاں عزیزی-العمار ٹراویلس، ممبئی
15. حاجی گلاب احمد عزیزی محجن خاتون بی عزیزی-پنویل، تھانہ
16. محمد انس حاجی شمیم عزیزی (سوفا)-بھانڈوپ، ممبئی
17. محمد حنیف سعد اللہ معرفت امام عبد العلیم خاں صاحب عزیزی-ایل آئی جی کالونی، کرلا ممبئی
18. زید عزیزی حاجی بشیر چویلکر عزیزی-کلوہ تھانہ
19. فراز احمد عزیزی ولد اسلام خاں عزیزی-کرلا، ممبئی
20. بوڈیئی عبد الرزاق معرفت محمد عمر عزیزی-کرلا، ممبئی
21. توصیف احمد عزیزی-قدوائی نگر، وڈالا، ممبئی
22. شیخ محمد ایوب عزیزی-غریب نواز ہوٹل، ماہم درگاہ، ممبئی
23. محمد عمر عزیزی، ولد عبد الکریم عزیزی (ربر اسٹامپ والا)-کھڑک ممبئی
24. محترمہ منزہ صاحبہ عزیزی، بنت حافظ عبد المبین عزیزی-بھیونڈی، تھانہ
25. محترمہ ازکیٰ صاحبہ عزیزی بنت اسد اشرفی-بھیونڈی، تھانہ
26. حاجی عبد الصمد شیخ عزیزی-ممبئی
27. سہر النساء حاجی عبد الصمد شیخ عزیزی-ممبئی
28. مرحوم شاہ عالم عزیزی عرب-ماہم شریف، ممبئی
29. مہر النساء عزیزی شیخ زوجہ محمد اسمٰعیل شیخ عزیزی-لال مٹی، باندرہ
30. محمد اسمٰعیل شیخ ولد گھسے شیخ عزیزی-لال مٹی باندرہ
31. مرحومہ صدر النساء عزیزی کی زوجہ حضور ساحلِ ملت منجانب حاجی وسیم عزیزی-مدن پورہ، ممبئی
32. محمد امجد علی ابن حاجی عبد الغنی عزیزی-نائک نگر، سائن، ممبئی
33. محمد سرتاج ابن حاجی علاؤالدین عزیزی-نائک نگر، سائن، ممبئی
34. محمد سیف الدین ابن نعیم الدین عزیزی-نائک نگر، سائن، ممبئی

35. محمد ارمان ابن حاجی عبدالغنی عزیزی-نائک نگر، سائن، ممبئی
36. محمد امتیاز ابن حاجی علاؤالدین عزیزی-نائک نگر، سائن، ممبئی
37. رجن رابعہ حاجی اقبال خاں عزیزی-سانتا کروز، ممبئی
38. واحدہ عزیزی بنت حاجی نسیم خاں عزیزی (بکس)-ممبئی
39. فیصل نورانی عزیزی-ناخدا محلہ، ممبئی
40. محمد فراز رؤاب علی عزیزی معرفت نیاز احمد عزیزی-مدن پورہ، ممبئی
41. اللہ دین حوصل معرفت نیاز احمد عزیزی-مدن پورہ، ممبئی
42. ثناء فاطمہ ملانی عزیزی-واشی
43. ایمن فاطمہ ملانی عزیزی-واشی
44. ارشاد احمد انصاری عزیزی-ورلی
45. زینت عرف رقیہ بانو بنت حاجی محمد نسیم عزیزی-کاشی میرا
46. محمد شاہد عزیزی حاجی عبدالغفار خاں عزیزی-جری مری، کرلا، ممبئی
47. حسن آرا عزیزی بنت علی حسن انصاری عزیزی-پریل، ممبئی
48. مرحوم محمد رشید معرفت محمد یٰسین عزیزی-گورکھ پور، یوپی
49. محمد احمد عزیزی ولد عظیم عزیزی-سائن، ممبئی
50. دارالعلوم محبوب یزدانی محفل فیض حافظ ملت، خانقاہ ساحل ملت، منجانب محمد حنیف سیلوت عزیزی-ماہم شریف ممبئی
51. یاسمین عزیزی زوجہ محمد حنیف سیلوت بزی-گوریگاؤں
52. مرحوم محمد جلیل محمد اسلام عزیزی صاحب-ورلی، ممبئی
53. محمد ایاز عزیزی ولد فیض احمد عزیزی، گورے گاؤں، ممبئی
54. عبدالغنی عزیزی ولد عبدالرحمٰن ملا-چیمبور، ممبئی
55. ارم خان صاحبہ محمد شفیع خان عزیزی، جوگیشوری، ممبئی
56. زبیر شاہ صاحب-جوگیشوری، ممبئی
57. محمد فرید عزیزی صاحب-سرگرو، ممبرا
58. حاجی محمد یوسف صاحب ولد محمد اسماعیل شیخ ناگ، ساؤتھ فریقہ
59. محمد سرفراز عزیزی صاحب ولد شعبان عزیزی-ردولی شریف
60. محترمہ صفیہ زوجہ حاجی محمد یوسف شیخ ناگ-ساؤتھ افریقہ
61. قاری عبدالعلیم صاحب امام سنی امام انجمن محمدیہ-پائپ روڈ، کرلا، ممبئی
62. مولانا اجمل حسین اظہری خطیب وامام مدینہ مسجد-گونڈی، ممبئی
63. مرحومہ صدیقن زوجہ خیراتی خاں منجانب طالب کیپ سینٹر-بھنڈی بازار، ممبئی-ساکن سنگرام پور، بدایوں شریف
64. محترمہ سیرالنساء لیاقت علی معرفت امجد علی عزیزی-انٹاپ ہل
65. محترمہ چاندبی مرحومہ زوجہ جناب علی صاحب-ٹولے، شیولی، ممبئی
66. برائے نذر سرکارِ دوعالم ﷺ منجانب ظفر عزیزی انجینئر-میٹروپلانٹ، ممبئی

معرفت حاجی اسرار الحسن، مبارک پور

(رکن مجلس انتظامیہ دارالعلوم اشرفیہ، مبارک پور)

67. محترمہ جن خورشیدہ بانو صاحبہ زوجہ حاجی جمال اختر نعمانی-پورہ صوفی مبارک پور
68. عزیزہ عطا فہیم بنت جناب فہیم اشرف صاحب-پرانی بستی، لال چوک، مبارکپور
69. عزیزہ ہدیٰ فاطمہ بنت جناب نعیم اشرف صاحب-پرانی بستی، لال چوک، مبارکپور
70. جناب مصباح الدین صاحب ولد جناب حاجی صلاح الدین صاحب-محمد آباد
71. برائے ایصال ثواب والدین کریمین محترم جناب الحاج افتخار احمد صاحب ولد الحاج عبدالباری مرحوم-حیدرآباد، مبارک پور
1. محمد حارث صاحب ولد جناب الحاجبدر الدین صاحب-پرانی بستی، مبارک پور
72. جناب ارشد جمال صاحب ولد جناب محمد سلمان صاحب (الف)-بنارس
73. جناب ارشد جمال صاحب ولد جناب محمد سلمان صاحب (ب)-بنارس
74. جناب ارشد جمال صاحب ولد جناب محمد سلمان صاحب (ج)-بنارس

دیگر ممبران

75. مرحومہ حسینہ بانو صاحبہ زوجہ جناب جابی مبارک صاحب مرحوم-پاک بڑا، مرادآباد
76. عزیزی برادران بھدونی شریف-ضلع نوادہ، بہار
77. محترمہ نسیمہ بی بی زوجہ محمد طیب انصاری-گرام پوسٹ چوڑا، ضلع سرائے قلعہ، جھارکھنڈ
78. جناب حاجی غلام محمد نوری مرحوم محترمہ رسولن بی بی مرحومہ منجانب محمد الیاس نوری مینہ نگر، جعفرپور، اعظم گڑھ
79. محترمہ عائشہ صاحبہ زوجہ نثار احمد عزیزی صاحب-بھیونڈی، تھانہ
80. محترمہ برجیس صاحبہ زوجہ مشتاق احمد عزیزی صاحب-بھیونڈی، تھانہ
81. جناب ابرار احمد صاحب نثار احمد عزیزی صاحب-بھیونڈی، تھانہ
82. محترمہ عارفہ صاحبہ زوجہ محمد امین صاحب-بھیونڈی، تھانہ
83. محترمہ شاکرہ صاحبہ زوجہ جناب نوح صاحب-بھیونڈی، تھانہ
84. محترمہ ساجدہ صاحبہ بنت نثار احمد عزیزی صاحب-بھیونڈی، تھانہ
85. محترمہ صالحہ صاحبہ بنت نثار احمد عزیزی صاحب-بھیونڈی، تھانہ
86. محترمہ آمنہ صاحبہ بنت نثار احمد عزیزی صاحب-بھیونڈی، تھانہ
87. محترمہ عالیہ صاحبہ بنت نثار احمد عزیزی صاحب-بھیونڈی، تھانہ

عرس قادری میں پابندی شریعت اور کیف طریقت کا حسین امتزاج

درگاہ عالیہ قادریہ، باب الشیخ بدایوں شریف میں قطب زماں افضل العبید سیدنا و مولانا شاہ عین الحق عبد المجید قادری بدایونی قدس سرہ العزیز کا تین روزہ سالانہ عرس اپنی روایتی عظمت کے ساتھ منعقد ہو کر فیض بخش عام ہوا۔

از: محمد تنویر قادری

بانی خانقاہ عالیہ قادریہ بدایوں شریف، قطب زماں، افضل العبید، سیدنا و مولانا شاہ عین الحق عبد المجید قادری بدایونی قدس سرہ العزیز کے 181/واں، سالانہ عرس کی تقریبات 11/12/13 دسمبر 2022ء کو درگاہ قادری بدایوں شریف میں، وارث علوم سیف اللہ المسلول جانشین حضور تاج دار اہل سنت حضرت شیخ عبد الغنی محمد عطیف میاں قادری دامت برکاتہم القدسیہ (زیب سجادہ خانقاہ عالیہ قادریہ بدایوں شریف) کی سرپرستی و صدارت میں نہایت تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہو کر فیض بخش عام ہوئیں۔ عرس قادری میں ہندوستان کے مختلف صوبوں سے زائرین، وابستگان اور اہل عقیدت نے کثیر تعداد میں شرکت کی اور اپنی عقیدت و محبت کا خراج پیش کیا۔

11/دسمبر 2022ء بروز اتوار

عرس قادری کے پہلے دن صبح خانقاہِ قادریہ سے حسب روایت تبرکات شریف کا جلوس روانہ ہوا، صلاۃ و سلام اور نعت و مناقب کی پُرکیف صداؤں میں صبح 9/بجے یہ جلوس درگاہ قادری پہنچا۔ اس کے بعد درگاہ قادری مجیدی میں محفل نعت و مناقب منعقد ہوئی جس میں بدایوں، اس کے اطراف اور ہندوستان کے مختلف صوبوں سے تشریف لائے شعرا نے نعت و مناقب کے پیش کیے۔ محفل کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ عالی جناب محمد تنویر قادری نے نظامت کے فرائض انجام دیے۔ اخیر میں حضور صاحب سجادہ دامت برکاتہم القدسیہ نے زائرین عرس قادری کی اصلاح و تربیت کے پیش نظر عقیدہ توحید کی شرح و تفہیم اور اولیاے کرام کی تعلیمات پر ایمان افروز خطاب فرمایا، صاحب سجادہ نے اپنے خطاب میں کہا کہ "توحید کی اساس اس وقت تک مضبوط نہیں ہو سکتی جب تک مومن کا رشتہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مضبوط نہ ہو۔ آپ نے انتہائی عام فہم انداز میں مفہوم شرک کی وضاحت فرمائی۔ اولیاے کرام کے مقام و مرتبے پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ اہل اللہ کے چھوڑے ہوئے نقوش ہمارے لیے مشعل راہ اور بہترین نمونۂ عمل ہیں۔ صاحب عرس حضرت سیدنا شاہ عین الحق عبد المجید قادری قدس سرہ کا مقام و مرتبہ بیان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ: آپ کے پیر و مرشد قبلہ جسم و جاں شمس مارہرہ ابو الفضل آل احمد حضور اچھے میاں قادری مارہروی قدس سرہ نے آپ کے متعلق فرمایا کہ فقیر کا ظاہر امام ابو حنیفہ اور باطن منصور حلاج کی طرح ہونا چاہیے اور یہ اوصاف میرے مولوی [یعنی شاہ عین الحق] کے سوا کسی میں نظر نہیں آتے۔

بعد نماز ظہر ختم قرآن کا اہتمام کیا گیا۔ بعد عصر شہید بغداد، بھائی جان [حضرت مولانا عبد الہادی قادری] اور بھائی صاحب [حضرت عبد المجید اقبال قادری] قدست اسرارہم کے فاتحہ کی مجلس منعقد ہوئی، بعد نماز مغرب حلقۂ ذکر ہوا۔ واضح رہے کہ عرس قادری میں مریدین کی ہدایت کے لیے مواعظ و خطابات کے ساتھ ان کی تربیت و تزکیہ کے لیے حلقہ ذکر کا خصوصی اہتمام کیا جاتا ہے اور ہر روز بعد نماز مغرب خود حضور صاحب سجادہ ذکر کراتے ہیں۔

بعد نماز عشا نعت و مناقب اور مواعظِ علماے کرام کی مجلس منعقد ہوئی۔ جس میں شعرا نے نعت و مناقب کے ذریعہ سامعین کو محظوظ کیا۔ آخر میں حضور صاحبِ سجادہ دامت برکاتہم القدسیہ نے خصوصی خطاب فرمایا جس میں آپ نے زائرین کو پابندی شریعت اور اس پر استقامت کی تلقین کی اور اولیاے کرام کی بارگاہوں میں حاضری کے آداب پر تفصیل سے روشنی ڈالی، ساڑھے بارہ بجے شب حضور صاحب سجادہ کی دعا پر محفل کا اختتام ہوا

12/دسمبر 2022ء بروز پیر

عرس کے دوسرے روز بعد فجر ختم قرآن کریم کا اہتمام ہوا، پھر صبح 9/بجے سے دوپہر تک محفل نعت و مناقب جاری رہی، بعد ظہر تبرکات شریف کی زیارت کا اہتمام کیا گیا، بعد عصر صاحب عرس کے والد ماجد سیدنا و مولانا شاہ عبد الحمید قادری بدایونی قدس سرہ کے فاتحہ کی مجلس کا انعقاد کیا گیا، مغرب کی نماز کے بعد معمول کے مطابق حلقۂ ذکر ہوا۔

بعد عشا قادری مجیدی کانفرنس انتہائی تزک و احتشام اور اعلیٰ نظم و ضبط کے ساتھ منعقد ہوئی، جس میں ہزاروں کی تعداد میں مریدین و متوسلین اور متعدّد علما و مشائخ اور دانشوران نے شرکت کی۔ کانفرنس کی سرپرستی تاجدار مارہرہ رفیق ملت حضور سید شاہ نجیب حیدر قادری برکاتی (زیب سجادہ خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ) اور صدارت وارثِ علوم سیف اللہ المسلول جانشین تاج دار اہل سنت حضرت الشیخ عبد الغنی محمد عطیف میاں قادری دامت برکاتہم القدسیہ (زیب سجادہ خانقاہِ عالیہ قادریہ بدایوں شریف) نے فرمائی۔ کانفرنس کا آغاز رات 10/بجے تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ مولانا احمد سعید قادری (فاضل مدرسہ عالیہ قادریہ بدایوں شریف) نے کانفرنس کی نظامت کے فرائض انجام دیے۔ حافظ سبطین قادری اور عبد الحنان قادری نے نعت و مناقب پیش کیے۔ پھر ناظم کانفرنس نے تاجدار مارہرہ حضور رفیق ملت

دامت برکاتہم القدسیہ کی بارگاہ میں ہدیۂ تشکر و استقبالیہ کے لیے حضور صاحب سجادہ خانقاہ قادریہ کو دعوت پیش کی۔ حضور صاحب سجادہ ڈائس پر تشریف لائے اور تاج دار مارہرہ حضور رفیق ملت کی شان میں جو کلمات پیش کیے، ان کا ہر لفظ اُس ادب واحترام اور عقیدت و محبت کی عکاسی کر رہا تھا جو صاحب عرس حضرت شاہ عین الحق کو اپنے پیر و مرشد حضور اچھے میاں قدس سرہ سے تھا۔ اِس عجز و نیاز اور تواضع و انکسار پر حضور رفیق ملت نے اپنا عمامہ حضور صاحب سجادہ کے سر پر سجا دیا، جس سے پوری محفل فردوس منظر بن گئی۔

پھر مولانا احمد سعید قادری نے اسٹیج پر رونق افروز علما و مشائخ اور ارباب علم و دانش کی خدمت میں ہدیۂ تشکر پیش کیا۔ اور فاضل علوم اسلامیہ حضرت مولانا فضل رسول محمد عزام میاں قادری کے ہاتھوں علما و مشائخ کو شال پیش کر کے اُن کا شایانِ شان استقبال کیا گیا۔ حافظ سبطین قادری، عبد الحنان قادری اور محمد انس قادری نے ترانہ اہل سنت پیش کیا اور کانفرنس میں ایک کیف پیدا کر دیا۔ اس کے بعد مدرسہ عالیہ قادریہ سے فارغ ہونے والے فاضلین و حفاظ کی رسم دستار بندی ادا کی گئی۔ شعبۂ حفظ اور درس نظامی کے 35/ فارغین نے سند تکمیل حاصل کی جن میں 22/ فاضلین اور 13/ حفاظ شامل ہیں۔ رسم دستار بندی کے روح پرور منظر کے بعد تاج الفحول اکیڈمی کے زیر اہتمام تاجدار اہل سنت، فخر قادریت، محبوب غوث اعظم حضرت اقدس الشیخ عبد الحمید محمد سالم قادری عثمانی بدایونی قدس سرہ کے حالاتِ طیبات، معمولات و مشاغل اور آثار و خدمات پر مشتمل کتاب بنام "تاجدار اہل سنت" کا رسمِ اجرا حضور رفیق ملت زیدت معالی کے ہاتھوں عمل میں آیا اور طلبۂ مدرسہ قادریہ نے اپنی مترنم آواز میں ترانۂ مدرسہ قادریہ پیش کیا، اس کے بعد علمائے کرام اور اساتذہ مدرسہ قادریہ نے انتہائی بصیرت افروز اور اصلاحی خطابات سے سامعین کو فیضیاب کیا۔ مولانا ذیشان قادری اور مولانا تجمل حسین قادری (اساتذۂ مدرسہ قادریہ) نے تفصیلی خطاب کیا، باہر سے تشریف لانے والے علما و مشائخ میں حضرت مولانا مبارک حسین مصباحی، حضرت مولانا صدر الوریٰ مصباحی، حضرت مولانا سید سیف الدین اصدق چشتی اور حضرت مولانا مفتی عبد المنان کلیمی نے بالترتیب اپنے تاثراتی خطابات سے سامعین کو نوازا۔

تاثراتی خطابات کے بعد تاجدار مارہرہ حضور رفیق ملت زیدت معالی نعروں کی گونج میں ڈائس پر تشریف لائے اور اپنے کلمات عالیہ سے سامعین کو سرفراز کیا۔ حضور رفیق ملت زیدت معالی نے خانقاہ قادریہ کی تاریخ اور یہاں کے اکابر و مشائخ کی تعلیمات پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ "خانقاہِ قادریہ کا روز اول سے یہ امتیاز رہا ہے کہ یہاں خانقاہی روایات اور معمولاتِ اہل سنت کے تعلق سے کسی بھی زمانے میں تنزل نہیں آیا۔ ہر دور میں یہ خانقاہ اپنی امتیازی روایات پر قائم رہی ہے اور تواتر کے ساتھ اپنے پیرانِ عظام کا احترام اور گہری عقیدت و محبت پر یہ خانقاہ قائم و دائم ہے۔" اس کے بعد صاحب سجادہ خانقاہِ قادریہ دامت برکاتہم القدسیہ نے اختتامی کلمات ارشاد فرمائے صلوۃ و سلام اور دعا پر کانفرنس کا اختتام ہوا۔

کانفرنس میں سرپرست کانفرنس تاجدار مارہرہ حضور رفیق ملت زیب سجادہ آستانہ عالیہ برکاتیہ، حضرت سید سیف الدین اصدق چشتی، صاحب سجادہ خانقاہِ کلیمیہ حضرت سید شاہ عادل محمود کلیمی، شاہ آفاق احمد احمدی، حضرت شاہ یوسف احمد احمدی، حضرت سید محمد ندیم قادری،، ڈاکٹر احمد مجتبیٰ صدیقی، جامعہ اشرفیہ مبارک پور سے حضرت مولانا مبارک حسین مصباحی، مفتی صدر الوریٰ مصباحی، مولانا نفیس احمد مصباحی، مرادآباد سے مفتی شہر مفتی عبد المنان کلیمی، نیپال سے حضرت مفتی احمد حسین قادری کے علاوہ جواہر لال نہرو یونیورسٹی دہلی سے پروفیسر خواجہ محمد اکرام الدین، ڈاکٹر محمد محسن، ڈاکٹر رکن الدین، ان کے علاوہ مولانا انوار احمد شیری، مولانا فرحان شیری، مفتی فہیم احمد ثقلینی ازہری، مولانا مفتی منظر محسن نعیمی، مولانا غلام حسن مصباحی اور مقامی علما نے خصوصیت کے ساتھ شرکت کی اور رونق اسٹیج رہے۔

ایام عرس میں نماز کا اہتمام

واضح رہے کہ پابندیِ شریعت کے ساتھ کیف طریقت عرس قادری کی نمایاں خصوصیت ہے۔ عرس کے ایام میں لنگر خانے میں ایک ساتھ بیٹھ کر کھاتے ہوئے ہزاروں بندگان خدا کا ہجوم جو ایک طرح سے اونچ اور نیچ مٹانے کا درس دیتا ہے، درگاہ قادری میں منعقد ہونے والی کیفِ طریقت سے پُر محافل اور حلقۂ ذکر کے روح پرور مناظر کے علاوہ پنج وقتہ نمازوں کا ایک سماں ہوتا ہے۔ زائرین کی ضروری سہولیات کی فراہمی کے ساتھ باجماعت نماز ادا کرنے کا خصوصی اہتمام کیا جاتا ہے جس کے لیے زائرین کے ازدحام کے پیش نظر انتظامیہ کی جانب سے نماز سے متعلق نظم و نسق کے لیے متعدد ٹیمیں تشکیل دی جاتی ہیں۔ جن میں ایک ٹیم جماعت میں شرکت کے لیے لوگوں کو خصوصی ترغیب دلانے پر مامور ہوتی ہے، کچھ افراد صف بندی کے فرائض انجام دیتے ہیں۔ ہر نماز میں آدھا گھنٹہ وضو اور ضروریات سے فراغت کے لیے وقت دیا جاتا ہے، نماز کی تیاری کا اعلان ہوتا رہتا ہے۔ رضا کار لوگوں کو صف بندی اور نماز کی تیاری کے لیے نہایت خندہ پیشانی سے بلاتے ہیں جس کے نتیجے میں ایام عرس میں نماز کا منظر دیدنی ہوتا ہے۔ اس اہتمام کا بہت خوش گوار اثر مرتب ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ خصوصیت کے ساتھ ایام عرس میں خواتین کی حاضری پر پابندی ہوتی ہے جس پر بڑی سختی کے ساتھ عمل کیا جاتا ہے۔

13/ دسمبر 2022ء بروز منگل

بعد نماز فجر فاتحہ قل اور حضور صاحب سجادہ کی دعاؤں کے ساتھ سہ روزہ عرس قادری کی تقریبات بحسن و خوبی اختتام پذیر ہوئیں، زائرین کی دلی کیفیت پر نشتر مقتدری کا یہ شعر بہت خوب صورت ترجمان ہے ؎

یوں ہی پھر پیار سے بلا لینا
جیسے کرتے ہو پیار سے رخصت

خیر و خبر

تعلیمِ اسلام کانفرنس کا دسواں دور

علی گڑھ (پریس ریلیز) والدین اللہ کی خوبصورت نعمت ہیں، ماں کی ممتا انمول اور بے مثال ہے ماں بھوک سے نڈھال ہو مگر اپنے لختِ جگر کے لیئے اپنے خون جگر کا ایک ایک قطرہ نچھاور کر دیتی ہے مگر آہ رے آج کی نوجوان نسلیں اپنی لمحوں پہلے ملی وقتی محبّت کی قربت کے لیئے والدین سے دوری فیشن سمجھا جانے لگا اگر کچھ باقی رہ گئے تو وہ مزارات اور صاحب مزار کو سبھی کچھ سمجھ بیٹھتے ہیں اپنی ضروریات اللہ سے طلب کرو مزارات پر حاضری دو مگر دوری کا لحاظ اتنا رکھنا لازم ہے جتنا اُن کی حیات میں رکھتے تھے، مزارات کے پاس بیٹھ کر اسکی اینٹوں کو دبانے سے کچھ حاصل نہیں اگر حاصل ہو گا تو اپنے والدین کے پیر دباؤ اُن کی زندگی میں خدمت کر لو دونوں جہان میں کامیاب و سرخرو ہو جاؤ گے۔ اسلاف کی زندگی اور اُن کے پیغامات آج صرف سن کر نہیں بلکہ اس کو اپنی عملی زندگی میں شامل کرنے سے نبی اور آل نبی سے سچّی محبّت ثابت کی جائے تو کامیاب ہوا جا سکتا ہے۔ ان خیالات کا اظہار آج 10 ویں کل ہند اصلاحی تعلیمِ اسلام کانفرنس جمال پور علی گڑھ میں حضرت مولانا ہاشم اشرفی کان پوری نے کیا۔ مولانا نے حالاتِ حاضرہ پر گہری نظر ڈالی اور عوام کے اندر فکر پیدا کی کہ قرآن اور سنت کے جس حصہ کو جس حکم کو ہم ترک کرتے جا رہے ہیں وہ آنے والے وقت میں ہمارے لیے خطرناک ثابت ہو گا۔ پیلی بھیت سے آئے مولانا تسلیم ربّانی نے نماز و صبر کامیابی اور فلاح کا واحد راستہ عنوان پر خطاب کیا اور قوم کو پیغام دیا کہ کامیابی کا راز اللہ اور رسول اللہ کے بتائے ہوئے راستوں میں مضمر ہے۔ نظامت کے فرائض دہلی سے آئے مولانا قیصر خالد فردوسی نے بہ حسن خوبی انجام دیئے۔ سرپرستی حضور امین ملّت سیّد شاہ محمد امین میاں قادری برکاتی صاحب، سجادہ نشیں خانقاہ عالیہ برکاتیہ مارہرہ مقدسہ اور صدارت محبوب العلماء الحاج سیّد محمد امان میاں قادری برکاتی صاحب قبلہ نے فرمائی۔ ثنا خوانی کی ذمہ داری عمران رضا برکاتی جے پوری، میکش رامپوری، سیّد حیدر علی قادری علی گڑھ اور مولانا مستقیم بدایونی نے نبھائی۔ چیف کنویز محمد اظہر نور اعظمی نے بتایا کہ گزشتہ دس سالوں سے تعلیمِ اسلام کانفرنس منعقد ہوتی آ رہی ہے عوام کے تعاون سے اتنی بڑی کانفرنس سال میں ایک بار عوام کی اصلاح کے لیے کیا جاتا ہے جس کا تعلق کسی بھی طرح سے دنیاوی یا مسلکی سیاسیات سے نہیں ہوتا کانفرنس میں دور دور سے لوگ شامل ہونے آتے ہیں۔ اس سال چیف کنویز محمد اظہر نور اعظمی نے یہ اعلان کیا کہ **وہ غریب طلبہ و طالبات جو تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں اور ان کے پاس اثاثہ نہیں تو وہ مجھے 8273592940 پر رابطہ کریں ان کی تعلیم کا انتظام کیا جائے گا**۔ اس موقع پر علی گڑھ قرب و جوار کی مساجد کے ائمہ، طلبا کے علاوہ علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی کے اساتذہ کے ساتھ ساتھ مولانا شمشاد اجمل برکاتی، مولانا نسیم خان امام و خطیب (مسجد نزد درگاہ برچھی بہادر)، حافظ و قاری شان عالم باز پوری، مولانا طارق رضا برکاتی، مولانا شفیق احمد برکاتی، قاری انتظار احمد، مولانا قمر الحسن، حافظ دلدار، حافظ مشرّف برکاتی، KBF کے مالک طارق بھائی، شہر الوارث، پروفیسر کافی وغیرہ بہ طور خاص موجود رہے۔ آخر میں صلاۃ و سلام، و چیف کنویز محمد اظہر نور اعظمی کے شکریہ نامہ کے بعد سیّد امان میاں صاحب قبلہ کی خاص دعاؤں کے بعد تعلیم اسلام کانفرنس کو اگلے سال تک کے لیے ملتوی کا اعلان کر دیا گیا۔

از: اظہر نور اعظمی، علی گڑھ

فکر رضا کانفرنس و سیمینار، پونے

جنھوں نے اعلیٰ حضرت کو پڑھا؛ انھوں نے عظمتوں کا اعتراف کیا، رسول اللہ ﷺ محبوبِ عالم ہیں- ان کی محبت دلوں سے نکالنے کے لیے سازشیں کی گئیں- کمالاتِ نبوی کے انکار کی تحریک چلائی گئی- انکارِ شفاعت و انکارِ علم غیب کی تحریک چلائی گئی۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے محبت کا جوہر دیا اور اس کی بقا کے لیے کام کیا۔ علم غیب پر دلائل قائم کیے، کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ کو دلائل کے ساتھ اعلیٰ حضرت نے پیش کیا، اس طرح کا اظہارِ خیال 22/ دسمبر 2022ء جمعرات کی شب النور انگلش

میڈیم اسکول پونے میں منعقدہ "فکر رضا کانفرنس و سیمینار" میں مفکر اسلام علامہ قمرالزماں اعظمی (سکریٹری جنرل ورلڈ اسلامک مشن انگلینڈ) نے کیا۔ آپ نے اعلیٰ حضرت کی خدمات کے تناظر میں کہا کہ: فقہ کا عظیم سرمایہ دُنیا کو دیا- اعلیٰ حضرت نے ترجمہ کنزالایمان میں تفاسیر کی روح کو سمیٹ دیا ہے، اعلیٰ حضرت کے عہد تک "صلعم" لکھا جاتا تھا، اعلیٰ حضرت نے اس شارٹ فارم کی تردید کی اور "صلی اللہ علیہ وسلم" لکھنے کا مزاج دیا۔

ازیں قبل مولانا ابوزہرہ رضوی مالیگ (مانچسٹر) نے کہا کہ: فکرِ رضا بہت جامع عنوان ہے-فکر رضا ہی مسلکِ اعلیٰ حضرت ہے، اعلیٰ حضرت کی شخصیت جہاں ذکر ہوتی ہے وہیں علم کی عظمتوں کا تصور اُبھرتا ہے، اعلیٰ حضرت علمی و عالمی شخصیت ہیں، 50ر سے زیادہ علوم پر ان کی کتابیں موجود ہیں، اعلیٰ حضرت کو رب العزت نے علم قرآن اس طور پر عطا فرمایا کہ جس وقت جو بھی لکھا اللہ نے اس کو اپنی حفاظت میں لے لیا ہے۔

غلام مصطفیٰ رضوی (اعلیٰ حضرت ریسرچ سینٹر مالیگاؤں) نے اپنے مقالہ "ملت اسلامیہ کی رہنمائی اور امام احمد رضا" میں کہا کہ: اعلیٰ حضرت مسلمانوں کی اجتماعیت کے خواہاں تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ مسلمان اسلامی احکام کا پابند ہو جائے اور محبت رسول ﷺ قلب و نظر اور فکر و خیال میں بسا لے تاکہ تابناک ماضی سے رشتہ استوار ہو جائے۔ اعلیٰ حضرت نے ملت کی تشکیل تمام شعبہ ہائے حیات کو مدنظر رکھ کر محبت رسول ﷺ کی بنیاد پر کی۔

صدارتی خطبہ میں بیرسٹر معین الزماں اعظمی (مانچسٹر) نے کہا کہ: ہمارا عقیدہ اعلیٰ حضرت کی نسبت سے پہچانا جاتا ہے۔ جہاں تک علم کا سوال ہے مسلمان پسماندہ ہے۔ جہاں ظاہری ترقیاں ہوئیں وہاں عریانیت بڑھی۔ جو دنیا پر بمباری کرتے ہیں ان کے پاس بھی علم ہے۔ لیکن علم وہی ہے جو اسلام نے عطا کیا، مسلمانوں نے ہر علم و فن میں تحقیق کے دریا بہائے۔ اعلیٰ حضرت کی کرامت علم و تحقیق سے لبریز کتابیں ہیں۔

اس کانفرنس میں بطورِ مہمان خصوصی الحاج محمد سعید نوری، مولانا ولی اللہ شریفی، مولانا عبد المجید، مولانا جاوید ثقافی، مولانا اسرار نظامی، مولانا منصور احمد، مولانا معروف رضا، مولانا مختار احمد، مولانا اسرار نجمی، مولانا محسن رضا نیز اساتذۂ جامعہ قادریہ و ائمہ کرام پونے شریک تھے۔

ڈاکٹر سعید احسن قادری نے اظہارِ تشکر میں کہا کہ: علامہ قمرالزماں اعظمی نے بے لوث خدمت کی اور اسلام کے دعوتی پیغام کو اکنافِ عالم میں پہنچایا، درجنوں جہتوں سے آپ نے دینی خدمت انجام دی، کانفرنس کا انعقاد پروفیسر ڈاکٹر سعید احسن قادری اور مسلمانانِ اہل سنّت کدل واڑی نے کیا۔ اس موقع پر مجموعہ مقالات **"شہزادگانِ اعلیٰ حضرت کے علمی کارنامے"** کا رسم اجرا عمل میں آیا۔ 576ر صفحات پر مشتمل یہ کتاب حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان اور حضور مفتی اعظم کی خدمات کے علمی گوشوں پر مبنی ہے جس کی اشاعت اہل سنّت و جماعت سینٹر پونے سے عمل میں آئی۔ میزبانی کے فرائض نوری مشن کے فرید رضوی، معین رضوی اور نعیم رضا و احباب کدل واڑی بالخصوص حافظ معین الدین نے انجام دیے، نظامت مولانا حامد رضا نے کی، سلام و دعا پر کانفرنس اختتام پذیر ہوئی۔

از: نوری مشن مالیگاؤں

مدنی میاں عربک کالج میں عرس حافظ ملت و عرس شیخ انوار اللہ فاروقی علیہما الرحمہ

جانشین محدث اعظم ہند حضرت شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی مد ظلہ العالی کا ہبلی کرناٹک میں قائم کردہ دینی ادارہ "کلیۃ الاشراف للعلوم الاسلامیۃ مدنی میاں عربک کالج" میں بروز پیر بتاریخ 26 دسمبر 2022 کو ملک ہند کے دو عظیم و قدیم جامعات کے بانیان کی بارگاہوں میں خراج عقیدت پیش کیا گیا۔

بانی جامعہ نظامیہ حیدرآباد دکن شیخ الاسلام امام محمد انوار اللہ فاروقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وصال: 30 جمادی الاولی 1336ھ)

اور بانی الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور یوپی حافظ ملت علامہ عبد العزیز محدث مرادآبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وصال: 1 جمادی الاخری 1394ھ) کے عرس مقدس کے موقع پر قرآن خوانی و فاتحہ خوانی کا اہتمام کیا گیا۔

محفل کا آغاز محمد شاہجہاں (طالب علم ادارہ ہذا) کی تلاوت قرآن سے ہوا،۔۔۔۔۔ (باقی ص:52 پر)

R.N.I. No. 29292/76
Regd. No. AZM/N.P.28 2023-25

THE ASHRAFIA MONTHLY

Mubarakpur Azamgarh (U.P.) 276404 (INDIA)

JAN 2023

(Mob. No.) 9450109981 (Mumbai Office) 022-23726122 (Delhi Office) Tel. 011-23268459, Mob.No. 9911198459

www.aljamiatulashrafia.org Email: info@aljamiatulashrafia.org

الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور

الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کا علمی فیضان ہندوستان گیر ہی نہیں بلکہ اب عالم گیر ہوگیا ہے۔ اشرفیہ نے جس برق رفتاری سے ارتقائی منزلیں طے کی ہیں اشرفیہ کے معاونین اور دیگر اہلِ خیر اس سے بخوبی واقف ہیں۔ اس وقت دو سو پچاس سے زائد افراد پر مشتمل ایک متحرک اور فعال اسٹاف اپنے فرائض کی انجام دہی میں مصروف ہے اور مختلف شعبوں میں تقریباً گیارہ ہزار طلبہ تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ بیرونی طلبہ کی خوراک، رہائش اور اساتذہ و ملازمین کی تنخواہوں پر ایک خطیر رقم سالانہ خرچ کی جاتی ہے۔ لہٰذا یہ ادارہ بجا طور پر اہلِ خیر حضرات کی خصوصی توجہ کا طالب ہے۔ والسلام

عبدالحفیظ عفی عنہ
سربراہِ اعلیٰ الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور

DONATION

You can make donation by cheque, Draft or by online in the favour of–

(For Education) برائے تعلیمی چندہ	(For Construction) برائے تعمیری چندہ
(1) Darul Uloom Ahle Sunnat Madrasa Ashrafia Misbahul Uloom **Central Bank of India** **A/C 3610796165** IFSC. Code: CBIN 0284532	(1) Aljamiatul Ashrafia **Central Bank of India** **A/c 3610803301** IFSC. Code: CBIN 0284532
(2) Darul Uloom Ahle Sunnat Madrasa Ashrafia Misbahul Uloom **Union Bank of India** **A/C 303001010333366** IFSC. Code: UBIN 0530301 Branch Code: 530301	(2) Aljamiatul Ashrafia **Union Bank of India** **A/c 303002010021744** IFSC. Code: UBIN 0530301 Branch Code: 530301
(3) Darul Uloom Ahle Sunnat Madrasa Ashrafia Misbahul Uloom **Punjab National Bank** **A/c 05752010021920** IFSC. Code : PUNB0057510	(3) Aljamiatul Ashrafia **Punjab National Bank** **A/c 05752010021910** IFSC. Code : PUNB0057510

(1)- Exempted u/s 80G, (5) (VI), of Income Tax Act. 1961, Vide File No. Aa.Ayukt/Gkp/80G, Redg. S.No. 178/2011-12 Dt. 30/8/2011 w.e.f A.Y 2012-13 (F.Y.2011-12)
(2)- Exempted u/s 12A, Vide Letter No. 177/2011-12

BHIM
BHARAT INTERFACE FOR MONEY

BHIM UPI Payments Accepted at
Darul Uloom Ahle Sunnat
Madrasa Ashrafia Misbahul Uloom
Account Number : 3610796165, IFSC Code: CBIN0284532

SCAN & PAY ANY UPI SUPPORTED APPS

Only for Foreign Countries. FCRA Registration. No.236250051 Nature: Educational Social. For Account Detail, please visit http://aljamiatulashrafia.in/donation.php?lang=EN